

محکمہ ثقافت و سیاحت،
حکومت سندھ

دیوانِ آشکار

(جلد اوّل)

ترتیب و ترجمہ قاضی علی اکبر درازی

نظرِ ثانی و مقدمہ ڈاکٹر مخمور بخاری

دیوانِ آشکار

(جلد اوّل)

دیوانِ آشکار

(جلد اوّل)

ترتیب و ترجمہ

قاضی علی اکبر درازی

نظرِ ثانی و مقدمہ

ڈاکٹر مخمور بخاری



محکمہ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ

کتاب:۔	دیوانِ آشکار (جلداوّل)
ترتیب وترجمہ:۔	قاضی علی اکبر درازی
نظرِثانی:۔	ڈاکٹر مخمور بخاری
باراوّل:۔	نومبر1981ء
باردوئم:۔	اپریل2023ء
تعداد:۔	ایک ہزار اکاپیاں
سرورق:۔	نعیم ڈیسولی
قیمت:۔	600روپے
طابع:۔	پیکاک پرنٹرز سندھ۔0300 2152634
ناشر:۔	محکمہ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ

فہرست

دیوانِ آشکار (متن)

حرفِ اول

برصغیر پاک وہند میں سندھ اپنی تہذیب و ثقافت، روحانیت اور کلاسیکل شعری روایات کے بدولت ایک منفرد خطہ ہے کیونکہ اس کے روحانی مزاج میں انسان شناسی وانسان دوستی اور اپنی دھرتی سے محبت کرنے جیسے رویے موجود ہیں۔ جس کا اظہار سندھ کی صوفی شاعروں کہ ہاں بھی ملتا ہے، خاص طور پہ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست کے فکر کا بنیاد تصوف کے ساتھ ساتھ اپنی دھرتی اور اپنی مٹی بھی ہے۔

سچل سرمست اپنے وقت کے نہ صرف ایک صوفی مفکر شاعر تھے بلکہ اُنھوں نے اپنے دور کے مروجہ حالات کے خلاف بغاوت کی اور کائنات میں انسان کی مقرر حیثیت کو بڑی بی باکی کے ساتھ بیان بھی کیا۔ وہ ایک باشعور شاعر کی حیثیت سے انسان کی آفاقی حیثیت اور مذہبی ہم آہنگی کے قائل تھے، انہوں نے اپنے وقت کے حالات کا بخوبی مطالعہ کیا اور مذہب، رنگ، نسل اور فرقہ واریت سے بالاتر ہوکر ایک صحتمند معاشرے کی تشکیل کا خواب دیکھا۔

وقت اھا تئي ويل، دوئي دور ڪرڻ جي،
ڪيد مذاهب من مان، ساجهر ساڻ سويل،
هندو مؤمن سان ملي، محبت جا ڪر ميل،
متان تئي اويل، اولهہ سج نہ اُلهي

(یہ ہی وقت ہے اپنے اندکا میل صاف کرنے کا، اپنے اندر سے مذہب کے فرقوں کا تفریق ختم کر کے سبھ کا احترام کر، ایسا نہ ہو کے مغرب کا سورج غروب ہی نہ ہو۔)

سچل انسان، زمین اور کائنات سے محبت کا سبق دیتے ہیں، وہ بنی نوع انسان کی بہبود اور اچھائی کی بات کرتے ہیں در حقیقت یہ ہی فکر اور فلسفہ سندھ کے صوفی شعراُ کی میراث

ہے، انھوں نے سندھ میں حسین بن منصور حلاج اور فریدالدین عطار کے فکر و فلسفے کو بھی عام کیا، اس وجہ سے انھیں ''سندھ کا منصور'' یا ''عطارِ ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔

سندھ میں سچل سرمست کا دور سیاسی طور پہ انتشار کا دور تھا انھوں نے کلہوڑا دور حکومت کو ختم ہوتے بھی دیکھا تو ٹالپروں کا اوج اور عروج بھی دیکھا، انھوں نے اپنے دور کا فارسی غزل میں ''شہر آشوب'' بھی لکھا جو ان کی سیاسی بصیرت کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے:

مجلس حاکمان رادیدم
مو جہای عمان را دیدم

اوز ملک خودست آوارہ
این چنیں شہ دران رادیدم

غلبہ کردہ جماعت کفار
غارت مولتان رادیدم

(بادشاہ گدا بن گیا اور گدا بادشاہ ہو گیا، میں نے اس دنیا کی گردش بھی دیکھ لی ہے۔ میں نے درانی خاندان کے حکمران کو دیکھا وہ ملک بدر ہو کر آوارہ پھر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کفار ملتان پر قابض ہو گئے اور اس کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔)

سچل نے اپنی شاعری میں موسیقی کی روایت کو بھی اپنایا بلکہ اپنی کافیوں میں نئی دھنیں بھی شامل کیں۔ بنیادی طور پر سچل سرمست نے سب سے پہلے شعری ہیت اور موسیقی کے سُروں میں انفرادیت اور جدت پیدا کرنے کی روایات قائم کیں۔

چپ سادھوں تو مشرک گر میں، بولوں تو کافر،
بھید ہے اس کے اندر، سمجھے کوئی بات سچو کی۔

سچل سرمست کے چار زبانوں میں ملنے والے کلام کی ترتیب و تدوین 1883ء میں سید فاضل شاہ کے ''کافین جو کتاب'' کی صورت سے ہوئے، جس میں سچل سائیں کی اڑتالیس

سندھی اور سرائیکی کافیاں ایک جگہ یکجا کی گئی، اس طرح 1902ء میں مرزا علی قلی بیگ نے اُن کا سندھی، سرائکی، ریختہ کلام مرتب کر کے "رسالہ سچل سائین جو" کے نام سے شایع کیا، اس طرح آغا صوفی، نمانو فقیر، عثماں علی انصاری، صادق رانیپوری جیسے سچل شناس نے اُن کا کلام ترتیب دیا۔

سچل، فارسی کے بھی قادرالکلام شاعر تھے انھوں نے فارسی میں مثنویات اور غزل کا مکمل "دیوان آشکار" کے نام سے اپنا یادگار چھوڑا ہے۔ دیوان آشکار کو پہلے بار والیِ ریاست میر علی مراد خان ٹالپر نے، دوسری بار آغا صوفی اور دیوان ولبھداس شکارپوری نے، تیسری مرتبہ کے ڈی لالہ نے 1957ء میں شایع کیا تھا۔ سال 82-1981ء میں قاضی علی اکبر درازی کے اردو ترجمی کے ساتھ دو جلدوں میں محکمہ اوقاف سندھ نے شایع کیا جو اس وقت ناپید ہے جس بات کا احساس مجھے ذاتی طور پہ بہ رہا ہے۔

محکمہ ثقافت سندھ کی طرف سے سچل سرمست کے فارسی کلام کی اہمیت کو مدِ نظر "دیوان آشکار" کے حصہ اول کو سرمست سائیں کے 202 ویں عرس مبارک کے موقعے پہ اردو ترجمے کے ساتھ شایع کر رہیں ہیں۔ اس کام کو مکمل کرنے میں محکمے کے سیکریٹری محترم ڈاکٹر نسیم الغنی، ڈی جی کلچر منور علی مہیسر، مدد علی سندھی اور سلیم سولنگی کی کوششیں اہم ہے۔

سید سردار علی شاہ
وزیر ثقافت وسیاحت
حکومتِ سندھ

عرض ناشر

سندھ کی عظیم سرزمین نے جہاں سرتاج الشعراء شاہ عبداللطیف بھٹائی کو جنم دیا ہے وہاں شاعر ہفت زبان حضرت سچل سرمست کو بھی جنم دیا ہے، کہ جن کے لئے شاہ عبداللطیف بھٹائی نے فرمایا تھا کہ ہم نے جس فکر و فلسفہ کو کسی حد تک مخفی رکھا ہے سچل سرمست اس کو آشکار اور ظاہر کرے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ٹھہرے کہ حضرت سچل سرمست نے اپنی شاعری کے ذریعے بنیاد پرستی اور تنگ نظری کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں مذہبی تنگ نظری اور نفرت کو رد کیا۔ حضرت سچل سرمست کا پیدائشی نام تو عبدالوہاب رکھا گیا تھا لیکن ان کی سچ اور حق گوئی کے باعث انہیں سچو، سچل اور سچیڈنو کے نام سے پکارا گیا۔ اور انہوں نے ببانگ دہل کہہ دیا کہ ''سچ تھا مردچون، کنھن کھے ونے نہ ونے'' (سچ گو مرد تو سچ کہتے رہیں گے، کسی کو سن کر اچھا لگے یا نہ لگے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا) حضرت سچل سرمست کی شاعری سندھی، سرائیکی اور اردو کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی موجود ہے۔ فارسی کلام میں آپ کا تخلص ''آشکار'' اور ''خدائی'' ملتا ہے۔ ان کا کلام سراپا الہامی ہے۔ ان کی شاعری میں سوز و گداز، حسن و عشق، کیف و سرور، جذب و سرمستی کی کیفیات ملتی ہیں۔

فارسی شاعری میں دیوان آشکار، دیوان خدائی، مثنوی عشق نامہ، مثنوی درد نامہ، مثنوی گداز نامہ، مثنوی تار نامہ، مثنوی رہبر نامہ، مثنوی راز نامہ، مثنوی وحدت نامہ، مثنوی وصلت نامہ، غزل بحر طویل، نکتہ تصوف شامل ہیں۔ ان تصنیفات میں سے ''دیوان آشکارا'' کو سب سے پہلے مولوی نور الحق نے مرتب کیا تھا اور اسے خیر پور کے والی ریاست میر علی مراد خان تالپور نے 19 ویں صدی کے اوائل میں نولکشور پریس لکھنو سے شائع کروایا تھا۔ دیوان آشکار کا اردو ترجمہ قاضی علی اکبر درازی نے کیا تھا، جس کا پہلا ایڈیشن نومبر ۱۹۸۱ میں محکمہ

اوقاف سندھ نے شایع کیا تھا۔ اب وہ ناپید ہے۔ جس کو ہم دوبارہ شایع کررہے ہیں۔ نوجواں محقق اور سچل شناس ڈاکٹر مخمور بخاری نے اس ترجمے کو ایڈٹ کیا اور املا وغیرہ کی غلطیوں کو بھی درست کرنے کے ساتھ ساتھ سچل سرمست کی فارسی شاعری پہ سیر حاصل مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ ہم ان کے بیحد مشکور ہیں۔

''دیوانِ آشکار'' کے اس اردو ترجمے کی اشاعت کے سلسلے میں ہم محکمہ ثقافت و سیاحت کے صوبائی وزیر جناب سید سردار علی شاہ صاحب کے مشکور ہوں جنہوں نے اس اشاعت میں بڑی دلچسپی ظاہر کی اور اس ''دیوانِ آشکار'' کی بروقت اشاعت کو ممکن بنایا۔ اشاعت کے سلسلے میں محکمہ ثقافت و سیاحت کے سیکریٹری نسیم الغنی سہتو، محمد ابراہیم جویو ٹرانسلیشن بیورو کے انچارج جناب مدد علی سندھی اور سلیم سولنگی کی کوششیں بھی قابل ستائش ہیں۔

منور علی مہیسر

ڈائریکٹر جنرل

محکمہ ثقافت وسیاحت، صوبہ سندھ

پیش لفظ

سندھ کی سوہنی دھرتی بے شمار صاحب کمال بزرگان دین اور صوفیائے کرام کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ سات زبانوں میں عارفانہ کلام کہنے والے اور فلسفہ وحدت الوجود پر یقین رکھنے صوفی شاعر سائیں سچل سرمست ان بزرگ شخصیتوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے سندھی، فارسی، عربی، اردو، سرائیکی، ہندی اور پنجابی میں شعر کہے۔ سندھی اور اردو کلام میں انہوں نے اپنا تخلص سچل اور سچو اور فارسی میں آشکارا اور خدائی استعمال کیا۔

آشکارا کی مناسبت سے ہی ان کا سب سے مشہور فارسی مجموعہ کلام "دیوان آشکار" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ کتاب صریحا عارفانہ اور صوفیانہ کلام پر مشتمل ہے۔ اسے پڑھنے والا خود کو روحانی دنیا میں گم پاتا ہے۔ ان اشعار میں اس حقیقی سچل کی جگمگاتی ہوئی تصویر نظر آتی ہے جو حق کا متلاشی ہے اور عشقِ حقیقی سے سرشار ہے۔

"دیوان آشکار" کو سب سے پہلے مولوی نور الحق نے مرتب کیا تھا اور اسے خیر پور کے حاکم میر علی مراد خان تالپور (المتوفی ۱۸۹۴ء، نے 19 ویں صدی کے اوائل میں نو لکشور پریس لکھنو سے شائع کرایا تھا۔

درازا شریف کے ایک صاحب علم جناب قاضی علی اکبر نے دیوان آشکار کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی کی خواہش پر اس کی اشاعت کا بندوبست کیا گیا۔ قارئین کی سہولت اور کتاب کو با مقصد بنانے کے لئے اردو ترجمہ کے ساتھ اصل فارسی کلام بھی شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ انشاء اللہ ہم دوسری جلد کی اشاعت میں بھی جلد ہی ہو جائیگے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس کتاب کے منظر عام پر آنے سے پہلے ہی جناب قاضی علی اکبر درازی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ان کی شدید خواہش تھی کہ دیوان آشکارا کا اردو ترجمہ جلد از جلد چھپ کر لوگوں تک پہنچ جائے تاہم ہمیں اطمینان ہے کہ ہم ان کی آخری خواہش کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

حاجی عبدالرحمٰن

مختصر سوانح حیات

ولادت اور تعلیم و تربیت

سندھ کی عظیم شاعر سر تاج الشعراء، شہنشاہ عشق، منصور آخر زمانی، شاعر ہفت زبان حضرت سچل سرمست ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۳۹ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا پیدائشی نام نامی اسم گرامی عبدالوہاب تھا لیکن راست گوئی اور راست بازی کی وجہ سے انہیں سچو، سچل، سچیڈنہ کہا جانے لگا اور اسی نام سے آپ کی شہرت ہوئی۔

وہ ایک طرف صاحب عرفان ولی اور بقا بال کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز تھے اور دوسری طرف بلند پایہ اور عظیم المرتب شاعر اور وادی سندھ کے لئے قابلِ فخر شخصیت تھے۔

حضرت سچل سرمست کا سلسلہ نسب ۳۹ ویں پشت میں حضرت فاروق اعظم سے جاملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ شیخ شہاب الدین فاروقی غازی، محمد بن قاسم کے ہمراہ سندھ میں آئے تھے جنہیں فتح سندھ کے بعد سیوستان (سہون) کا حاکم مقرر کیا گیا۔

اسی فاروقی خاندان کے ایک کامل اکمل ولی خواجہ محمد حافظ المعروف بہ سائیں صاحبڈ انہ وادی سندھ کے ضلع خیر پور میں قصبہ رانی پور سے ایک میل فاصلہ پر درازا شریف گاؤں میں سکونت پذیر تھے جن کے دو فرزند ہوئے۔ ایک کا اسم گرامی خواجہ صلاح الدین تھا اور دوسرے کا اسم گرامی خواجہ عبدالحق۔ سچل سرمست خواجہ صلاح الدین کے لختِ جگر نور نظر تھے۔ خواجہ محمد حافظ کی رحلت کے بعد خواجہ عبدالحق مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ سچل سرمست کے چچا نے اسلامی روایات کے مطابق آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے حافظ عبداللہ فاروقی کے سپرد کیا جن سے انہوں نے فارسی اور سندھی تعلیم کے علاوہ قرآن مجید کا درس بھی لیا اور بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ان کے بعد خواجہ عبدالحق نے آپ کو اپنا طالب بنایا اور عرفانِ الٰہی سے مستفیض فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

کلام سچل

سچل سرمست کا کلام سراپا الہامی ہے اور سوز و گداز، کیف و حال، جذب و سرمستی کے عالم میں کہا گیا ہے۔اس عالم میں آپ کے سر مبارک کے لمبے اور لٹکے ہوئے بال سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاتے اور آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو جاتے۔اسی حال میں اشعار کی آمد کثرت سے ہوتی گویا ایک دریائے موج ہے جو امڈا چلا آرہا ہے۔اس وقت جو طالب اور کاتب موجود ہوتے وہ آپ کا کلام قلمبند کر لیتے۔

اگر کوئی لفظ یا مصرعہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تو آپ کے ہوش میں آجانے کی بعد اس کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے مگر اس سرمست کی طرف سے ان کو یہ ہی جواب ملتا کہ کہنے والے نے کہا ہے مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا کلام نو لاکھ چھتیس ہزار نو سو چھتیس اشعار پر مشتمل ہے جو سات زبانوں عربی، فارسی، اردو، ہندی، پنجابی، سرائیکی اور سندھی میں کہا گیا ہے اور اس بنا پر آپ کو شاعر ہفت زبان کہا جاتا ہے۔

کسی شاعر کا اپنی مادری زبان میں چند شعر کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ قابل قدر شاعر وہ ہے جسے غیر مادری زبانوں پر بھی عبور حاصل ہو۔ایسے شاعر کو سرتاج الشعراء کہا جا سکتا ہے۔

اس اقلیم سخن کے تاجدار شاعر کے اشعار حسب ذیل اصناف سخن میں موجود ہیں:۔

کافی، ابیات، غزل، مولود، مرثیہ، مثنوی، سہ حرفی، جھولنا، گھڑولی، فرد، رباعی، مسدس، مخمس مستزاد وغیرہ غرض یہ کہ ہر صنفِ سخن میں موجود ہیں اور کوئی بھی پہلو تشنہ رہنے نہیں دیا ہے۔ شعر کے کمالِ فن کا یہ بین ثبوت ہے۔ یہ خوبی کسی اور شاعر کے شعر میں نہیں مل سکتی۔اس بنا پر اگر اس قادر الکلام شاعر کو سرتاج الشعراء کہا جائے تو یہ نہ تو مبالغہ ہو گا اور نہ خلاف واقعہ۔ فارسی کلام میں آپ کا تخلص ''آشکار'' اور ''خدائی'' ہے۔آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

سندھی:۔ وحدت نامہ، مرغ نامہ، جھولنہ اور لاتعداد کافی اور ابیات۔

سرائیکی:۔ قتل نامہ، گھڑولی، ریختہ، سہ حرفی اور لاتعداد کافی اور ابیات۔

فارسی:۔ دیوان آشکار، دیوان خدائی، مثنوی عشق نامہ، مثنوی درد نامہ، مثنوی

گداز نامہ، مثنوی تار نامہ، مثنوی رہبر نامہ، مثنوی راز نامہ، مثنوی وحدت نامہ، مثنوی وصلت نامہ، غزل بحر طویل، نکتہ تصوف۔

ان تصنیفات میں سے "دیوان آشکار" سر میر علی مراد خان تالپور والی ریاست خیر پور نے شائع کروایا تھا اور دیگر تصنیفات راقم الحروف نے اپنے خرچ سے سندھی اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کرائی ہیں اور دیوان آشکار کا سندھی اور اردو ترجمہ کیا ہے۔

مقام معرفت

یہ رند عاشق بقاباللہ کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز تھے جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

ہر کجایم جا بجایم من خدایم من خدا
این چہ شد پوشیدہ ام ازدرد این خاکی قبا

حضرت سچل سرمست نے جب منصوری نعرہ بلند کیا تو ان کے ہم عصر علماء نے آپ کو تعزیر دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے علماء سے پوچھا کہ اس جرم کی سزا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس جرم کی سزا قتل ہے۔ تب سچل سرمست نے علماء سے کہا کہ جس وقت آپ میری زبان سے اناالحق کا نعرہ سنیں اسی وقت مجھے قتل کر دینا۔ اس اثنا میں انہیں حال آگیا اور آپ کی زبان سے اناالحق نکلنے لگا۔ علماء نے ان پر تلوار کے کئی وار کئے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب حال کی کیفیت باقی نہ رہی تو علماء نے ان کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ سچل سرمست نے فرمایا کہ یہ نعرہ میں نہیں لگاتا لیکن وہ ذات پاک لگاتی ہے جو لازوال ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ دنیا بھر کا کوئی بھی شاعر سچل سرمست سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا نہ اس کا مد مقابل ہو سکتا ہے۔ سچل سرمست کے درجہ ولایت کی حقیقت ترجمہ پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو گی۔

وصال: یہ شاعر اعظم اور ولی کامل ۱۱ اپریل ۱۸۲۷ء بمطابق ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔

قاضی علی اکبر درازی

مقدمہ

سندھی زبان کی ادبی تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ سچل سرمست کی شاعری کی ترتیب واشاعت کی شروعات کمشنر صاحب کے پریس سے سال 1883ء میں شائع ہونی والی سید فاضل شاہ کی مرتب کردہ کتاب "کافین جو کتاب" کی اشاعت سے ہوئی۔ جس میں سچل سائیں کی اڑتالیس سندھی اور سرائیکی کافیاں ایک جگہ شائع ہوئیں۔ اس بعد مشہور مصنف لیلارام وطن مل نے 1890ء کے قریب شاہ عبداللطیف کے بارے میں ایک کتاب "The Life, Religion and Poetry of Shah Abdul Latif" شائع کی۔ جس میں سچل سرمست کی شاعری کو مثالی کے طور پر پیش کیا گیا۔

سچل کے کلام کو جمع کرنے یا شائع کرنے کی ان ابتدائی کوششوں کے بعد سندھ کے نامور عالم شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ کے بھائی مرزا علی قلی بیگ نے بڑی عرق ریزی کے بعد سچل سائیں کے کلام کو جمع کر کے "رسالو میاں سچل فقیر جو" کے عنوان سے شائع کیا۔ جس کا پہلا حصہ 1902ء میں اور دوسرا حصہ 1903ء میں شائع ہوا۔ وہ پہلے محقق ہیں جنہوں نے سچل سائیں کا سب سے زیادہ کلام پیش کرنے کے ساتھ اُن کی زندگی کے حالات بھی بیاں کئے ہیں۔ آغا غلام نبی صوفی نے سچل کے بارے میں ایک اہم کتاب "سچل سرمست" لکھی اور شائع کی، اُن کے علاوہ سچل کی ہندو عورت فقیر۔ "ہاسی بائی عرف نمانو فقیر" نے سچل کا کلام "سچل کا کلام عرف عاشقی الہام" کے نام سے مرتب کر کے 1952ء میں شائع کیا۔ اس طرح رشید احمد لاشاری، عثمان علی انصاری، قاضی علی اکبر درازی، مولانا صادق رانی پوری، مخدوم امیر احمد، کلیان آڈوانی، اسلم رسولپوری، ڈاکٹر عطا محمد حامی، ڈاکٹر نواز علی شوق، مولانا عبدالخالق ابابکی، تیر تھداس، ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، تنویر عباسی، آغا سلیم، تاج جویو، اختر درگاہی،

ڈاکٹر نسیم اختر، اور غیر ملکی اسکالرز گرڈیلوپکی، ریٹا شاہانی اور دیگر نے سر مست سائیں کے فن، فکر اور شخصیت کے بارے میں لکھا ہے۔

سچل سر مست کی چار زبانوں میں کی ہوئے شاعری میں فارسی کلام کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ فارسی زبان قدیم زمانے سے ایران (فارس) میں عام استعمال کی زبان رہی ہے جو مختلف ذرائع سے سندھ پہنچی، کیونکہ ایران اور سندھ کے درمیان سیاسی، ثقافتی تعلقات بہت گہرے رہیں ہیں۔ سندھ میں فارسی شاعری کے ابتدائی آثار تیرہویں صدی عیسوی سے ملتے ہیں۔ اس حوالے سے محققین نے علی بن حامد کوفی اور قلندر لعل شہبازؒ کا ذکر کیا ہے۔ تذکروں میں شیخ حماد جمالی، شیخ عیسی لاکھو، جام نظام الدین عرف جام نندو اور مخدوم بلال کے فارسی اشعار محفوظ ہیں۔ شاہ بیگ کا بیٹا شاہ حسین ارغون بھی فارسی شاعر تھا اور ''سپاہی'' تخلص استعمال کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی زبان کو حکمرانوں کی زبان ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل رہی، اس دور میں قرآن کریم کے تراجم، تفسیر، ملفوظات، سوانح عمری، سندھ کی تاریخ اور عشقیہ داستانیں لکھی گئیں۔ کلہوڑا اور ٹالپور دور میں فارسی کو حکومت کی سرپرستی حاصل رہی اور اس زبان میں تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا. لاتعداد علماء، ادیبوں، مورخین اور شاعروں نے اپنے اشعار اور تصانیف فارسی زباں میں لکھیں۔ سچل سر مست نے بھی سندھی، سرائیکی، اردو اور فارسی کو اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

سچل سر مست کی فارسی تصانیف کا تعارف:

سچل سر مست کے فارسی اشعار غزل، مثنوی اور قطعہ کی صورت میں موجود ہے، جن میں وہ اپنا تخلص ''آشکار'' اور ''خدائی'' استعمال کرتے ہیں۔ سچل کے دیوان آشکار کے علاوہ مخدوم امیر احمد نے اُن کی پانچ مثنویات۔ راز نامہ، رہبر نامہ، گداز نامہ، تار نامہ، وصلت نامہ کا ذکر کیا ہے۔ قاضی علی اکبر درازی نے ''دیوان آشکار'' کے ترجمے میں مخدوم امیر احمد کی بیان کردہ پانچ مثنویوں کے سوائے تین اور مثنویوں وحدت نامہ، عشق نامہ اور درد نامہ کا ذکر کرتے ہوئے سچل کے غزل کے ایک اور مختصر دیوان ''دیوان خدائی'' اور فارسی میں تصوف پر ایک نثری تصنیف '' نکتہ تصوف''، اور ''غزل بحر طویل'' کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح

سچل سرمست کی تصانیف کی تعداد ''دیوان آشکار'' کے علاوہ گیارہ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر عطا محمد حامی ''دیوان آشکار'' کے علاوہ مخدوم امیر احمد کے ذکر کردہ مزید مثنویوں کے علاوہ ساقی نامہ، عشق نامہ، درد نامہ، وحدت نامہ کا ذکر کرتے ہیں، حامی ''غزل بحر طویل'' کو سچل کی تصنیف نہیں مانتے. مخدوم امیر احمد کی بیان کی ہوئے پانچ مثنویوں اور قاضی علی اکبر درازی کی بیان کردہ مزید تین مثنویوں کے علاوہ، ڈاکٹر عطا محمد حامی نے ایک اور مثنوی ''ساقی نامہ'' کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ حامی نے ''دیوان خدائی'' اور فارسی تصنیف ''نکتہ تصوف'' کا ذکر نہیں کیا، جب کہ مرزا علی قلی بیگ نے ''دیوان خدائی'' کو سچل سائیں کے فارسی شعری تصنیف لکھا ہے۔ البتہ حامی ''غزل بحر طویل'' پر تنقید کرتے ہیں اور اسے سچل سرمست کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے۔ لکھتے ہیں:

''یہ غزل کی صورت میں ایک طویل نظم ہے جو سچل سائیں سے منسوب ہے۔ الفاظ، معنی اور تاریخ میں ان گنت غلطیاں ہیں۔ اس کے علاوہ سچل سائیں کا آفاقی مسلک بھی قائم نہیں ہے۔ شاید کسی نے یہ نظم لکھی ہو اور عارف سچل کی طرف منسوب کر دی ہو۔'' (سچل کا آفاقی پیغام)

ڈاکٹر وفا راشدی نے قاضی علی اکبر درازی کی بیان کردہ فہرست کو اپنی کتاب ''مہران نقش'' میں پیش کیا ہے۔ جبکہ رشید احمد لاشاری نے اپنی کتاب ''سچل سرمست'' میں ''دیوان آشکار'' کے علاوہ عطا محمد حامی کی پیش کردہ آٹھ مثنویوں اور ''غزل بحر طویل'' کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں مثنوی درد نامہ موجود نہیں۔ لاشاری اپنی کتاب میں ایک اور جگہ دیوان آشکار کے علاوہ چھ مثنویوں: راز نامہ، گداز نامہ، تار نامہ، عشق نامہ، رہبر نامہ اور وصلت نامہ کے ساتھ ''مرغ نامہ'' کو سچل کی فارسی تصنیف لکھا ہے ۔ جبکہ مرغ نامو (مالکوس) کے عنواں سے سچل سرمست کے سندھی اشعار موجود ہے۔ آج تک کسی بھی محقق نے سچل سائیں کے مرغ نامہ کو فارسی تصنیف نہیں لکھا۔ لاشاری صاحب نے اپنی کتاب ''سچل سرمست'' میں مثال کے طور پر مرغ نامہ فارسی کے گیارہ اشعار بھی درج کیے ہیں۔ جبکہ یہ فارسی اشعار وحدت نامہ میں موجود ہیں، اس لیے مرغ نامہ کو سچل کی فارسی تصنیف نہیں کہا جا سکتا۔

سچل سرمست کی فارسی تصانیف کے بارے میں محققین کی رائے کی روشنی میں ساقی نامہ، دیوان خدائی، غزل بحر طویل اور نکتہ تصوف اختلافی تصانیف ہیں۔ غزل بحر طویل کے بارے میں حامی مرحوم کی تنقید کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم سچل سرمست کی فارسی شاعری کا تذکرہ کریں، بہتر ہوگا کہ ان کی فارسی تصانیف کا مختصر تعارف کرایا جائے۔

- **دیوان آشکار:**

سچل سائیں کی فارسی غزل کا یہ دیوان پہلے میر علی مراد خان ٹالپر نے، دوسری بار آغا صوفی اور دیوان ولبھداس شکارپوری نے، تیسری مرتبہ کے ڈی لالہ نے 1957ء میں اور قاضی علی اکبر درازی کے اردو ترجمی کے ساتھ دو جلدوں 82-1981ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب تصوف کا ایک شاندار اور انمول خزانہ ہے جس میں سچل سرمست کی بی خودی، ذوق و مستی اور بیباکی کی ترجمان ہے۔

- **ساقی نامہ:**

اس میں سچل سرمست کے اکتالیس قطعات شامل ہیں، جو بحر رمل کے وزن پہ کہے گیے ہیں، ان میں ساقی سے معرفت کی شراب اور سچی محبت کا درد حاصل کرنے کی طلب کی گئی ہے۔ ساقی نامہ کا منظوم سندھی ترجمہ عطا محمد حامی نے کیا جو مئی 1956ء میں ماہنامہ نئی زندگی میں شائع ہوا۔

- **مثنوی رازنامہ:**

یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف میں 862 اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے وحدتِ الوجود اور خود شناسی کے متعلق گفتگو کی گئے ہے۔ یہ مثنوی 1968ء میں سچل سرمست کو آپریٹو اکیڈمی نے قاضی علی اکبر درازی کے سندھی نثری ترجمے کے ساتھ شائع کی جس میں اصل فارسی متن بھی شامل ہے اور عطا محمد حامی کا منظوم ترجمہ ماہنامہ نئی زندگی کے اکتوبر اور نومبر 1963ء کے شماروں میں شائع ہوا۔

- **مثنوی تارنامہ:**

اس مثنوی میں 146 اشعار ہیں جو بحر رمل مسدس محذوف میں لکھی گئی ہے۔ اس میں طنبور کی تار کی زبانی ہم اوست کے فلسفہ کو مختلف تشبیہات کے مدد سے بیان کیا گیا ہے۔

مثنوی کے آخر میں درازا کی درگاہ اور فقیروں کے سلسلے کا احوال بھی لکھا گیا ہے۔ عطا محمد حامی نے اس مثنوی کا منظوم سندھی ترجمہ کیا جو سہ ماہی مہران 1-2/1957ء میں شائع ہوا اور اصل فارسی متن قاضی علی اکبر درازی کے سندھی نثری ترجمہ کے ساتھ 1963ء میں سچل سرمست کو آپریٹو اکیڈمی نے شائع کیا۔

• مثنوی گدازنامہ:

اس مثنوی میں مسئلہ وحدت الوجود کی پرچار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جب سالک اپنے مادی وجود کو فنا کردے گا، تب ہی وہ صحیح معنوں میں زندہ رہ سکے گا۔ جب بندہ خدا سے جڑ جائے گا تو وہ بقا پائے گا اور خدا کا وجود باقی رہے گا۔ 422 اشعار پر مشتمل یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف پر لکھی گئی ہے۔ مثنوی گدازنامہ کا فارسی متن قاضی علی اکبر درازی کے سندھی نثری ترجمی کے ساتھ 1962ء میں شائع ہوا اور عطا محمد حامی نے بھی اس کا منظوم سندھی ترجمہ کیا۔ جو 1963ء- میں کتاب سچل سونہارو میں شائع ہوا۔

• مثنوی عشق نامہ:

اس مثنوی میں انسان کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ سچل سائیں کہتے ہیں کہ حقیقت کے جوہر نے لامکاں کے اسرار و رموز کو انسان میں محفوظ کر کے محبت کی آگ میں جلا دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ لامکاں کا شہباز بن گیا ہے۔ عشق کی بات کرتے ہوئے عشق اور عقل کی بحث میں عقل کو عشق کا دربان ثابت کیا ہے۔ اس مثنوی میں 151 اشعار ہیں جو بحر رمل مسدس محذوف میں لکھے گئیے ہیں۔ اس مثنوی کا سندھی نثری ترجمہ قاضی علی اکبر درازی نے 1962ء میں شائع کیا، جس میں اصل فارسی عبارت بھی شامل ہے، جب کے منظوم سندھی ترجمہ عطا محمد حامی نے کیا جو ماہنامہ نئی زندگی میں بالترتیب مارچ 1963ء، مئی 1963ء اور جون 1963ء میں شائع ہوا۔

• مثنوی دردنامہ:

اس مثنوی میں سالک کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر وہ درد کی بے خودی میں رہے تو مقامِ فنا کے بعد بقا کی حالت کو حاصل کر لے گا یہی وحدت کا درست رستہ ہے۔ یہ مثنوی بحر رمل مسدس میں لکھی گئی ہے اور اس میں کل 186 اشعار شامل ہیں۔ دردنامہ اصل فارسی متن

بمعہ سندھی نثری ترجمہ 1963ء (قاضی علی اکبر درازی) میں شائع ہوا۔ جب کے عطا محمد حامی کا منظوم سندھی ترجمہ مئی 1963ء میں شائع ہوا۔

- **مثنوی رہبر نامہ:**

اس مثنوی میں شاعر نے ایک سوداگر کی کہانی پیش کی ہے اور تمثیل کے ذریعے تین قسم کے لوگوں کو بیان کیا ہے۔ کھانے کی مصنوعات خریدنے والے پہلے عام لوگ۔ ان کی زندگی ورد و ظائف تک محدود ہیں۔ دوسرے سنہری کپڑے خریدنے والے ہیں۔ وہ خاص لوگ ہیں جو کشف و کرامت سے آگے نہیں بڑھتے۔ تیسرے وہ بادشاہ ہیں جو لال اور گوہر کے خریدار ہیں۔ وہ سچے عاشق ہیں۔ یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف میں اور 1521 اشعار پر مشتمل ہے۔ قاضی علی اکبر درازی کا سندھی نثری ترجمہ اصل فارسی متن کے ساتھ 1964ء میں شائع ہوا اور عطا محمد حامی کا منظوم سندھی ترجمہ ستمبر 1965ء میں ماہنامہ نئی زندگی میں شائع ہوا۔

- **مثنوی وصلت نامہ:**

اس مثنوی میں حمد، نعت اور صحابہ کرام کی منقبت کے بعد چند دینی واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کو بیان کر کے وحدت الوجود کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ جس کا خاتمہ حسین بن منصور حلاج کی شہادت پہ ہوا ہے۔ بحر رمل مسدس محذوف پہ مشتمل اس مثنوی میں 1905 اشعار ہیں، جو قاضی علی اکبر درازی کے اردو نثری ترجمہ فارسی متن کے ساتھ 1965ء شائع ہوا۔

- **وحدت نامہ:**

یہ 164 اشعار پر مشتمل ایک طویل نظم ہے۔ جس کے ہر بند میں چھ ہم قافیہ مصرع اور ہر مصرع کا وزن فعلن فعلن ہے۔ وحدت نامہ میں وحدت اور کثرت کے موضوع پہ گفتگو کی گئی ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے وہ صفات میں نظر آتا ہے اور یہی جوہر ہے۔ وحدت نامہ کا اردو نثری ترجمہ قاضی علی اکبر درازی نے کیا جو 1965ء میں اصل فارسی متن کے ساتھ شائع ہوا۔

سچل سرمست کی فارسی مثنویوں کے سندھی منظوم تراجم کو نامور محقق اور سچل شناس ڈاکٹر نواز علی شوق نے ''نیھن جا نعرا'' کے عنوان سی کتابی صورت میں مرتب کر کے کافی پبلیکیشن کراچی کی طرف سے 1980ء شائع کیا، جس کا منظوم اردو ترجمہ قاضی مقصود گل

نے ''عشق سمندر'' کے نام سے کیا۔ حامی مرحوم یا قاضی مرحوم، سچل کی فارسی مثنویوں کے اصل فارسی متن کے متعلق بلکل خاموش ہیں۔

ساقی نامہ، مثنوی گداز نامہ، عشق نامہ، تار نامہ، رہبر نامہ، راز نامہ کا منظوم براھوی ترجمہ مولانا عبدالخالق ابابکی نے "رموزاتِ عشق" کے نام سے کیا، جو سچل چیئر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور نے سنہ 2005ء میں شائع کیا۔ مثنوی عشق نامہ کا انگریزی ترجمہ تیرتھ داس نے Love of Song کے عنواں سے سال 1956ء اور مثنوی گداز نامہ کا انگریزی ترجمہ Story of Melting کے عنواں سے 1967ء میں کر کے شائع کیا۔

سچل کا فارسی کلام اور اس کے موضوعات:

سچل سرمست عربی اور فارسی کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے نہ صرف فارسی شعراء کو پڑھا اور سمجھا بلکہ ان کے فکر اور عرفان کا اثر بھی قبول کیا۔ جس سے اُن کی فارسی دانی اور علمی بصیرت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اُن کی فارسی شاعری میں فلسفہ وحدت الوجود، جذب و مستی، بی خودی اور استغراق جیسے موضوعات خوب ملتے ہیں:۔

من باوست یار مست بما،
تا کہ از عہد دا دوست بما۔

دوست راموںسی و ہم نفسی،
چند ایامہا گذشت بما۔

آشکارا تو شاد باش صنم،
عہد نامہ وفا نوشت بما۔ (دیوان آشکار)

(میں یار کے ساتھ مدہوش ہوں اور یار میرے ساتھ مست۔ اتنا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ میرے اور میرے دوست کے درمیان یہ رفاقت آج کی نہیں ہے، بلکہ بہت عرصے سے ہے۔ اے آشکار تیرا وہ دوست خوش رہے جس نے تجھ سے دوستی کا وعدہ لکھا ہے۔)

سچل سرمست کی فارسی شاعری کے بارے میں معروف محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

لکھتے ہیں:

"سچل کے کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ فارسی کے پڑھے لکھے شاعر ہیں اور صوفی فکر کے ساتھ ان کے بیان میں موجود تلمیحات اور اشارے بھی سندھی روایت سے زیادہ فارسی روایت سے متاثر ہیں۔ ان کے کچھ عشقیہ عبارت پہ فارسی روایت غالب ہے۔ سندھی روایت میں محبوب کو طعنہ نہیں دیا جاتا ہے مگر سچل سرمست نے اپنے محبوب کو طعنہ دیا ہے۔" (سندھی زبان اور ادب کی تاریخ)

پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم خلیل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"سچل سرمست اسلامی تصوف کے فلسفہ ہم اوست کے عظیم مبلغ ہیں۔ وہ اس فلسفے کا اظہار بڑی بے باکی اور بے خوفی سے کرتا ہے۔ اسی لیے انہیں "منصور الزمان" اور "حلاج ثانی" بھی کہا جاتا ہے۔" (سچل سرمست اور انکے تعلیمی نظریات)

سچل سرمست نے اپنی سندھی، سرائیکی، اردو اور فارسی شاعری میں فلسفہ وحدت الوجود کو بیان کیا ہے۔ انسان کو "خود کو پہچاننا" چاہیے اور اپنی تخلیق کے مقصد کو تلاش کرنا چاہیے کہ وہ حقیقت میں کیا ہے؟ سچل نے اپنی فارسی شاعری میں نفی، اثبات، وحدت، حیرت، فنا، بقا، حال اور قال کے موضوعات کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے ان مسائل پر نہایت موثر انداز میں بحث کی ہے، وحدانیت کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم کی آیات کے ذریعے بہت سے دلائل اور مثالیں بیان کی ہیں۔

ڈاکٹر ایچ آئی سدرنگانی اپنی کتاب Persin Poets of Sindh میں سچل سرمست کے فارسی کلام کے موضوع پر لکھتے ہیں:

"His poetry, both in Persian and Sindhi abounds in "many a gem of purest ray serene". It is grand in conception and form though in a few cases it falls short of the prescribed standards of material excellence. To the spiritually evolved people the flaw may not appear as such, or it may seen insignificant. his mind being submerged in the delightful flow of thought pervading the poet's vivid description of his ecstatic experience on the spiritual plane. The literary critic may, however, view the flaw differently"

ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی کتاب ''پاکستان میں فارسی ادب'' میں سچل سائیں کی شاعری کے متعلق لکھا ہے:

''سچل کی فارسی نظم میں ایک سچے عاشق کے ملن سے سرشار ہونے، جدائی کے درد کو محسوس کرنے، اسے اپنے اندر سمو لینے اور اپنے جوہر میں غائب ہونے کے جذبات کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ اس کا دل خوشی سے لبریز ہے۔ وہ محبت کی آگ کو چھپانا نہیں چاہتا بلکہ زور سے اس کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ وہ منصور کی طرح اناالحق کا نعرہ لگانا چاہتا ہے۔''

پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم خلیل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''سچل سرمست نے نفی واثبات، فنا وبقا، حال و قال، ذکر و فکر کے موضوعات پر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی اس نے موت و حیات، صحیح و غلط، خیر و شر جیسے اہم اور گہرے مسائل پر بھی گفتگو کی ہے۔ اور باطن اور ظاہر جیسے گہرے موضوعات کو بھی شامل کیا ہے۔ ''عشق و عقل'' اور ''عشق و علم'' ان کے پسندیدہ مضامین ہیں۔ جس میں انھوں نے محبت کی بالادستی کو ثابت کیا ہے۔ ان کی شاعری سوز و گداز کا ایک نادر نمونہ ہے، اس کے باوجود ان کے پاس کیف و مستی، سوز و ساز، جذب و سرمستی کے شاہکار بھی ہیں۔'' (سچل سرمست اور انکے تعلیمی نظریات)

سچل کے کلام میں پیش رو کا ذکر:

سچل سرمست کی شاعری میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کی وضاحت قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال وافکار کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اُن کے وسیع مطالعے کے بارے معلوم ہوتا ہے، لیکن فارسی شاعری میں وہ حسین بن منصور حلاج، شمس تبریز، خواجہ فرید الدین عطار اور احمد جام زند پیل کا خاص ذکر کرتے ہیں۔ یہ طریقت اور تصوف کے وہ بزرگ ہیں جن کے افکار و حکمت نے پوری دنیا پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

سچل سرمست کے شعر میں حسین بن منصور حلاج کی تعلیم اور افکار کا ہر جگہ ذکر موجود ہے، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ سچل کی شاعری منصوری نعرہ ''اناالحق'' کی تفہیم ہے۔ انہوں نے اپنے فارسی دیوان ''دیوان آشکار'' میں بھی ان کا نام بڑے احترام کے ساتھ لیا ہے۔

ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

در دو جہان کن نظر باشد ہستی ما،
در دل و جانِ حلاج الفت مستی ما۔ (دیوان آشکار)

(دونوں جہانوں کو دیکھو تمہیں صرف ہمارا وجود ہی نظر آئے گا، منصور کے دل و جان میں تمہیں ہماری ہی محبت نظر آئے گی۔)

سچل کو یہ مستی منصور نے عطا کی ہے، وہ دیوان آشکار میں فرماتے ہیں:

آشکار از خود برفتہ نعرہ انا الحق زدہ،
علم منصوری بر آورہ درین ایوان ما۔

(آشکار نے بے خودی سے انا الحق کا نعرہ لگایا اور منصوری علم نے مجھے اس مقام تک کھینچ لیا۔)

حسین بن منصور کی تعلیم کا سچل پر گہرا اثر ہے۔ فنا کے مقام پر سرمست نے بھی منصور کا ذکر کیا ہے۔

من شدم او شد درین شکی نباشد زہدا،
کوس منصوری بکویم اندریں ہر دو سرا۔

(اور ''میں''، ''وہ'' ایک ہو گیا ہے۔ میں دونوں جہانوں میں منصوری نغارا بجا رہا ہوں۔)

سچل سائیں اپنی فارسی شاعری میں بہت بے باک ہیں۔ وہ یہاں ''من خدایم۔ من خدا'' کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ موت کے بعد صوفی کی بقا کا مقصد یہی ہے۔ جہاں وہ اپنے اندر ''حق'' کی چمک دیکھتا ہے۔ یہ جگہ بہت اونچی ہے۔ یہ منصور کی تعلیم ہے۔ سچل، دیوان آشکار میں کہتے ہیں:

ہر کجایم، جا بجایم، من خدایم، من خدا،
تا چہ شد پوشیدہ ام از درد ایں خاکی قبا۔

(میں حاضر ناظر ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، کیا ہوا کہ میں نے یہاں عشق کی وجہ سے خاکی لباس (مادی جسم) پہن لیا۔)

ما کفر نمی گویم این سخن ہمہ راست ست،
آنکس کہ بود کافر زین معنی شد منکر۔

(میں کفر نہیں بکتا، یہ بالکل صحیح ہے، جو کافر ہو گا وہ انکار کرے گا۔)

احمد جام زند پیل صوفی مسلک کے سچے شاعر تھے۔ ان کے کلام میں وحدانیت کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ سچل سائیں کو احمد جام سے بڑی عقیدت تھی۔ جس کا اظہار وہ دیوان آشکار میں کرتے ہیں:

نعمت اللہ جام احمد جام ماست،
در میاں سوز و گداز آرام ماست۔

من شدم عاشق بنام آشفتگان،
رہ رفیق خواجہ احمد جام ماست۔

احمد جام زند پیل اور سچل سرمست کی شاعری میں بھی بہت سی مماثلتیں نظر آتی ہیں۔ سچل بار بار یار کو اپنے اندر تلاش کرنے کی بات کرتے ہیں۔ احمد جام کہتے ہیں: ”یار کی موجودگی ہر وجود میں شامل ہے اور اسی لیے میں اسے ہر ظاہر میں دیکھتا ہوں۔“ وہ کہتے ہیں:

ای ذات لطیف وجود کامل،
ذات تو بہر وجود شامل۔

موجود بہر وجود اوشد،
باجملہ صفات او مکمل۔

واللہ کہ اوست درد و عالم،
ان حضرت بے نیاز غافل۔ (نوشاہی)

(اُس لطیف اور پاکیزہ ہستی کا وجود مکمل ہے، اُس کا وجود ہر وجود میں شامل ہے، وہ ہستی اپنی تمام صفات کے ساتھ مکمل ہے۔اس کی (خدا کی) قسم دونوں جہانوں میں ہے اور بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔)

سچل سرمست کہتے ہیں:

من بجز یار بہر سونہ دگر می بینم،
چہ ببازار چہ ہر کوچہ شہر می بینم۔

چہ طیور وچہ حوش وچہ جن ودی ولی،
ہمہ اسرار الٰہی بہ بشر می بینم۔

دوست فرمود تولو فثم وجہ اللہ،
کل شیء ہو ہورا بہ نظر می بینم۔

(ہر گلی اور شہر میں (مجھے) کوئی اور نظر نہیں آتا۔ پرند ہو یا جن یا دیو، لیکن مجھے خدا کے سارے اسرار انسان میں نظر آتے ہیں۔ دوست نے کہا 'انما تولوا فثم واج اللہ'۔ ہر چیز میں اُسے (اللہ عزّوجلّ) میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔)

احمد جام اور سچل سائیں کے درمیان مماثلت کی ایک اور مثال ہے:

گاہ ہر مشکل دگر پیدا شوم،
کہ شوم ظاہر بشکل مصطفیٰ۔ (نوشاہی)

(کبھی میں کس روپ میں، کبھی کس روپ میں اور کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں ظاہر ہوتا ہوں۔)

گاہ بے صورت گہی با صورت ست،
گاہ می آید بہ مظہر مصطفیٰ۔

(کبھی وہ کوئی شکل اختیار کر لیتا ہے، کبھی وہ کوئی بھی شکل اختیار نہیں کرتا، اور

کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں جلوہ گر ہوتا ہے۔)

سچل سرمست جن فارسی صوفی شاعروں سے متاثر تھے۔ اُن میں شیخ فریدالدین عطار بھی شامل ہیں۔ سچل نے اپنے فارسی کلام میں عطار کا خوب ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ عطار کے خیالات، ان کی غزل کے ردیف اور زمین بھی سچل نے استعمال کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ عطار کی کتابوں کے نام بھی بطور حوالہ بیان کرتے ہیں۔

بین کوچہ بازار نشاپور پُر از درد،
مشہور ہمانجا شد عطار بود مرد۔
در منطق در وصلت او کردہ بیانی،
عشاق ہماں ست رخش روی شدہ زرد۔

(درد سے بھری ہوئی نیشاپور کی گلیاں اور بازاریں دیکھیں۔ معلوم ہے کہ عطار کے نام سے ایک ''مرد'' گذرا ہے۔ جس نے اپنی کتاب ''منطق الطیر'' اور ''وصلت نامہ'' میں بیان کیا ہے۔ کہ: ''عاشق وہ ہے جس کے چہرے کا رنگ زرد ہو''۔)

سچل، ''منطق الطیر'' اور ''وصلت نامہ'' کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے وہ کتابیں وحدت کی راہ پر چلتے ہوئے پڑھی ہیں''۔

راز ''وصلت نامہ'' خواند مہرمز ''منطق الطیر'' را،
ہم چنین فرمودہ است آن خواجہ عطار ما۔ (دیوان آشکار)

(میں نے ''وصلت نامہ'' کا راز بھی پڑھا اور ''منطق الطیر'' کے اسرار کو بھی جانا، ہمارے خواجہ شیخ فریدالدین عطار بھی یہی کہتے ہیں۔)

اس طرح سچل نے اپنے دیوان میں بعض مقامات پر عطار کے کلام کو تضمن بھی پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر اس سے پہلے ذکر کے گئے ''عشاق ہمن ست رخ روی شیدے زرد'' عطار کی مصرع ہے۔ سچل سرمست نے ''دیوان آشکار'' میں کئی جگہ خواجہ عطار کا ذکر عقیدت واحترام سے کیا ہے:

طبیب عشق راجائی دوکان ست،
کہ آنجا گم ہمہ نام و نشان ست۔

بروبر در فرید الدین عطار،
کرو ای آشکار! ایں بیان ست۔

(عشق کے طبیب کی دکان وہاں ہے جہاں تمام نام و نشان گم ہو گئے ہیں۔ اے اشکار! شیخ فریدالدین عطار کے دروازے پر جا، کیونکہ یہ تمام ہدایات (بیانات) اسی کے ہیں۔)

سچل، خواجہ عطار کے ساتھ محبت میں نیشاپور کی مٹی میں قربان ہونے کو تیار ہیں، ان کی نظر میں عارف و عشاق خواجہ عطار صاحبِ درد ہیں کیونکہ ان جیسا کوئی اور نہیں۔ دیوان آشکار میں فرماتے ہیں:

اے صبا باما حقیقت شہر نیشاپور کن،
میکنم قربان بر آن خاکِ زمین ایں جان و تن۔

(اے بادِ صبا! نیشاپور شہر کا حال بتاؤ، میں اس سرزمین کی پاک مٹی پر اپنی جان و جسم قربان کرتا ہوں)۔

اے دلا گر درد جوئی سوری نیشاپور برو،
مرد صاحب در دیارم شاہ عطار ست درو۔

(اے دل! اگر تو درد کا طالب ہے تو نیشاپور چلا جا، کیونکہ وہاں عرفان و فضیلت کے صاحب ہے، جو صاحبِ درد بھی ہے، اور میرا یار خواجہ فریدالدین عطار وہیں رہتا ہے۔)

یار ما باشد یکی از صد ہزار،
عارف و عاشق بود نامش عطار۔

(میرے دوست، وہ لاکھوں میں ایک ہے، وہ عاف و عاشق ہے اور اس کا نام عطار ہے۔)

خواجہ عطار نے اپنی مشہور مثنوی "منطق الطیر" میں پرندوں کی تمثیل میں طالب کے لیے سات وادیاں/منزلیں: طلب، عشق، معرفت، استغنا، توحید، حیرت اور فنا بیان کی ہیں۔ سات وادیوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سالک کو عبادت کے راستے میں ان سات وادیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ تب جا کے سالک خود کو حق کا عکس سمجھتا ہے۔ کیونکہ صوفیاء کی تعلیمات کے مطابق، وحدت سے کثرت اور کثرت سے وحدت بنتی ہے. انسان، اللہ تعالٰی کے عین ہے۔ اس نے خود کو آدم کے لباس میں ظاہر کیا ہے۔ عطار کہتے ہیں:

اندرون و برون، نشیب و فراز، از پس و پیش و از یمین و یسار،
شاہد "لاالہ الا ھو" پیش تو پردہ گیرد رخسار،
کاروان نفخت من روحی، بسر اے تو بر کشاید بار،
ایں تماشاں چو بنگری گویی، لیس فی الدار غیرہ دیار۔
(دیوان عطار)

(اندر، باہر، اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، بائیں اور دائیں، یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں، لیکن تیرے سامنے ایک جسمانی پردہ ہے، (اس لیے نہیں دیکھتے) اس میں مین نے روح پھونکا۔ ہم سفر سرود و نغمہ تمہیں اس مقام پہ لے جاتا ہے جہاں تم پہ نوازش (الٰھی) ہوتی ہے۔) سچل سائیں نے اپنے دیوان آشکار میں کچھ ایسا ہی اظہار کر کے عطار کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے:

کل شیء ھو اللہ است مشہور،
او بھر جائے کردہ است ظہور۔

دیدہ را باز کن کہ تابینی،
ناظر او شدہ است او منظور۔

گر تو واقف نہ ازیں اسرار،
تا برو سوی شہر نیشاپور۔

(سب کچھ اللہ ہے یہ معلوم ہے، اس نے ہر جگہ اپنی ذات کا اظہار کیا ہے، آنکھیں کھولو تا کہ تم دیکھ سکو، دیکھنے والا وہی ہے، محبوب وہی ہے، اگر تم اس راز سے واقف نہیں ہو، ہاں، تمھیں چاہیے نیشاپور چلے جاؤ جہاں شیخ عطار رہتے ہیں۔)

اس سفر میں سالک کو اپنے دل کو خودی/تکبر سے پاک کرنا ہے۔ خواجہ عطار کہتے ہیں:

چون یکی باشد ہمی نبود دوئی!
ہم منی بر خیزد و اینجا ہم توئی! (دیوان عطار)

(جب "ذات" یا "حق" صرف ایک ہے دوئی یعنی کوئی دوسرا نہیں تو "میں" اور "تم" مٹ جاتا ہے)

سچل سرمست بھی "میں" اور "تم" سے باز آنے کی تلقین کرتے ہیں، کیونکہ اُن کی نظر میں انسان کا یہ تکبر اس کا اصل دشمن ہے۔ جو اسے خدا تعالیٰ سے دور لے جاتا ہے۔ سرمست نے مثنوی رہبر نامہ میں اس کا اظہار کیا ہے:

اے پسر بگدز تو از دوئی، خود را بشناس کہ او خود توئی،
ہر دو نمانند، بماند یکی، در رہ توحید نیاری شکی،
کس بدوئی ہست بد میرود، او بمیاں شک و شبہ میرود۔
(درازی)

(اے بیٹے! دوغلے پن سے نکل جا، اپنے آپ کو جان لو کہ یہ تم ہی ہو، دوئی نہیں رہے گی، ایک ہی رہے گا، توحید کی راہ میں شک نہ کرو۔ جو دوغلے پن میں مبتلا ہو جائے وہ فنا ہو جاتا ہے، شک کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت سے بی خبر رہتا ہے۔)

سچل سرمست کی فارسی شاعری پہ فارسی و عربی صوفی شاعر فریدالدین عطار اور حسین بن منصور حلاج کے فکر کا گہرا اثر ہے۔ سندھی شاعری میں بھی سچل سائیں نے اُن کی تعلیمات کا اثر ظاہر کیا ہے سچل کو "سندھ کا عطار" اور "منصور ثانی" بھی کہا جاتا ہے۔ ان شاعروں میں حسن، عشق، طلب، وحدت، کثرت، حیرت، معرفت، فنا اور بقا کے بارے میں

بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ سچل سرمست نہ صرف عطار اور حسین بن منصور حلاج سے عقیدت اور یکسانیت رکھتے ہیں بلکہ وہ عارف جلال الدین رومی، مولانا عبدالرحمن جامی کے بھی پیروکار ہیں:

ای دلا خوشبو زشہ عطار در جانم رسید،
آن زبان یکبارگی از کفر و دین مارا کشید۔

شہر نیشاپور در دست گرپرسی زمان،
از در و دیوار آید نعرہ ہل من مزید۔

چہ جلال الدین، چہ جامی غاشیہ برداو،
این چنن تعریف ما از پیر عبدالحق شنید۔

(اے دل! حضرت عطار کی خوشبو میری روح تک پہنچی اور اسی لمحے اس نے مجھے کفر و مذہب سے آزاد کر دیا، مجھ سے شہر نیشاپور کا حال پوچھو تو عشق و عرفان کا شہر نیشاپور درد سے بھرا ہے۔ اور اس کی ہر دیوار سے "ہل من مازیاد" (درد و عشق کی مسلسل تلاش و جستجو) کی آواز آرہی ہے، مولانا جلال الدین رومی ہوں یا مولانا عبدالرحمٰن جامی، ان کے چاہنے والے اور پیروکار ہیں، ہم نے یہ تعریف اپنے پیر طریقت خواجہ عبدالحق سے سنی ہے۔)

ماخذ:

- راشدی، حسام الدین، 2002ء، مقالاتِ راشدی، انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل اینڈ ویسٹرن اسٹڈیز، جامعہ کراچی۔
- لاکھو، غلام محمد ڈاکٹر، 1987ء، سمن جی سلطنت، پاکستان اسٹڈیز سینٹر سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔
- لاکھو، غلام محمد ڈاکٹر، 1997ء، سندھ کا تاریخی اور تحقیقی جائزہ، مارئی سماجی سنگت ملیر کراچی۔
- خلیل، ڈاکٹر ابراہیم، 1992ء، سچل سرمست اور ان کے تعلیمی نظریات، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی۔
- علی مردان، قاضی (مرتب)، 1985ء، قاضی علی اکبر درازی کی سوانح عمری۔

- حامی، عطا محمد ڈاکٹر، 1983ء، وکریل موتی، مرتب: مقصود گل، سندھڑی کتابی سلسلہ، رتوڈیرو۔
- بیگ، علی قلی مرزا، 1902ء، رسالو سچل سائیں، میشرس ہری سنگھ سنس سکھر۔
- حامی، عطا محمد ڈاکٹر، 2013ء، سچل جو آفاقی پیغام، مرتب: ڈاکٹر مخمور بخاری، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو
- لاشاری، رشید احمد، 1966ء، سچل سرمست، سلطان حسن اینڈ سنز، کراچی۔
- حامی، عطا محمد ڈاکٹر، 1983ء، نیمن جانعرا، کانی پبلیکیشن کراچی۔
- درازی، علی اکبر قاضی، 82-1981ء، دیوان آشکار (جلد اول و دوم)، محکمہ اوقاف سندھ۔
- بلوچ، نبی بخش ڈاکٹر، 1999ء، سندھی زبان وادب کی تاریخ، پاکستان اسٹڈی سینٹر جامشورو۔
- احمد، ظہور الدین ڈاکٹر، 1977ء، پاکستان میں فارسی ادب، ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب لاہور.
- پروفیسر مقبول بیگ، بدخشانی، تاریخ ایران (جلد دوم)، مجلس ترقی ادب لاہور۔
- نوشاہی، خضر، 1997ء، آشکار کے کلام پہ احمد جام کے فکر اور کلام کے اثرات (مقالہ) سرمست-18، مرتب: محمد علی حداد، سچل سرمست میموریل کمیٹی، خیرپور۔
- عطار، فرید الدین، دیوان عطار، تیسرا ایڈیشن، مرتب: سعید نفیسی، کتاب خانہ سنائی تہران۔
- شفق، رضازادہ ڈاکٹر، 1955ء، ایران کی تاریخ ادب، (اردو ترجمہ)، ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔
- سرمست، سچل، جنوری 1964ء، مثنوی رہبر نامہ، ترتیب و ترجمہ: قاضی علی اکبر درازی۔
- Sadarangani, H.I Dr, 1987 A.D, Persian Poets of Sindh, Sindhi Adabi Board, Hyd.

ڈاکٹر مخمور بخاری
شعبہ سندھی
سندھ یونیورسٹی جام شورو

دیوانِ آشکار

(متن)

آشکارا این مقام نیست حاصل غیر را
تا نداند عین را از غین اندر حسرت اند

اے آشکار! یہ مقام غیر کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک لوگ عین (ذات حق) کو نہیں سمجھیں گے۔ اس وقت تک غین (غیر) کی وجہ سے رنج اور حسرت میں رہیں گے۔

ردیف الف

جلوہ حسنش چو بینی دیدہ عبرت کشا
تا بہر مظہر شناسی بادشاہ کبریا

گاہ ارنی گہہ ترانی ہر دو جاری حکم او
گاہ ہجر و گہ وصال او صدا وا وندا

گاہ اندر کعبہ باشد گاہ اندر بتکدہ
گاہ ہادی گہ مضل و گاہ باشد مقتدا

گاہ درولق گداگر گاہ اطلس پوش شاہ
گاہ میر و گہ وزیر گہ بو د حاجت روا

بی ہمہ او باہمہ ایں ہر دو وصفش رابدان
جا بجا موجود شد از عرش تا تحت الثرا

خود زمین و خود زمن حور و پری خود جان و تن
نی بغیرش ہیچ چیزی خود بود ارض و سما

لا تحرک ذرۃ الا باذن اللہ شنو
آشکارا تو نہ آں ہر چہ باشد خود خدا

اردو ترجمہ

تو جب اس کے حسن کا جلوہ دیکھے تو عبرت کی آنکھیں کھول، تا کہ اس بادشاہ کبریا کو ہر جلوہ گاہ میں (دیکھ کر) پہچان سکے۔

کبھی "ارنی" ہے یعنی مجھے اپنا جلوہ دکھا اور کبھی "لن ترانی" ہے یعنی تو مجھے ہر گز دیکھ نہیں سکے گا۔ یہ دونوں حکم اسی کے جاری کردہ ہیں۔

کبھی فراق ہے، کبھی وصال ہے، آواز دینے والا بھی وہی ہے اور جواب دینے والا بھی وہی۔ کبھی کعبہ میں ہے اور کبھے بتخانہ میں، کبھی سیدھے راستہ پر چلاتا ہے اور کبھی ٹیڑھے پر اور کبھی خود ہی پیشوا بن کر رہنمائی کرتا ہے۔

کبھی فقیرانہ لباس میں ہے اور کبھی شاہانہ لباس میں، کبھی بادشاہ ہے، کبھی وزیر، اور کبھی سب کی حاجت روائی کرنے والا۔ یہ دونوں اوصاف اسی کے ہیں کہ سب سے الگ تھلگ بھی ہے اور سب کے ساتھ بھی۔ اور ہر مقام پر موجود ہے اوپر اور نیچے بھی۔

زمین بھی خود ہی ہے، آسمان بھی خود ہی۔ حور بھی خود ہی ہے اور پری بھی خود ہی، جاں بھی خود ہی ہے اور جسم بھی خود ہی، اس کے سوائے کچھ بھی نہیں ہے، اوپر نیچے وہی ہے۔

ایک ذرہ بھی اللہ کے امر کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔ اس بات کو غور سے سن۔ اے آشکار! وہ تو نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہے خدا ہی ہے۔



عارفی و عاشقی شد ہر دو شان یارما
بہر جلوہ حسن می آید بہ بین دلدارما

گاہ میگردو بنی و گاہ میگردو ولی
پس کجا آید ازین اسرار

راز وصلتنامہ خواندم رمز منطق الطیر را
ہم چنیں فرمودہ است آن خواجہ عطارما

پیر عبدالحق نمودہ رہبری ازراہ حق
آمدہ الحق بدل و جان ہم یقین اعتبارما

آشکارا صبر کن ایں سراسرارش مگو
چوں کنم کز خود برفتم گشت بی اختیارما

اردو ترجمہ

عارفی اور عاشقی دونوں ہمارے یار کی شان ہوئے ہیں۔ دیکھ ہمارے یار حسن کے ہر جلوے میں آرہا ہے۔

کبھی نبی بن جاتا ہے اور کبھی ولی۔ یہ اسرار حق ہیں اور ہم ان سے کب انکار کر سکتے ہیں۔

میں نے ''وصلتنامہ'' کا راز بھی پڑھ لیا اور ''منطق الطیر'' کے اسرار بھی کیونکہ ہمارے خواجہ شیخ فرید الدین عطار کا یہی ارشاد ہے۔

پیر عبدالحق نے حق کی راہ دکھائی اور خدا کی قسم ہم نے قلب اور روح کی گہرائیوں سے اس پر یقین کر لیا۔

اے آشکارا! صبر کر یہ اسرار بیان نہ کر۔ لیکن کیا کروں، بے خود اور بے بس ہوں۔



درد و جہاں کن نظر باشد ہستی ما
در دل و جان حلاج الفت مستی ما

ہرچہ بود آن بود قتل کند غیر را
لاؤ الا بہ بین تیغ دو دستی ما

صبر کن اے دل ز غم ہمدم دلدار باش
نعرہ انا لحق مزن تا تو نکشتی ما

کیفیت حال گو ای دل منصور دار
ایں کہ سفینہ روان چو نتو شکستی ما

من تو مگو او بگو بشنوای آشکارا
حال حقیقت ہمہ ایں سر بستی ما

اردو ترجمہ

دونوں جہانوں پر نظر کر کے دیکھ لو، صرف ہمارا وجود ہی نظر آئے گا۔ منصور کے قلب اور روح میں ہمارے ہی عشق و محبت کی مستی دکھائی دے گی۔

جو کچھ ہے وہی۔ ہے۔ وہ غیر کو قتل کر دیتا ہے۔ یہ ''لا'' اور ''الا'' کی دودھاری تلوار دیکھ لے۔

اے دل! غم واندوہ میں صبر کر ہر لمحے خوش دل رہ۔ انا الحق کا نعرہ نہ لگا ورنہ تو ہم کو قتل کروا دے گا۔

کیفیت حال کہہ دے، منصور کا دل رکھ یہ جو ہماری رواں کشتی ہے وہ تم نے کیوں توڑ دی۔

اے آشکارا! سن ''میں'' اور ''تم'' نہ کہہ، ''وہ'' کہہ، ہمارے سربستہ راز کی حقیقت حال یہی ہے۔



عجب موج کہ بگذشت از سرما
غرق گردید ماؤ من بہ یک جا
خیال از کثرت شد دوریک بار
بیا مدو حدت شد کشف معنا
ازاں وادی وحدت جوش برخاست
برفتہ از میان جو یا وٗ گویا
شکستہ شد طلسمات وجودت
بقا بعد الفنا گشتہ زبیقا
خدائی گم خدا شد آشکارا
زند پیو ستہ مو جا موج دریا

اردو ترجمہ

یہ ایک عجیب موج تھی جو ہمارے سر سے گزر گئی۔ ساری خودی اس وقت اور اسی جگہ پر غرق ہو گئی۔

کثرت کا خیال فوری طور پر ہٹ گیا۔ وحدت آگئی اور حقیقت حال کھل گئی۔

جب وحدت کی وادی سے طوفان اٹھا تو وہ جو درمیان میں جستجو کرنے اور بولنے والا تھا وہ گم ہو گیا۔

تیرے وجود کے طلسمات ٹوٹ گئے اور فنا کے بعد بقا کا وہ مقام آگیا جس کی نشاندہی "ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" میں کی گئی ہے۔

خدائی گم ہو گئی اور خدا ظاہر ہو گیا۔ دریا میں مسلسل موجیں اٹھ رہی ہیں۔



از دوست سوی من برسیدندنا مہا
دروی نوشتہ بود ہزاراں سلا مہا
چشمان اشکبار شدہ آن زمان بسی
در دل گداز شد زشنیدن پیا مہا
دل از مطالع خط بس بیقرار گشت
کر دیم چاک چاکگریبان جا مہا
مرقوم بود این کہ مرار و بسوی تست
دل را ازیں ہوای بیفگند دا مہا
ازور د ہجر دوست کنم نالہ و فغان
ہی ہی بغیر یار کہ ہر صبح شامہا
بنشین دوام ہچو گدابر در حبیب
ای آشکار باش غلام از غلامہا

اردو ترجمہ

مجھے دوست کی جانب سے خطوط ملے ہیں۔ جن میں ہزاروں سلام لکھے ہوئے ہیں۔
اس وقت آنکھیں زیادہ اشکبار ہو گئی، پیغامات سن کر دل گداز ہو گیا۔
دوست کے خطوط پڑھ کر دل بہت ہی بے قرار ہوا، اور ہم نے اپنے پیراہن کا گریبان چاک چاک کر دیا۔
لکھا یہ تھا کہ "میرا رخ تمہاری جانب ہے۔" دل کو اس محبت نے قید کر دیا۔
دوست کے فراق میں آہ و زاری کر رہا ہوں۔ دوست کے بغیر صبح شام کیسے ہیں۔
اے آشکار! ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھکاری بن کر دوست کے دروازہ پر بیٹھ جا اور اس کے غلاموں کا غلام بن جا۔



یار با ما واصل ست من بیقرارم ہای ہا
قرب را من بعد دانم گریہ زارم ہای ہا
دمبدم موجود باشد آنکہ در ہر کاروبار
لیک دیدارش نہ بینم اشکبارم ہای ہا
دردمندم دل شکستم روز وشب در عبرتم
نیست دیگر دردلم جزیار یارم ہای ہا
او سمیع وا و بصیر واو علیم وہم کلیم
جملہ او باشد دریں شکی نیارم ہای ہا
گفت الانسان سری سرہ کردم یقین
اندرین عالم بنام آشکارم ہای ہا

اردو ترجمہ

یار میرے ساتھ ہے اور میں بے قرار ہوں ہائے ہائے۔ میں وصال کو فراق سمجھ رہا ہوں اور زار و قطار رو رہا ہوں ہائے ہائے۔

وہ ہر وقت اور ہر جگہ پر موجود ہے لیکن میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔ اس لے اشکباری کرتا رہتا ہوں ہائے ہائے۔

میں دکھی ہوں۔ دل ٹوٹ چکا ہے اور دن رات عبرت میں ہوں۔ میرے دل میں دوست کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ہائے ہائے۔

وہی سمیع اور بصیر ہے اور وہی علیم اور کلیم۔ سب کچھ وہی ہے اور مجھے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

اس کا ارشاد ہے کہ ''انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں''۔ کے اندر میں نے یقین کر لیا، اس دنیا میں آشکار نام رکھ کر آیا ہوں۔ ہائے ہائے۔



من با و مست یار مست بما
تاکہ از عہد دا دوست بما

طرف دیگر نظر نینداز د
دیدہ در دیدہ کروشست بما

چشم مخمور و جام دردستش
بکنا ر آمدہ نشست بما

توبہ کن از ثواب و جرم گناہ
اندرین رہ کمر بہ بست بما

دوست رامونسی وہم نفسی
چند ایامہا گذشت بما

آشکار! تو شاد باش صنم
عہد نامہ وفا نوشت بما

اردو ترجمہ

میں یار کے ساتھ مست ہوں اور یار میرے ساتھ مست ہے۔ اس قدر کہ اس نے اس بارے میں میرے ساتھ عہد وپیمان کر لیا ہے۔

میرا یار کسی اور طرف نہیں دیکھتا۔ نظر نظر میں کر کے میرے ساتھ مل گئے ہیں۔

آنکھیں نشیلی، جام ہاتھ میں لئے ہوئے میرے پاس آکر میرے ساتھ بیٹھ گیا ہے۔

ثواب اور جرم گناہ سے توبہ کر، میرے یار نے اس راہ میں ہمت باندھ لی ہے۔

میرے اور میرے یار کے درمیان جو یہ انس اور رفاقت ہے وہ کوئی آج کی بات نہیں ہے بلکہ اس کو مدتیں گزر چکی ہیں۔

اے آشکار! خوش رہ، یار نے ہماری ساتھ وفا کا عہد نامہ لکھ دیا ہے۔



اسی کہ باتیغ عشق کشتہء ما
دست از جسم و جان کہ شستہ ما

چونکہ واقف شدم دراسرارش
سبحہ و زنار راگستہء ما

ای کہ عشقش گرفت دامن دل
کاند رین رہ کمر بہ بستہء ما

عشق "نار" کہ "حترق" باشد
چوں سمندر در آن نشستہء ما

پیش محبوب آشکارا بیں
قدر عالیست دل شکستہء ما

اردو ترجمہ

اے آشکار! ہم عشق کی تلوار سے شہید ہو چکے ہیں اور اپنے جسم اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

مجھے جب عشق کے اسرار کی آگاہی ہوئی تو میں نے تسبیح اور زنار کو توڑ دیا۔

اے آشکار! جب اس کے عشق نے دل کے دامن کو پکڑ لیا تو ہم نے بھی اس راہ میں کمر ہمت باندھ لی۔

عشق ایک ایسی آگ ہے جو سب کو جلا دیتی ہے لیکن ہم اس کے درمیان میں "سمندر" کی طرح آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اے آشکار! دیکھ محبوب کے حضور میں ہمارے ٹوٹے ہوئے دل کی کتنی بڑی قدر ہے؟

خدا وندا تو بر من رحم فرما
رہائی دہ مرا از قید من ما

بنو شانی شراب از سر وحدت
شناسم تا ترا ای بادشاہا

کجا یم من کجا یم من کجایم
توئے موجود در عالم ہویدا

بہر جائے ظہور خود نمو دہ
زسر خویش ماراکن شناسا

کنی آگاہ زان اسرار مخفی
تو فی الکونین خالق جملہ اشیا

توئی ور ظاہر و باطن ہمہ یک
بجز تو نیست دیگر ہیچ گویا

منزہ ذات توازوصف بیرون
دو عالم صورت باشد تو معنا

اردو ترجمہ

اے اللہ مجھ پر رحم فرمااور مجھے "ما و من" (خودی) کی قید سے آزاد کر۔
مجھے راز وحدت کی شراب پلاتا کہ میں تجھے ای بادشاہ پہچان سکوں۔
میں کہاں ہوں۔ میں کہاں ہوں۔ میں کہاں ہوں۔ دونوں جہانوں میں تو ہی تو ہے۔
تو جہاں بھی جلوہ نمائی فرمائے ہمیں بھی اپنے راز سے آگاہ فرمایا کر۔
اس مخفی راز سے آگاہ فرما کہ تو دنوں جہانوں کی ہر شی کا خالق ہے۔
تو ظاہر اور باطن میں بالکل ایک ہی ہے تیرے سوائے اور کوئی بھی گویا نہیں ہے۔
تیری ذات پاک توصیف اور تعریف سے بلند اور بالا تر ہے دونوں جہاں کی حیثیت فقط ایک لفظ کی سی ہے جس کا اصل معنیٰ تو ہی ہے۔

تو باشے لا مکان واحد واحد
بکثرت می نمائے خود بہر جا

جمال حسن راچوں می نمائی
زنے خرگاہ اندر دشت صحرا

کہ چوں رو بر ظہور آور دہ تو
بیک دم دو جہان گشتند پیدا

زرخ برقع چو افگندی بیکبار
فتدر عاشقان شورو غوغا

زمستی عاشقان در رقص آیند
زنند ایں نعرہ انا لحق الا

گہی آن کوس سبحانی بگویند
گہی گویند آن ان ربک اعلا

ہمی گویند فی جبہ سوی اللہ
ہمی دانند ایں مستان مولا

اردو ترجمہ

تولامکان کا باسی ہے اکیلا اکیلا خود ہی ہر جگہ بہت نظر آتا ہے۔

توجب اپنے حسن کی جلوہ نمائی کرتا ہے تو گویا دشت وبیابان میں خیمہ نصب کر دیتا ہے یعنی جنگل میں منگل ہو جاتا ہے۔ تونے جب ظہور فرمانے کا خیال کیا تو فوراً دونوں جہاں وجود میں آ گئے۔

جب رخ سے تونے اچانک نقاب ہٹا لیا، تو عاشقوں میں شور غوغا برپا ہو گیا۔

عشاق جب جذب اور سرمستی کے عالم میں وجد کرتے ہیں تو انا الحق کا نعرہ لگاتے ہیں۔

کبھی وہ سبحانی ما اعظم شانی (۴) کا نقارہ بجاتے ہیں اور کبھی "انا ربکم الاعلیٰ" (۵) کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ " میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ہے "۔

مستان مولیٰ یعنی عاشقان الٰہی اس راز کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔



شوند آن گم چناں در ذات پاکت
ندار ندآں خبراز خود سراپا

کہ میگوید کہ می جو ید کہ یا بد
نہ قطرہِ ماند باقی عین دریا

ہمہ بی ہمہ وصف تو باشد
وگرنبود تو ئی اسم و مسمے

نبا شد آشکارا! درمیانہ
تو باشی درد و عالم ای خدایا

اردو ترجمہ

وہ اپنے آپ کو تیری ذات پاک میں اس طرح مدغم کردیتے ہیں کہ ان کو اپنے وجود کا علم ہی نہیں ہوتا۔

کون بول رہا ہے کون ڈھونڈھ رہا ہے اور کون پا رہا ہے، دریا کے بیچ میں قطرہ باقی نہیں رہتا ہے۔

میرے مولی! یہ وصف تیری ہی ذات پاک کا ہے کہ تو سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے الگ تھلگ بھی ہے۔ تیرے سوائے اور کوئی نہیں ہے تو ہی تو ہے اسم بھی تو مسمی بھی۔

میرے مولی! آشکار کا تو وجود ہی نہیں ہے، یہاں تو دونوں جہاں میں فقط تو ہی تو ہے۔

بادشاہا خلعتی از عشق پو شانی مرا
جرعہ ازراہ تو حیدت بنو شانی مرا

بر در درگاہ عالی روز و شب من سائلم
کن زلطف خویش روزی دست اوشانی مرا

ہر کسی گوید کہ دشوراست راہ عاشقی،
از توجہ خود کنی ایں راہ آسانی مرا

صد ہزاراں طالباں باشند من یک نیستم
ہست درکوی تو کرون جاں قربانی مرا

پر زنعمت کن دلم رااى توئی صاحب کرم
از خیالات دیگر یک بار برہانی مرا

آشکارا چوں شدہ دردل تو عشقش جاگیر
خوشترین باشد ہم از تخت سلیمانی مرا

اردو ترجمہ

اے شہنشاہ! مجھے عشق کے خلعت سے سرفراز فرمااور تیری راہ توحید سے ایک گھونٹ پلا۔

میں آپ کے آستان عالی پر دن رات سائل بن کر حاضر رہتا ہوں۔اپنے لطف و کرم سے مجھے کسی دن آسودگی عطافرما۔

ہر شخص یہی کہتا ہے کہ عشق کا راستہ بڑا کٹھن ہے۔آپ اپنی توجہ سے اس راستہ کو میرے لئے آسان بنادیجئے۔

یہاں تو لاکھوں طالب آکر اکٹھے ہوئے ہیں۔ صرف ایک میں ہی تو نہیں ہوں۔ مجھے آپ کے کوچہ میں اپنی جان قربان کرنی ہے۔

آپ کریم ہیں، میرا دل اپنی نعمت سے بھر دواور دیگر تمام خیالات سے رہائی عطا کردو۔
تم ہی صاحب کرم ہو، میرے دل کو نعمت سے پُر کردو۔

اے آشکار! جب اس کا عشق تیرے دل میں جاگزیں ہوسکاہے۔تو میرے لئے اس کے عشق کی دولت تخت سلیمانی سے بھی بڑھ کر ہے۔



بشنوای دل با تو گویم بارہا
در طریق تو عشق گریہ وزارہا

یار رادیدم ولم از دست رفت
زلف پیچا پیچ ہمچوں مارہا

آں سیہ موئی مثال اژدہاست
درد مند ان راو ہد آزار ہا

زلف بر رخ یار آویزاں شدہ
تابدیدن اودلم شد پارہا

خون می ریز ند مشتاقان بدم
آں نمی دانند دیگر کارہا

اردو ترجمہ

اے دل! میری بات سن، میں تجھ سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ عشق میں آنسو بہانا ضروری ہیں۔

میں نے یار کو دیکھا تو میرا دل میرے ہاتھوں سے نکل کر یار کی ان زلفوں میں جا اٹکا جو سانپ کی طرح پیچ در پیچ ہیں۔

وہ سیاہ بال اژدہا کی طرح ہیں اور عشاق کو بڑی تکلیف دیتے ہیں۔

یار کے رخساروں پر زلفیں لٹک رہی ہیں اور ان کے دیکھنے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

یار کی زلفیں ایک گھڑی کے اندر سینکڑوں مشتاقوں کو قتل کر دیتی ہیں۔ان کو قتل کے سوائے اور کوئی کام نہیں ہے۔



کی کنم توبہ زہ دیدار بتان
چونکہ می بینم وراں اسرارہا

بسکہ از دیدن ہما جلوہ جمال
عاشقاں بد ہند سر بردراہا

زاہداں و عابداں و قاضیاں
می کنند از حسن او گفتار ہا

چند می مالند بر قسمش جبیں
شہر یاران سروران سردارہا

صورت محبوب با حسن کمال
شعلہ زن روشن بود چوں نارہا

عاشقاں درد رد عشقش مبتلا
من نہ یک باشم دلی بسیارہا

در رہ آنہا منہ پازا ہدا
کوی عشاقان بود پر خارہا

دین ما از دست رفتہ چوں کنم
درگلو اندا ختم زنار ہا

اردو ترجمہ

میں محبوب کے دیدار سے توبہ کیسے کروں، مجھے تو اس میں بڑے اسرار نظر آتے ہیں۔
اس کے حسن کا جلوہ دیکھتے ہی عشاق اپنے سر سولی کے سپرد کر دیتے ہیں۔
زاہد ہوں یا عابد ہوں یا قاضی ہوں سب اس کے حسن کی باتیں کرتے ہیں۔

کئی بادشاہ، سردار اور نواب اس کے قدموں پر اپنا سر رگڑتے ہیں۔

محبوب کی صورت اپنے حسن کامل کی وجہ سے اس قدر منور ہے اور ایسی چمک دمک رکھتی ہے جیسے آگ روشن ہو۔

صرف میں ہی نہیں بلکہ بے شمار عشاق اس کے درد عشق میں مبتلا ہیں۔

اے زاہد! تو عشاق کی گلی میں قدم مت رکھ۔ ان کی گلی کانٹوں سے بھری ہوئی ہے۔

میں کیا کرو، میرا دین میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا ہے کیونکہ میں نے اپنے گلے میں زنار ڈال دیا ہے۔



شد دلم در بند گیسوی صنم
دام یا زنجیر دانم تا رہا

جان خود ایثار کردن در رہش
جز فنا فی اللہ نہ بینم چارہا

چونکہ شاہان پیچ دستارش بدید
می زنند آن بر زمین دستارہا

اوہم و بلخی و خسر و کیقباد
کرد چنداں عشق او آوارہا

از تجلی نور او بینم بسے
از زمین تا آسماں انوارہا

آں سرائی دوست پر از نار و نور
شعلہ او بیرون زد دیوار ہا

کرد طاقت طاق از درد فراق
اشک افشاں نیم چوں فوارہا

گاہ اند ہجر گہ اندر وصال
گاہ نیش خار گہ گلزار ہا

اردو ترجمہ

میرا دل محبوب کے بالوں میں جا اٹکا ہے اور محبوب کے بالوں کا ہر تار مجھے دام اور زنجیر معلوم ہوتا ہے۔
محبوب کی راہ میں اپنی جان کی قربانی دینا پڑے گی کیونکہ فنا فی اللہ کے بغیر مجھے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

جب بادشاہوں نے اس کے دستار کے پیچ دیکھے تو اپنی پگڑیوں کو زمین پر دے مارا۔
ادہم، بلخی، خسرہ کیقباد کو عشق نے آوارہ بنادیا، اس کے نور کی تجلّی کو بہت دیکھا ہے۔
زمین سے آسمان تک اسی کے انوار نظر آتے ہیں۔
دوست کا مسکن نار اور نور سے معمور ہے اور ان کے شعلے در و دیوار سے باہر لپک رہے ہیں۔
دوست نے اپنے فراق کا درد دے کر ہماری ساری قوت کو مفلوج کر دیا۔ اب ہم فوارے کی طرح آنسو بہا رہے ہیں۔
کبھی فراق ہے اور کبھی وصال، کبھی کانٹوں کی خلش ہے اور کبھی پھولوں کی مہک۔



ہر کجا تعریف حسن یار نیست
مجلس آں شد ہمہ مردارہا

آنکہ درخوابست دوراست از حبیب
ایں خبردارند شب بیدارہا

از سبب مہجوری آنہا بیقرار
دائما درروز و شب سیارہا

دست افشاں پای کو بانم زوجد
صد چو مجنوں ہست دل افگارہا

خامشی بہتر ز چندیں گفتگو
درزدن بر ہر دولب مسمار ہا

بحر موجا موج شد من چوں کنم
مید ہداز قعر خود اخبار ہا

ایں سخن عشق ست نےازشاعریست
کی خسان دانندایں اشعارہا

آشکارا بردر عالی جناب
می گذاراین عمر رچون بیچارہا

اردو ترجمہ

جس محفل میں یار کے حسن کا ذکر نہیں ہوتا وہ مرداروں کی محفل ہوتی ہے۔

جو سوتا ہے وہ محبوب سے دور ہوتا ہے اس راز کو وہ ہی جانتے ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں۔

یہ سیارے جو دن رات اور ہر وقت گردش میں ہیں یہ اس کی جدائی سے بے قرار ہیں۔

صرف میں ہی وجد کے عالم میں ہاتھ اور پاؤں نہیں اچھال رہا ہوں۔ میری طرح سینکڑوں مجنوں اور بھی ہیں جن کے دل مجروح ہیں۔

اتنی باتیں کرنے سے خاموشی بہتر ہے اور دونوں لبوں کو سی دینا چاہیئے۔

لیکن میں کیا کروں سمندر سے موجیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ جو اپنی گہرائی کی خبریں دے رہی ہیں۔

یہ عشق کی باتیں ہیں شاعری نہیں ہے کم ظرف لوگ ان اشعار کو کہاں سمجھ سکتے ہیں۔

اے آشکار! اس باگاہ عالی کے دروازہ پر اپنی زندگی عاجزوں کی طرح گزار دے۔



غریبی بے کسی شدمایہ ما
کہ بالا تربود این پایہ ما
دلم پر غم پریشان زا شتیاقش،
زوردم شیر دادہ دایہ ما
بدانستیم ماکان یار دورست
ولے نزدیک تر ہمسایہ ما
نمیدانم فغاں ایں نالہا چیست
خوش امد دوست راایں ہایہ ما
ندا آمد بگفتار آشکارا
کہ پروردہ توئی در سایہ ما

اردو ترجمہ

ہمارا سرمایہء حیات غریبی اور بے کسی ہے کیونکہ ہمارا یہ بہت ہی بلند رتبہ ہے۔

میرا دل اس کے اشتیاق میں غمناک اور پریشان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری دایہ نے مجھے دودھ ہی درد کا پلایا تھا۔

ہم نے سمجھا تھا کہ ہمارے یار کا مکان ہم سے دور ہے لیکن وہ تو ہمارا قریب تر ہمسایہ ہے۔

مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ ہماری آہ وزاری کی فریاد کیا ہے، بس ہمارے دوست کو ہماری آہ وزاری پسند آتی ہے۔

ندا آئی، کہا: ای آشکارا تم ہی تو ہمارے سایہ عاطفت کے پروردہ ہو۔



همی خدند در آنجا شکستہ دلہارا
بسی زحد بپر سند خستہ ولہارا

دلا بجوی تو آزادگی زقید جہان
وہند قرب بیکبار رستہ دلہارا

خوش آن دل ست کہ ور زلف یار آویزد
نہند با خود گیسوی بستہ دلہارا

گذر عقل کنی مست باش دیوانہ
کہ در کنار بگیر ند شفتہ دلہارا

زتیغ غمزہ شہیدان شد ند عشاقاں
کہ آشکار قدر داشت کشتہ دلہارا

اردو ترجمہ

وہاں ٹوٹے ہوئے دل قبول کئے جاتے ہیں اور زخم خوردہ دلوں کی بڑی جستجو رہتی ہے۔
اے دل! تو دنیوی دھندوں کی قید سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر۔ کیونکہ آزاد دلوں کو جلدی باریابی حاصل ہو جاتی ہے۔
وہ دل کتنا اچھا اور خوش قسمت ہے جو یار کی زلفوں کے دام میں پھنس جائے کیونکہ یار اپنی زلفوں کی زنجیر میں جکڑے ہوئے دلوں کو اپنے ہی ساتھ رکھتے ہیں۔
عقل سے کنارہ کشی کر لے اور سرمست اور دیوانہ ہو جا کیونکہ یار ایسے آشفتہ دل عشاق کو پیار سے اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں۔
عشاق غمزہ کی تلوار سے شہید ہو گئے کیونکہ آشکار یعنی وہ محبوب حقیقی اور ازلی ایسے ہی عشاق کو پسند کرتا ہے جن کے دل ٹوٹے ہوئے، زخم خوردہ اور تیغ غمزہ سے شہید ہو چکے ہوں۔



بردرت افتادہ ام من سالہا
نالہا و نالہا و نالہا

عمرما بگذشت ماندم خشک لب
تانکہ بگسستہ زمن پر بالہا

رحم فرمائی بمن کز عشق تو
داغ میدارم بدل چون لالہا

ازدرت عالی نصیبم می شود
می بنیدازم بہ مصحف فالہا

گاہ در رقصیم گہ گریم بسے
آشکارا درچنیں احوالہا

اردوترجمہ

میں سالہا سال سے آپ کے دروازہ پر پڑا ہوں۔ رو رہا ہوں۔ روتا رہا ہوں اور مسلسل روتا رہا ہوں۔

میری پوری زندگی تشنہ لبی میں گذر گئی حتی کہ میرے بال و پر بھی جھڑ گئے۔

میرے حال پر رحم فرما کیونکہ تیرے عشق سے میرے دل میں اسی گل لالہ طرح داغ پڑ گئے ہیں۔

میں مصحف سے فال نکالتا رہا ہوں، کہ تیرے در سے کب میرے میرے نصیب عالی ہوتے ہیں۔

اے آشکار! میرا حال تو یہ ہے کہ میں کبھی جذب اور سرمستی کے عالم میں وجد کرتا ہوں اور کبھی روتا رہتا ہوں۔



آنکس کہ شناخت خویشتن را
دانی کہ بیافت ذوالمنن را

جز حق ندید ہیچ غیری
اوسو ختہ پردہ ماو من را

انسان شدہ زبہر عرفان
پوشیدہ زخاک پیرہن را

گہ یوسف گشت گہ زلیخا
حیران نمود نل ودمن را

ایں کار زدست و پای بیرون
دانستن و ہم شناختن را

دریاب خیال آشکارا
آرای بدار آن رسن را

اردو ترجمہ

کیا تجھے پتہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا، اس نے خدا کو حاصل کر لیا۔
اس نے حق کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا اور "ماو من" کے حجاب کو جلا کر خاکستر کر دیا۔
اپنا تعارف کرانے کیلئے انسانی صورت میں جلوہ گر ہو کر خاکی پیرہن پہن لیا۔
کبھی یوسف کا روپ دھار لیا اور کبھی زلیخا کا اور نل ودمن (٦) کو حیرت میں ڈال دیا۔
یہ کام یعنی اپنے آپ کو جاننا اور پہچاننا ہاتھ اور پاؤں (ظاہری اعضاء یا مادہ) کی قوت اور گرفت سے باہر ہے۔ (یہ روح کا کام ہے۔)
اے آشکار! اس ازلی اور ابدی حقیقت کو حاصل کر اور دار ورسن کی زینت بن جا۔



من کجایم من کجایم من کجا
ہر چہ ہست و نیست جملہ آن خدا
ذرہ خالی نبا شد غیر او
چشم بکشا بین کہ در ہر بادشا
گاہ بی صورت گہی با صورتست
گاہ می آید بہ مظہر مصطفا
پردہ زیر افگندہ پیش روی خود
باز ظاہر شد بصورت مرتضا
گاہ حسن وگہ حسین و فاطمہ
گشت ہادی گمرہان را رہنما
خویش را در ہر لباسی آورد
آشکار ست شہ نجف را خاکپا

اردو ترجمہ

میں کہاں ہوں، کہاں ہوں، میں کہاں ہوں (یعنی میں نہیں ہوں) جو کچھ بھی ہے یا کچھ بھی نہیں ہے (یعنی نظر آئے یا نہ آئے) وہ سب خدا ہی ہے۔

کوئی ذرہ اس کے جلوہ سے خالی نہیں ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھ تجھے ہر چیز میں وہی بادشاہ جلوہ گر نظر آئے گا۔

کبھی کوئی بھی روپ اختیار نہیں کرتا اور کبھی مصطفے کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

پھر اپنے رخ انور پر نقاب ڈال دیا۔ اور پھر علی المرتضیٰ کی صورت میں ظہور فرمایا۔

کبھی حسن، حسین اور فاطمہ (صلوات اللہ علیہم اجمعین) بن کر گم کردہ راہوں کو راہ دکھاتا ہے۔

اپنے آپ کو ہر لباس میں پیش کرتا ہے۔ اے آشکار! تو شاہ نجف کے پاؤں کی خاک بن جا۔



جملہ حق ست دیدہ رابکشا
او بکونین گشت جلوہ نما

ظاہر آمد بکسوت آدم
ہست یکتا ظہورہ اش ہر جا

آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ
بین ہمہ ازیکی شدہ پیدا

دو ندانی یقین کنی بہ یکی
او بود بندہ او بود مولا

آشکارا گمان بغیر مبر
آن ہمہ اوست غیر ماند کجا

اردو ترجمہ

آنکھیں کھول کر دیکھ۔ سب کچھ وہی ہے یعنی حق ہی حق اور وہی دونوں جہاں میں جلوہ نمائی کرتا رہتا ہے۔

بظاہر تو وہ آدم کے لباس میں جلوہ نما ہو کر آیا لیکن ہے دراصل یکتا و ہر جگہ اسی کا ظہور ہے۔

آدم و نوح موسیٰ اور عیسیٰ کو دیکھ یہ سب اسی ایک ہی ذات پاک سے پیدا ہوئے ہیں۔

دو نہ سمجھنا اور اس کے ایک ہونے پر یقین کر لینا۔ بندہ بھی وہ خود ہی ہے اور آقا بھی خود ہی ہے۔

اے آشکار! ماسوائے اللہ کے وجود کا کبھی گمان بھی نہ کرنا۔ غیر کہاں ہے۔ وہ تو سب کچھ خود ہی ہے۔



کارکنم یا نکنم یار در آغوش ما
ای زبی گفتگو خوشتر خاموش ما

بندہ ام نہ خواجہ ام یارم بندہ نواز
کی نکنم بندگی حلقہ در گوش ما

بندہ نوازی خوشم از سرآن خواجگی
خواجہ نوازی نہ ہست بندگی پوش ما

از مئ وحدت چناں کر دہ اوپر دلم
موج بموج آور د قلزم از جوش ما

قبلہ بشنا ختم سجدہ گہ ابردی یار
کعبہ و بت خانہ راکرد فراموش ما

خیمہ زدہ آشکار چوں بدلم عشق او
جلوہ حسنش ربود دین و دل و ہوش ما

اردو ترجمہ

میں کچھ کروں یا نہ کروں، یار میرے آغوش میں ہے اور یہ ایسا راز ہے جس میں بولنے سے نہ بولنا ہی اچھا ہے۔

میں آقا نہیں ہوں، میں تو بندہ ہوں اور میرا یار بندہ نواز ہے۔ میں بندگی کیسے نہ کروں۔ میں تو خانہ زاد غلام ہوں۔

مجھے خود آقا بننے سے اس کی بندہ نوازی کی ادا اچھی لگتی ہے۔ میرا لباس خواجگی نہیں بندگی ہے۔

اس نے میرے دل کو بادہ وحدت سے اس قدر بھر دیا ہے کہ اب میرے سمندر میں موجوں پر موجیں اٹھ رہی ہیں۔

میں نے اپنا قبلہ پہچان لیا۔ میرے یار کے ابرو میری سجدہ گاہ ہیں۔ اور اسی لئے میں نے کعبہ اور بت خانہ دونوں کو بھلا دیا۔

اے آشکار! جب اس کے عشق نے میرے دل میں اپنے خیمے نصب کئے تو اس کے حسن نے میرا دین، میرا دل اور میرا ہوش مجھ سے چھین لیا۔



مبدل کردہ ام بر عشق زہد و علم و تقوارا
حروف از لوح دل شستم چو دیدم حسن معنارا

کہ چوں با جذبہ الفت رسی در عالم وحدت
پس انگہ در نظر یکسان بہ بینی زشت و زیبارا

بنو شیدم زدست ساقی یک جرعہ می خالص
نمید انیم دنیارا فراموشیم عقبارا

بعارض ہر کسی باشد ہمہ اسرار معنی او
اگر تحقیق میدانی بہ بینی ذات مولا را

الف قامت کہ یار ماست ید اللہ صورت شد
بیا ای آشکارا بین بصنعت رب تعالارا

اردو ترجمہ

میں نے زہد، علم اور تقویٰ دے کر عشق سے لیا اور جب حسن معنی دیکھا تو دل کی تختی سے حروف کو دھو کر مٹا دیا۔

تو جب جذبہ محبت کے ساتھ عالم وحدت تک رسائی حاصل کرلے گا تو تجھے اچھا اور برا ایک ہی جیسا نظر آئے گا۔

میں نے جب سے ساقی کے ہاتھوں شراب ناب کا ایک گھونٹ پیا ہے اس وقت سے مجھے نہ دنیا کا پتہ ہے اور نہ عقبیٰ کا۔

ہر شخص کے چہرہ میں اس کی ذات کے اسرار موجود ہیں۔ اگر تو غور کرے گا تو تجھے اسی کی ذات نظر آئے گی۔

الف نے ہمارے یار کے قد و بالا کی صورت اختیار کی ہے اور وہ "ید اللہ" بن گیا ہے۔
اے آشکار! آ، اور اللہ تعالیٰ کی کاریگری دیکھ۔



ایکہ ور عشقت شدم بدنام ما
رفتہ ام از کفر و از اسلام ما

دل پریشان میشود از خلق جمع
ہا ں مگر باشد بتو آرام ما

درد و عالم نیست مارا مقصدے
کارما با تو تو باشے کام ما

در خرابات نصیبم کر دۂ
ایں چنیں افتادہ است انجام ما

تشنہ لب شد آشکارا زور و غم
پر کنی ازمی وحدت جام ما

اردو ترجمہ

اے میرے محبوب! میں تیرے عشق میں بدنام ہو گیا اور کفر اور اسلام دونوں کے دائرہ سے خارج ہو گیا۔

لوگوں کے ساتھ رہ کر دل پریشان ہو جاتا ہے اور جب تو ساتھ ہوتا ہے تو دل کو قرار آجاتا ہے۔

اے میرے محبوب! مجھے نہ دنیا سے مطلب ہے اور نہ عقبیٰ سے۔ میرا تعلق تو تیرے ساتھ ہے اور تو ہی میرا مطلوب اور مقصود ہے۔

میری قسمت میں ویرانہ لکھ دیا ہے اور یہی میرا انجام ہے۔

آشکار درد و غم کی وجہ سے پیاسا ہے اس کا جام شراب وحدت سے بھر دے۔



زنا چیزی شدہ یک چیز پیدا
کہ اودر ہر دو عالم شد ہویدا

ترا در حرف می باید تصور
بود از یک الف صد حرف معنا

ہر ان کہ اصل خود را می شناسد
شود آگاہ او ہر این معما

توئی آئینہ او آئینہ آرای
کہ از آئینہ با شد روی بنما

شد انسان حرف معنی ہست اللہ
مگر باشے ازین اسم مسما

زنا بودن بہ بودن آشکارا
ہمیں بودن ہمہ دانی زمولا

اردو ترجمہ

عدم سے ایک چیز وجود میں آگئی اور وہ دونوں جہاں میں ظہور پذیر ہوگئی۔
تو حرف کو اپنے تصور میں لے آ۔ ایک الف سے معنٰی کے سینکڑوں حرف بنتے ہیں۔
جو شخص اپنی اصلیت سے آگاہ ہے وہی اس معمے کا مطلب سمجھ سکتا ہے۔
تو آئینہ ہے اور وہ وہی ہے جو آئینہ میں نظر آتا ہے اور آئینہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں صورت دیکھی جائے۔
انسان حرف ہے اور معنی اللہ۔ اس نکتہ کو جاننے کے بعد شاید تو اسم با مسمٰی یا حرف با معنی بن جائے۔
عدم سے وجود میں آنے کا معاملہ تو ظاہر ہے لیکن یہ وجود میں آنا اسی کے منشا سے ہے۔



جسم و جانم غرق شد ور بحرِ بی پایان ما
محو در دریا محیط ست جملگی اعیان ما

ما سوا گم گشت چوں رفتیم اندر ذات او
ایں خودی شد بیخودی آں درد آں درمان ما

گریہ پر درد اندر راہ جانان روز و شب
دیدہ از شعلہ می باشند نور افشان ما

آں شراب جوش شورش میزند اندر دلم
شد زجذبہ زور عشقش زار سر گردان ما

آشکاراز خود برفتہ نعرہ انا الحق زدہ
علم منصوری بر آوردہ درین ایوان ما

اردو ترجمہ

ہمارا جسم اور ہماری جان بحر بے پایاں کے اندر غرق ہو گئے (یعنی میری ذات اس کی ذات میں مدغم ہو گئی) بلکہ تمام اشیاء اور تمام موجودات اس بحر پایاں میں گم ہو گئیں۔

جب اس کی ذات کے اندر گئے تو، (اس کے) سوا جو تھا وہ گم ہو گیا۔ یہ خودی ہے، خود ہی ہو گی، وہی درد اور وہی ہمارے دار و بن گئے۔

محبوب کے راستہ میں بیٹھ کر دن رات درمندی کے ساتھ آہ و زاری کرتے رہتے ہیں۔ عشق کی حرارت کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکلتی رہتی ہیں۔

شراب عشق نے میرے دل کے اندر جوش، ولولہ اور ہنگامہ برپا کر دیا ہے اور اس کے پر جوش اور پر زور جذبہ عشق نے میرے دماغ کو چکرا دیا ہے۔

آشکار نے بے خود ہو کر انا الحق کا نعرہ بلند کیا اور منصوری علم ہمیں کھینچ کر اس مقام پر لے آیا۔



یکروز بودم من بخدمت مصطفیٰ
سرور کونین آں خیر الورا

ایں چنیں فرمدہ مارا از کرم
جز برخصت پیر عبدالحق میا

از گروہ خاص اورا کردہ ام
جلوہ فیضش بود ہم جا بجا

شان و شوکت پیر ما بالا ترست
ہمچو او کس نیست در عالم علا

آشکارا خاک پای پیر باش
تاشوی از دوستیش بادشا

اردو ترجمہ

میں ایک روز حضور پر نور مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کے حضور اقدس میں حاضر تھا وہی جو دونوں جہاں کے سردار اور تمام مخلوق سے برگزیدہ ہیں۔

حضور نے بڑی شفقت اور مہربانی سے ارشاد فرمایا کہ اپنے پیر طریقت شیخ عبدالحق کی اجازت کے بغیر ہمارے حضور میں مت آیا کر۔

ہم نے تیرے پیر و مرشد کو اپنے برگزیدہ اور خاص الخاص لوگوں کی جماعت میں شامل کر دیا ہے اور اس کا فیض ہر جگہ جاری و ساری ہے۔

ہمارے پیر طریقت کی شان و شوکت بہت ہی بلند ہے۔ ایسا بلند مرتبہ انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

اے آشکار! تو اپنے پیر و مرشد کے پاؤں کی خاک بن جا۔ تا کہ اس کی رفاقت سے تو بادشاہی کے رتبہ تک پہنچ سکے۔



بیزاریم از ہر طرف زاہد چہ داند حال ما
بگذشتم از نحو و صرف زاہد چہ داند حال ما

جرعہ زمی نوشیدہ ام خلعت بقا پوشیدہ ام
جوشیدہ ام خورشیدہ ام زاہد چہ داند حال ما

از درد و غم حیرانہ ام ازایں و آن بیگانہ ام
دیوانہ ام مستانہ ام زاہد چہ داند حال ما

از کفر و دین بگذشتہ ام دل را بر نقش بستہ ام
آشفتہ ام دلخستہ ام زاہد چہ داند حال ما

اردو ترجمہ

میں ہر طرف سے بیزار ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔ میں صرف اور نحو کی منزل سے بہت آگے جا چکا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

شراب کا گھونٹ بھی پی چکا ہوں اور بقا باللہ کا خلعت بھی زیب تن کر چکا ہوں۔ جذب اور سرمستی سے جوش میں بھی آیا ہوں اور ریاضت اور مجاہدہ سے نفس امارہ پر قابو بھی پا چکا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

درد اور غم سے حیرت زدہ ہوں۔ دنیا اور عقبیٰ سے لاتعلق ہوں۔ دیوانہ ہوں۔ مستانہ ہوں زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

کفر اور دین کے مرحلوں سے گزر چکا ہوں۔ دل کو اس کے زلفوں سے باندھ چکا ہوں۔ پریشان حال ہوں اور زخم خوردہ دل رکھتا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔



از ورع سر پیچیدہ ام ہر حرف را شوئیدہ ام
جوئیدہ ام بوئیدہ زاہد ام چہ داند حال ما

نی خواجہ ام نی بندہ ام جز عشق ناورزیدہ ام
خون روان از دیدہ ام زاہد چہ داند حال ما

در چنگ پلنگ افتادہ ام خود را بدہنش دادہ ام
از دو جہان آزادہ ام زاہد چہ داند حال ما

راہ حقیقت یافتم خود را چو مجنوں ساختم
سررا درین رہ باختم زاہد چہ داند حال ما

جز یار من آزردہ ام افسردہ ام پژمردہ ام
نی زندہ ام نی مردہ ام زاہد چہ داند حال ما

اردو ترجمہ

تقویٰ سے سرلپٹ چکا ہوں۔ ہر حرف کو دھو چکا ہوں۔ جستجو کرتا رہا ہوں اور مسلسل جستجو میں رہتا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

میں نہ آقا ہوں۔ نہ بندہ ہوں۔ میں نے عشق کے سوائے اور کسی چیز کو قبول نہیں کیا۔ میری آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہیں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

میں شیر کے پنجوں میں پھنسا ہوا ہوں اور اپنے آپ کو اس کے منہ میں ڈال چکا ہوں۔ دونوں جہاں سے آزاد ہو چکا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

میں نے اصل حقیقت کا راستہ پالیا۔ اپنے آپ کو مجنوں بنایا اور اپنا سر اسی مسلک میں قربان کر دیا۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

یار کے بغیر دکھی ہوں۔ ملول ہوں اور دل گرفتہ ہوں۔ نہ زندوں میں ہوں نہ مردوں میں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔



خود را بہ میخانہ کشم تا جرعہ از می چشم
از جام آن مستی خوشم زاہد چہ داند حال ما

از خانقہ از مدرسہ رسیستم از ہر وسوسہ
جز عشق دیگر حادثہ زاہد چہ داند حال ما

شد قوت ناؤ نوش ماماند کجا ایں ہوش ما
باشم زمی مدہوش مازاہد چہ داند حال ما

چوں وحدتم ہمراز شد مرغ ادب پرواز شد
از عشق ایں آواز شد زاہد چہ داند حال ما

اردو ترجمہ

اپنے آپ کو میخانہ کی طرف کھینچا ہے، تاکہ شراب کا ایک گھونٹ پی لوں۔ اس جام کی مستی سے میں خوش ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

ہم خانقاہ سے، مدرسہ سے اور ہر قسم کے وسوسہ سے آزاد ہو چکے ہیں۔ عشق کے بغیر ہر چیز رنج اور مصیبت ہے۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

نغمہ اور شراب ہمارا قوت ہے، تو ہمارا ہوش کہاں رہے گا، ہم مے سے مدہوش رہتے رہتے ہیں، زاہد ہمارا کیا حال جانے۔

جب وحدت میری ہمراز و دمساز بن گئی تو ادب و تادیب کا پنچھی پرواز کر گیا اور عشق نے پکار کر کہا کہ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔



از حسن خود حیران شدم گریان شدم بریان شدم
نی این شدم نی آن شدم زاہد چہ داند حال ما

وعظی ہمی شنوم اگر بردل نمی گردو اثر
زندیق گردیدم مگر زاہد چہ داند حال ما

مذہب نمید اریم مازین کار انکاریم ما
عاشق دل افگاریم مازاہد چہ داند حال ما

ہستم غلام مصطفیٰ باشیم چاکر مرتضیٰ
من طالب آل عبازاہد چہ داند حال ما

اردو ترجمہ

میں اپنے حسن سے حیران ہوں۔ غم واندوہ سے روتا رہتا ہوں اور عشق کی آگ میں جل کر کباب ہو چکا ہوں۔ نہ ادھر کا رہا ہوں نہ ادھر کا رہا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

وعظ و نصیحت بھی سنتا ہوں مگر دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں لامذہب ہو گیا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

ہم کوئی مذہب نہیں رکھتے۔ اس کام سے ہم انکاری ہیں۔ ہم تو ایک مجروح اور زخم خوردہ دل رکھنے والے عاشق ہیں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

میں حضور پر نور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا بھی نوکر ہوں اور آل عبا (حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین کا طالب ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔



گر کافرم یا ملحدم گر نیک باشم یا بدم
مازیر دامن او شدم زاہد چہ داند حال ما

گر خار باشم ور خسم ور بینو اگر بیکسم
در بار گاہش میر سم زاہد چہ داند حال ما

مرشد مرا فرمود این ہر جا ظہور او بیین
راہ خدا باشد ہمیں زاہد چہ داند حال ما

برلب آشکارا مہر زن زین گفتگو خاموش کن
آواز منصوری فگن زاہد چہ داند حال ما

اردو ترجمہ

میں کافر ہوں، یا ملحد، اچھا ہوں یا برا، کچھ بھی ہوں اور کیسا بھی ہوں لیکن میں ان (حضور پر نور اور آل عبا) کے دامن میں پناہ لے چکا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

میں کانٹا ہوں، یا تنکا، بے بس ہوں، یا بے کس، کچھ بھی ہوں اور کیسا بھی ہوں۔ لیکن ان کے بار گاہ عالی تک رسائی رکھتا ہوں۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

مجھے میرے پیر طریقت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر اس ذات پاک کا ظہور دیکھا کر اور دراصل راہ خدا یہی ہے۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔

اے آشکار! اپنے لبوں پر مہر لگادے اور ایسی باتیں نہیں کر اور منصوری کا دعویٰ ترک کر یعنی منصور کی طرح نعرے نہ لگا۔ زاہد ہمارا حال کیا جانے۔



ای عاشق مست دیده بکشا
شد جلوهٔ حسن یار ہر جا

آمد بصد ہزار صورت
او کرد بہر مکان تماشا

آئینہ برای دیدنی ساخت
نام آئینہ آدم ست و حوا

جائے بنود حسن خود را
خود بر خود والہ ست و شیدا

ہر ذرہ مبین بغیر خورشید
در ذرہ ذرہ مہر پیدا

گاہی بہ رکوع و سجدہ آمد
گاہے بخمار گشت رعنا

از وحدت کثرت آشکارا
وز کثرت وحدت ست پیدا

اردو ترجمہ

اے عاشق سرمست! آنکھیں کھول کر دیکھ۔ یار کے حسن کا جلوہ ہر جگہ نظر آتا ہے۔
یار ہزار شکلیں اختیار کر کے ظہور پذیر ہوا ہے اور ہر مقام پر جلوہ دکھاتا رہا ہے۔
یار نے اپنا حسن دیکھنے کے لئے ایک آئینہ بنایا۔ اس آئینہ کا نام آدم اور حوا ہے۔
یار نے جب ایک بار اپنا حسن دیکھ لیا۔ تو آپ ہی اپنا عاشق بن گیا۔
کوئی بھی ذرہ دیکھو تو سورج کا تصور کرو کیونکہ ہر ذرہ میں سورج ہی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔
یار کبھی رکوع یا سجود میں ہوتا ہے اور کبھی رند سرمست بن جاتا ہے۔
وحدت سے کثرت ظاہر ہوتی ہے، اور کثرت سے وحدت۔



شوریدہ احوال ما پرسی چہ از ما قاضیا
ہر کس نداند حال ما پرسی چہ ازما قاضیا

از یار دور افتادہ ام سر بر رہش بنہ ادہ ام
استادہ ام افتادہ ام پرسی چہ ازما قاضیا

در ہجر طاقت طاق شد مجروح دل مشتاق شد
صد نالہ از عشاق شد پرسی چہ از ما قاضیا

بندہ گنہگار یم ما دانی کہ بدکاریم ما
از جملہ بیزاریم ما پرسی چہ ازما قاضیا

گہ در کنارش بودہ ام لیل و نہار آسودہ ام
اندر غمش فرسودہ ام پرسی چہ ازما قاضیا

اردو ترجمہ

اے قاضی صاحب! ہم سے ہماری شوریدہ سری کی کیفیت کیا پوچھتے ہو۔ ہر شخص ہماری حالت کو سمجھ نہیں سکتا۔ پھر پوچھنے سے کیا فائدہ؟

اے قاضی صاحب! ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ میں اپنے یار سے جدا ہو گیا ہوں اور اس اس کی گزرگاہ میں آکر بیٹھ گیا ہوں۔ کبھی اٹھتا ہوں اور کبھی بیٹھتا ہوں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ یار کی جدائی میں طاقت جواب دے گئی ہے۔ زخم خوردہ دل میں اشتیاق اور بھی بڑھ گیا ہے اور عشاق کے منہ سے سینکڑوں چیخیں نکل گئی ہیں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ ہم گنہگار بندے ہیں۔ جانتے ہو کون سے برے کام ہیں ہمارے؟ سب سے ہم بیزار ہیں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ کبھی یار کی آغوش میں ہوتا ہوں تو دن رات خوش اور مطمئن رہتا ہوں۔ لیکن اب اس کے غم میں کمہلا گیا ہوں۔



تقویٰ و طاعت کار تو زہد و ریا ہم یار تو
از عشق کر دی عار تو پر سی چہ از ما قاضیا

تسبیح و تہلیل تراہم عشق می باید مرا
منع از محبت کن چرا پر سی چہ از ما قاضیا

دردی کہ مارا داشتہ کردہ چناں او خواستہ
ہم زیں نصیبم ساختہ پر سی چہ از ما قاضیا

کارم بنوش و نای شد اندر دلم ہو ہای شد
از عشق بس غوغای شد پر سی چہ از ما قاضیا

از عشق نارا فرو ختم جز درد جملہ سو ختم
دیگر سبق ناموختم پر سی چہ از ما قاضیا

اردو ترجمہ

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ تقویٰ اور طاعت بھی آپ کا کام ہے اور زہد اور ریا بھی آپ ہی کے یار ہیں۔ عشق سے تم نے عار محسوس کیا ہے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ تسبیح اور تہلیل (ذکر) آپ کے لئے ہے اور عشق میرے لئے۔ پھر آپ مجھے عشق سے منع کیوں کرتے ہیں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ جو درد ہم کو دیا ہے، وہی کیا ہے جو اس نے خود چاہا ہے۔ دراصل ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہوں۔ میرا کام شراب اور سماع ہے۔ میرے دل میں طوفان برپا ہے اور میرے عشق نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ میں نے عشق کی آگ جلائی اور درد عشق کے سوائے ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ میں نے اس کے علاوہ اور کوئی سبق پڑھا ہی نہیں ہے۔



جز عشق نبود کار ما از دست شد اختیار ما
از کفر و دین بیزار ما پرسی چہ ازما قاضیا

بیزاری از دینداریم زین کار استغفاریم
روز ازل اقراریم پرسی چہ ازما قاضیا

دیگر نمی جوئیم ما جزیک نمی گوئیم ما
ہر دفتری شوئیم ما پرسی چہ ازما قاضیا

از عشق شورا نگیختم و زغیر دیدہ دوختم
با این وآں تا میختم پرسی چہ ازما قاضیا

موجِ قلزم عشق ترناگہ رسیدہ او بسر
کردہ مرا زیر و زبر پرسی چہ ازما قاضیا

اردو ترجمہ

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ عشق کے علاوہ مجھے اور کوئی کام نہیں ہے۔ عشق کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف توجہ دینا میرے اختیار ہی میں نہیں ہے۔ میں کفر اور دین سے بیزار ہو چکا ہوں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ میں دینداری سے بیزار ہوں اور میں دینداری سے توبہ کر چکا ہوں۔ میں نے روزِ اول میں الست بربکم کے جواب میں بلٰی کہہ کر جو اقرار کیا تھا میں اس پر قائم ہوں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ ہم تو بس ایک ہی کے طلبگار ہیں۔ ہمیں کسی دوسرے کی تلاش نہیں ہے۔ ہم نے تو تمام دفتر دھو ڈالے ہیں۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ ہم نے اپنے عشق سے ہنگامہ برپا کر دیا ہے اور غیر کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور اس سے تعلق رکھا نہ اس سے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ عشق کے سمندر سے ایک موج اٹھی اور اچانک سر پر پہنچ کر ہمیں زیر و زبر کر گئی۔



آدم کجا شیطان کجا دانا کجا نادان کجا
کفری کجا ایمان کجا پرسی چہ از ما قاضیا

این جملہ موجودات اواو ہم صفات ذات او
در ہر ہمہ درجات او پرسی چہ از ما قاضیا

آن یک تماشامی کنداین جا وآنجامی کند
کان یار غوغامی کند پرسی چہ ازما قاضیا

در عشق رابکشودہ است خودرابخود بنمودہ است
او آشکارا بودہ است پرسی چہ از ما قاضیا

اردو ترجمہ

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو، آدم کہاں ہے، شیطان کہاں ہے۔ دانا کہاں ہے، ناداں کہاں ہے۔ کفر کہاں ہے اور ایمان کہاں ہے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ اس کائنات کی کوئی بھی چیز دیکھو وہ دار صل خود وہی ہے اور ہر چیز اسی کی ذات کی صفت ہے اور ہر درجہ، ہر طبقہ، ہر جگہ اور ہر مقام میں وہی ہے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ یہ تو ہمارا ہی یار ہے جو ہر جگہ یہاں بھی اور وہاں بھی جلوہ گر ہو رہا ہے اور ایک ہنگامہ سا برپا کر رکھا ہے۔

اے قاضی صاحب، ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ یار نے عشق کا دروازہ کھول دیا ہے اور خود ہی خود نمائی کر کے اپنے جلوے بکھیر رہا ہے۔ اگر غور سے دیکھو گے تو وہ آشکار (ظاہر) ہی نظر آئے گا۔



در بلائی درد و غم بیتاب چون کردی مرا
درمیان امواجہاپر تاب چون کردی مرا

موج بر موج آمدہ ایں جسم و جان رادر کشید
از کنارہ غرق در گرداب چون کر دی مرا

بعد بشکستن سفینہ تختہ از تختہ نماند
در شلاکت بیخورد بیخواب چون کردی مرا

ازدو دیدہ درد مندان آب خونین میچکد
بسکہ سر گردان در شور آب چون کردی مرا

دل پریشان آشکارا رانمی آید قرار
بیقراری ہمچو آن سیماب چون کردی مرا

اردو ترجمہ

مجھے درد و غم کی مصیبت میں ڈال کر کیوں پریشان کیا ہے اور کیوں موجوں کے درمیان پھینک کر مجھے ان میں الجھا دیا ہے۔

موج پر موج آئی اور میرے جسم اور روح کو بہا کر لے گئی۔ مجھے دریا کے کنارہ سے کھینچ کر بھنور کے بیچ میں کیوں ڈبو دیا۔

کشتی ٹوٹ گئی اور تختہ، تختہ کے ساتھ نہیں ملا۔ آخر اس قدر طوفان اور ہنگامے برپا کر کے مجھے بے قرار اور بے آرام کیوں کر دیا ہے۔

میری ان غمناک آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں مجھے اتنا سر گردان اور آنسو بہانے پر مجبور کیوں کر دیا ہے۔

آشکار کے بے قرار دل کو قرار نہیں ہے آخر تو مجھے سیماب کی طرح کیوں تڑپا رہا ہے۔



من شدم زندیق ملحد رہ مسلمانی کجا
کفر و ایمان شد کجا و شد کجا خوف ورجا

گر بخود باشم مذاہب دار دینداری کنم
ورز خود بیرون شدم تانیست بر ما این خطا

راہ رندی ملحدے دریافتم ازراہ گم
گم شدم از گم شدن بیغم شدم ای پارسا

این سخن از کفر بنود زاہد امنکر مشو
اندرین دریای وحدت غرق گشتہ من وما

شیخی و پیری بزرگی نیست درکارم مگر
راہ رندی عاشقی بگرفتہ ام از ابتدا

آشکارا درد طلبی سعی دردے کن مدام
تا بجز دردی نباشد ہیچ دیگر رہ ہدا

اردو ترجمہ

میں لامذہب اور بے دین ہوں، مسلمانی کی راہ کہاں ہے۔ کفر اور ایمان کہاں ہے اور امید و بیم کہاں ہے۔

میں اگر اپنے بس میں ہوتا تو مذہب کے بتائے ہوئے طریقہ پر دیندار ہوتا لیکن چونکہ میں اپنے بس میں نہیں رہا اس لئے میرے اوپر کوئی گرفت نہیں ہے۔

میں نے گمراہی سے رندی اور بے دینی کی راہ پالی ہے۔ اے زاہد! میں تو اب اس گمراہی کی حدود سے بھی نکل چکا ہوں اور بہت ہی خوش ہوں۔

اے زاہد! منکر مت بن، یہ کفر کی باتیں نہیں ہیں۔ وحدت کے دریا میں انانیت اور نفسانیت غرق ہو چکی ہے۔

مجھے شیخ، پیر اور بزرگ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو شروع ہی سے رندی اور عاشقی کی راہ اختیار کرلی ہے۔

اے آشکار! اگر تجھے درد چاہیئے تو اس کے حصول کیلئے مسلسل کوشش کر کیونکہ درد کے بغیر اور کوئی راہ ہدایت نہیں ہے۔



لاف گر مردی زنی تا در صف مردان در آ
سر بکف داری پس انگہ اندرین میدان در آ

سر نہ پیچی زین طریقت چون دلیران نامور
جان بدہ یکبار گی پس پیشتر جانان درآ

بگذراز عقل و فراست بیخبر ازبود خود
بعد از آں اور معرکہ فی الفور عشاقان درآ

جنگ بامردم چہ داری جنگ کن بانفس خویش
نفس رابشناس پس در رحمت رحمان در آ

از جماعت جان فشاناں سرکش ای آشکار
گر فشانی جان خود رادر مکان عرفان درآ

اردو ترجمہ

تو اگر مردانگی کا دعوی کرتا ہے تو مردوں کی صف میں آجا۔ پہلے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ۔ پھر میدان میں آ۔

بہادر اور باوقار لوگوں کی طرح اس راہ سے منہ نہ پھیر۔ فوراً جان دے کر محبوب کے حضور میں حاضر ہو جا۔

عقل اور فہم کی حدود سے آگے نکل کر اپنی ہستی سے بی خبر بن جا۔ اس کے بعد ایک دم عشاق کے شہادت گاہ میں آجا۔

لوگوں سے کیا لڑتا ہے اپنے نفس کے ساتھ لڑائی کر، پہلے اپنے آپ کو پہچان پھر اللہ کی رحمت کے سایہ میں آجا۔

اے آشکار! جان قربان کرنے والوں کی جماعت سے سر نہ پھیر۔ اگر اپنی جان قربان کر دے گا تو مقام معرفت میں پہنچ جائے گا۔



جسم و جان و دل ہمانست تو کجائی تو کجا
این سخن از عارفانست تو کجائی تو کجا

خویشتن را محو کن ظاہر بباطن آن خدا
در عیان و در نہانست تو کجائی تو کجا

اوبود ظل لسان او بود کل لسان
گہ خموشی گہ بیانست تو کجائی تو کجا

خود بود مادر پدر خود طفل خود دایہ شود
گاہ پیر و گہ جو انست تو کجائی تو کجا

آشکارا فہم کن اندر میان تو نیستی
این سراغ عاشقانست تو کجائی تو کجا

اردو ترجمہ

جسم، جان اور دل تو وہی ہے لیکن تو کہاں ہے۔ یہ معرفت والوں کی بات ہے تو کہاں ہے۔

تو اپنے آپ کو مٹادے۔ ظاہر میں خواہ باطن میں خدا ہی خدا ہے۔ ظاہر اور باطن میں تو وہی ہے۔ تو کہاں ہے۔

زباں کا سایہ بھی وہی ہے اور خود زباں بھی وہی ہے۔ کبھی خاموش ہے اور کبھی گویائی ہے تو کہاں ہے۔

ماں اور باپ بھی وہ خود ہی ہے اور بچہ اور دایہ بھی خود ہی ہے۔ کبھی بوڑھا ہے اور کبھی جواں ہے۔ تو کہاں ہے۔

اے آشکار! اصل حقیقت کو سمجھ لے۔ تو تو درمیان میں موجود ہی نہیں ہے۔ عشاق نے جستجو اور تلاش کے بعد اس نکتہ کو پالیا ہے تو کہاں ہے۔



یسمع و یبصر ہمان ست تو کجائی تو کجا
سو بسو نظیر ہماں ست تو کجائی تو کجا

جان او ہم جسم او ہم، ہر سخن گویائی او
عضو پای سر ہمان ست تو کجائی تو کجا

چونکہ دریک رنگ آید کعبہ او بتخانہ او
مسجد و منبر ہمان ست تو کجائی تو کجا

صورت موسیٰ و عیسیٰ صورت فرعون ہم
زشت و نیکو تر ہمان ست تو کجائی تو کجا

دو ندانی یک ببین مابین چون احوال مشو
مصطفےٰ حیدر ہمان ست تو کجائی تو کجا

بود مخفی از محبت درجہان شد آشکار
باطن و ظاہر ہمان ست تو کجائی تو کجا

اردو ترجمہ

سمیع اور بصیر وہی ہے تو کہاں ہے۔ ہر طرف وہی دیکھتا ہے۔ تو کہاں ہے۔

جان بھی وہی ہے اجسم بھی وہی، اور ہر بات اسی کی گفتو ہے۔ سر بھی وہی ہے اور پاؤں بھی وہی۔ تو کہاں ہے۔

اس کا ظہور چونکہ ایک ہی رنگ میں ہوتا ہے لہذا کعبہ بھی وہی ہے اور بتخانہ بھی وہی۔ مسجد اور منبر بھی وہ خود ہی ہے تو کہاں ہے۔

موسیٰ اور عیسیٰ کی شکل بھی وہی اختیار کرتا ہے اور فرعون کی شکل بھی وہی۔ تو کہاں ہے۔

ایک ہی دیکھنا، دو نہ سمجھنا اور بیچ میں بھینگے کی طرح نہ بن جانا۔ مصطفےٰ بھی وہی ہے اور مرتضیٰ بھی وہی۔ تو کہاں ہے۔

پہلے مخفی تھا۔ پھر عشق اور محبت کی وجہ سے آشکار ہو گیا۔ ظاہر اور باطن میں وہی ہے۔ تو کہاں ہے۔



هر کجایم جا بجا یم من خدایم من خدا
تا چہ شد پو شیدہ ام ازور و این خاکی قبا
این سخن صدقست برما مردمان باور کنید
جملہ بشنا سند مارا بادشاہم نی گدا
ایکہ من سیمرغ قافم روبسو مردار نیست
ہست پر وازم چو عنقا درمیان ارض و سما
من شدم او شد درین شکی نباشد زاہدا
کوں منصوری بکوبم اند رین ہر دوسرا
آشکارا ہو شداری باش ہمچون بندگان
بر در پیر مغان ہر دم کنی صدالتجا

اردو ترجمہ

میں ہر جگہ ہوں۔ہر مقام پر ہوں ۔میں خدا ہوں۔خدا ہوں۔کیا ہوا اگر میں نے اس درد کی وجہ سے خاکی لباس (مادی جسم) پہن لیا۔

اے لوگوں! یہ سچی بات ہے۔تم ہماری بات کا اعتبار کر لو۔مجھے تو سب جانتے ہیں کہ میں گدا نہیں ہوں بلکہ بادشاہ ہوں۔

اے لوگوں ! میں کوہ قاف کا سیمرغ ہوں۔اور اسی لئے میرا رخ مردار کی جانب نہیں ہے میری پرواز عنقا کی طرح زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

اے زاہد! اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے کہ میں اور وہ ایک ہو گئے ہیں۔میں دونوں جہاں میں منصوری نقارہ بجاتا رہتا ہوں یعنی انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔

اے آشکار! ہوش میں آ اور غلاموں کی طرح پیر مغاں کے دروازہ پر بار بار التجائیں کر۔

ردیف الپے

گر بخوانی دو صد ہزار کتاب
می شود بر تو صد ہزار حجاب

جز محبت ہمہ است گمراہی
ای بجز درد زندگیست عذاب

گر بیک جرعہ برند سرت
از در میکدہ تو روی متاب

این طریقہ کدام می باشد
کہ نہ تقوانہ طاعت ونہ حساب

آشکارا گذر زمذہب ہا
در رہ عشق چہ گنہ چہ ثواب

اردو ترجمہ

توا گر دو لاکھ کتابیں پڑھے گا تو تیرے آگے ایک لاکھ پردے حائل ہو جائیں گے۔
اے دوست! محبت کے بغیر ہر بات گمراہی کی بات ہے اور درد کے بغیر زندگی ایک عذاب ہے۔
اگر ایک گھونٹ کے عوض تیری جاں لے لیں تو تجھے میخانہ کے دروازے سے منہ نہیں پھیرنا چاہیئے۔
آخر یہ کیا طریقہ ہے کہ نہ تقویٰ ہے۔ نہ طاعت ہے اور نہ ہی حساب و کتاب ہے۔
اے آشکار! مذاہب کو ترک کر عشق کی راہ میں گناہ کیا اور ثواب کیا۔



دل بجز عشق او خراب خراب
چه بود قدح بی شراب شراب

ای بجز درد زندگی هیچ ست
آن حیات ست بس عذاب عذاب

آتش عشق احتراق غیر ست
جسم و جان عاشقان کباب کباب

باش یکبار از خودی بیزار
درمیان ماؤ من حجاب حجاب

آشکارا ولی بدست آری
آب دنیا همه سراب سراب

اردو ترجمہ

اس کے عشق کے بغیر دل ویران ویران ہے۔ پیالہ کس کام کا۔ اگر اس میں شراب نہ ہو۔

اے دوست! درد کے بغیر زندگی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایسی زندگی تو فقط عذاب ہی عذاب ہے۔

عشق کی آگ ماسوائے اللہ کو جلانے والی ہے۔ عشاق کا جسم اور ان کی جان جل کر کباب بن چکے ہیں۔

خودی سے فوراً علیحدگی اختیار کر۔ یہ جو "ماؤ من" درمیان میں آگیا ہے یہ سراسر حجاب ہی حجاب ہے۔

اے آشکار! کوئی دل اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یہ دنیا کا پانی تو سراب ہی سراب ہے۔

ساقیا دہ مرا شراب شراب
تا از و محو گشت جرم و ثواب

کر و مستی و بے خودی غلبہ
ہیچ در دل نماند مسئلہ کتاب

در بحر عشق غوطہ می خوردم
گوہری یافتم زمشت تراب

رونمودی و باز پوشیدی
مضطرب خاطر ست چوں سیماب

چشم باز ست منتظر بر راہ
اشک ریزست دیدہ مثل سحاب

آشکارا شدہ ز انسان راز
شو خبردار سر خویش بیاب

اردو ترجمہ

اے ساقی مجھے شراب دے تاکہ اس سے گناہ اور ثواب مٹ جائیں۔

میرے اوپر سرمستی اور بے خودی اس قدر غالب آچکی ہے کہ میرے دل میں کسی بھی مسئلہ اور کسی بھی کتاب کیلئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

میں نے عشق کے بحر بے کنار میں بڑی غواصی کی، لیکن گوہر مقصود مشت خاک ہی سے حاصل ہوا۔

اے محبوب! تم نے اپنا رخ انور دکھایا اور پھر اس پر نقاب ڈال دی اور اس وجہ سے میر ا دل سیماب کی طرح بے قرار ہے۔

آنکھیں کھلی ہیں اور محبوب کے انتظار میں راستے پر لگی ہوئی ہیں اور بادل کی طرح آنسوؤ ں کی بارش برسا رہی ہیں۔

انسان کی تخلیق سے اصل راز فاش ہو گیا۔ خبردار ہو جا! اپنا راز معلوم کر لے۔

ردیف الف

ای دلا در ہر دو عالم این پریشانی خوش ست
ہم پریشانی خوش ست وہم پشیمانی خوش ست

از ہو اؤ حرص دنیا بگذرا ز دیبا حریر
اندرین دار الفنا آن حال عریانی خوش ست

ای کہ میگر دی وپوئی بہر دنیا کو بکو
زانکہ با شور جنون مرد بیابانی خوش ست

ترک گیر از عیش و عشرت کن فراموش خویش را
یک دمی بایا و حق از ملک سلمانی خوش ست

سبحہ و سجا دہ رنگین را بیندازی نبار
آشکارا بر دلم آن داغ صنعانی خوش ست

اردو ترجمہ

اے دل! دونوں جہاں میں اگر کوئی اچھی بات ہے تو وہ یہی پریشانی ہے۔ پریشانی بھی اچھی ہے اور پشیمانی بھی اچھی ہے۔

دنا کا حرص و ہوس اور ریشم و اطلس ترک کر۔ اس دار فانی میں ننگی حالت میں رہنا ہی بہتر ہے

اے شخص! تو جو دنیا کے واسطے دوڑتا پھرتا ہے اور گلی گلی کے چکر کاٹتا رہتا ہے۔ تجھ سے تو وہ دیوانہ اچھا ہے جو بیاباں میں رہتا ہے۔

عیش و عشرت کو ترک کر اور پنے آپ کو فراموش کر دے۔ صرف ایک گھڑی اللہ کی یاد میں بسر کرنا حضرت سلیمان کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

تسبیح اور خوبصورت و منقش مصلے کو آگ میں ڈال۔ اے آشکار! میرے دل میں جو صنعانی داغ ہے وہ اچھا ہے۔



نہ من آن مرد میدانم کہ در کشف و کرامات ست
نیارم درمیان او راکہ در سیر سماوات ست

نباشد آگھی اور اکہ یار در کنارما
نگر ودقرب آنکس راکہ طالب دور درجات ست

ہمیگو ید ہمیداند کہ سیارم بلا ہوتش
خبر ناسوت نہ وارد مگر درجہ زطامات ست

وظائف ورد و میخواند مشائخ خویش راداند
ولا بگریززان مجلس کہ اواندر دویہ آفات ست

اردو ترجمہ

میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو کشف اور کرامات کا مالک ہے۔ میں ان لوگوں کا ذکر بھی نہیں کرتا جو آسمانوں کی سیر کرتے ہیں۔

ان لوگوں کو کیا معلوم کہ یار ہماری بغل میں ہے۔ یہ قرب اور وصل ان لوگو کو حاصل نہیں ہوتا جو بڑے بڑے درجوں کے طالب ہیں۔

وہ لوگ دعوی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم لاہوت (عالم ذات الٰہی اور مقام فنافی اللہ) کی سیر کرنے والے ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کو ناسوت یعنی اس دنیا کا پورا پتہ بھی نہیں ہے اور ان کی یہ باتیں لاف و گزاف کی حیثیت رکھتی ہے۔

وظیفے پڑھتے ہیں اور ورد کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مشائخ سمجھتے ہیں۔

اے دل! ان کی مجلس سے بھاگ جا۔ کیونکہ یہ لوگ دوہری مصیبت میں گرفتار ہیں۔



مگر عاشق بود صادق کہ صاحب درد می باشد
خبر دار وز گنج آنکس کہ بشکن ایں طلسمات ست

تفکر در صفاتش کن کہ در ذاتش تفکر نہ
دوئی عارف نمیداند کہ فی الدارین یکذات ست

اگر از ماہی پرسی کہ موہوم ست این صورت
کجا آمد کجا رفتہ ہمہ مظہر خیالات ست

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہوالباطن
نہ مخفی آشکارانی ازین حیرت کہ ہیہات ست

اردو ترجمہ

جو عاشق صادق ہوتا ہے وہ صاحب درد ہوتا ہے، خزانہ کی خبر ان لوگوں کو ہوتی ہے جو طلسم کو توڑنا جانتے ہیں۔

اس کی صفات کے اندر غور کر، اس کی ذات کے اندر غور نہیں۔ عارف دوئی کو نہیں جانتا کیونکہ دونوں جہاں میں فقط ایک ہی ذات ہے۔

اگر ہم سے پوچھتے ہو تو سچی بات یہ ہے کہ یہ صورتیں جو تمہیں نظر آتی ہیں یہ سب تمہارے وہم کی پیدا کردہ ہیں۔ کہاں آتا اور کہاں گیا۔ یہ سب خیال ہی خیال ہے۔

وہی اول ہے، وہی آخر، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔ اے آشکار! اس کی پوشیدگی اور دوری کوئی تعجب خیز اور حیرت انگیز بات نہیں ہے۔



ای دلا جز عشق و مستی کار دیگر ہیچ نیست
چشم بکشا بنگری جز یار دیگر ہیچ نیست

آمدہ از لامکان دراین مکان شد جاگیر
کس نمید اندازین اسرار دیگر ہیچ نیست

نعرۂ انا الحق زدہ منصور اند رہے خودی
رتبہ عاشق بود بردار دیگر ہیچ نیست

باز داری نفس را از آرزوہا زاہدا
عاشقان شد از خودی بیزار دیگر ہیچ نیست

اوبود موجود در ہر دو جہاں باشد محیط
آشکارا کن ہمیں اقرار دیگر ہیچ نیست

اردو ترجمہ

اے دل! عشق اور مستی کے بغیر کوئی کام نہیں ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھ۔ یار کے بغیر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

لامکاں سے آیا اور اس مکان میں سکونت پذیر ہو گیا۔ کوئی یہ راز نہیں جانتا اور کچھ نہیں ہے۔

منصور نے بے خودی میں انا الحق کا نعرہ لگایا عاشق کی شان تو سولی پر لٹکنا ہے اور کچھ نہیں ہے۔

اے زاہد! اپنے نفس کو خواہشات سے روک۔ عشاق خودی سے بیزار ہیں اور کچھ نہیں ہے۔

وہ موجود ہے اور دونوں جہاں پر حاوی ہے یعنی دونوں جہاں اس کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔ اے آشکار! بس یہ اقرار کر اور کچھ نہیں ہے۔



ای کہ در بازیچہ عشقش سر فدا کردن بجاست
گر شود جان عزیزت سر بسر ایں رہ خطاست

اندرین میدان دو آئی بہل کن تن جان و سر
ورنہ در صف عاشقان آن کار یگر ناسزاست

خواجہ منصور قربان کرد جان در راہ عشق
تا ہنوز آن قیل و قالش جا بجاؤ ہر کجاست

ابتدا عشق ست این کردن فدا جان در ہش
بعد سر دادن شود خود جان جانان انتہاست

استقامت کن بران اقرار کردی آشکار
آنکہ کار ازوی بو انکار کردن کی رواست

اردو ترجمہ

اے دوست! عشق کی بازی میں سر قربان کرنا بالکل بجا ہے۔ اگر تجھے اپنی جان عزیز ہے تو یہ بالکل راہ خطا ہے۔

اگر اس میدان میں آنا چاہے تو اپنے جسم اور جان کو ہیچ سمجھ۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو عشاق کی صف میں شامل ہونا نامناسب ہے۔

خواجہ منصور نے اپنی جان کو راہ حق میں قربان کر دیا اور آج تک ہر جگہ اور ہر مقام پر اس کا چرچا ہو رہا ہے۔

عشق کی ابتدا یہ ہے کہ اس کی راہ میں جان قربان کر دی جائے اور اس کی انتہا یہ ہے کہ جان قربان کر دینے کے بعد عاشق خود محبوب بن جاتا ہے۔

اے آشکار! تو نے جو اقرار کیا ہے اس پر قائم رہ۔ اس سے جو فائدہ ہو گا اس سے انکار کرنا نامناسب ہے۔



ای بجز در وازہ احمد راہ نیست
گر نمیدانی دلت آگاہ نیست

آنکہ در احمد احد دانست فرق
درجہ اور افنا فی اللہ نیست

جز محمد نیست درکون و مکان
جز علے دیگر کسی ہمراہ نیست

گر کسی راہ عشق او دامن گرفت
بالیقین دانی کہ آن گمراہ نیست

آن خداؤ آن رسول ای آشکار
اندرین رہ نہ شک و اشباہ نیست

اردو ترجمہ

اے دوست ! محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کے دروازہ کے سوائے اور کوئی راہ نہیں ہے اگر تو اس بات کو نہیں سمجھتا تو تیرا دل حقیقت حال سے آگاہ نہیں ہے۔

جو شخص احمد اور احد میں فرق سمجھتا ہے اس کو فنا فی اللہ کا درجہ کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

دونوں جہاں میں محمد ہی محمد ہے اور کچھ نہیں ہے اور علی المرتضیٰ کے بغیر کوئی رہنما اور ساتھی نہیں ہے۔

اگر کسی کو اس کا عشق نصیب ہو گیا تو یقین کرنا کہ وہ گمراہ نہیں ہے۔

اے آشکار ! وہی خدا ہے اور وہی رسول۔ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔



جز محبت راہ دیگر نیست نیست
گرچہ شاہی تاج افسر نیست نیست

درو و محنت عشق دان اولی ترست
یادکاؤس و سکندر نیست نیست

حیلہ گر ہر گز نگر در از عشاق
عاشقی جز عشق اطہر نیست نیست

درد در دل ہر کہ باشد مرداوست
حرف بیدردان موثر نیست نیست

در عشاقی رنجہا صد گنجہا ست
شوکت شاہی برابر نیست نیست

آشکارا چشم عبرت برکشا
ای بجز محبوب منظر نیست نیست

اردو ترجمہ

محبت کے بغیر کوئی بھی راہ، راہ نہیں ہے اور محبت نہ کرنے والے انسان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ ہو اور اس کے سر پر تاج نہ ہو۔

عشق میں جو درد والم برداشت کرنا پڑتا ہے وہ بہت ہی بہتر ہے اور ایسی لذت کاؤس اور سکندر کے ذکر میں بھی نہیں ہے۔

مکار آدمی عشاق کے گروہ میں سے ہر گز نہیں ہو سکتا۔ عاشقی تو پاکیزہ ترین عشق ہی کا نام ہے۔

جس کے دل میں درد ہے وہی مرد ہے بے دردوں کی بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔
عاشقی میں جو رنج و غم ہیں ان میں سے ہر ایک زرد جواہر کا بے بہا خزانہ ہے۔
بادشاہی شان و شوکت ان کے آگے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔
اے آشکار! عبرت کی آنکھیں کھول کر دیکھ۔ محبوب کے بغیر کوئی بھی چیز دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔



پادشہ بی سپاہ درویش ست
پاک از ہر گناہ درویش ست
مفلسی بے کسی ست مایہ او
ایں ہمہ عزو جاہ درویش ست
مسند و چتر سنجری چہ بود
دلق یکتا کلاہ درویش ست
نیست موجود جز خدا دیگر
درد و عالم گواہ درویش ست
آشکارا وگر طریق مگیر
خاص تر راہ راست درویش ست

اردو ترجمہ

درویش ایک بادشاہ ہے لیکن اس کے پاس لشکر نہیں ہے۔ درویش ہر خطا سے پاک و صاف ہے۔

مفلسی و بے کسی درویش کا سرمایہ ہے، یہی سب درویش کا رتبہ اور عزت ہے۔

سلطان سنجر (بادشاہ نیمروز) کا تخت اور اس کے تخت کا چھتر درویش کی گدڑی اور ٹوپی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

دونوں جہاں میں اللہ کی ذات پاک کے سوائے اور کچھ نہیں ہے اور درویش اس بات کے گواہ ہیں۔

اے آشکار! اور کوئی راستہ اختیار نہ کر۔ راستہ صرف وہی سیدھا ہے جو درویشوں نے اختیار کیا ہے۔



طبیب عشق را جائی دوکان ست
کہ آنجا گم ہمہ نام و نشان ست

بصحرائے عدم زد خیمہ او
نہ نام و نہ نشان نی جسم و جان ست

کہ ہر بیمار را بخشد شفائی
میان درد و غم اور امکان ست

ہمیدانم کہ خود ور مان خود درد
یقین دانی کہ این و آن ہمان ست

بروبر در فرید الدین عطار
کزدای آشکارا این بیان ست

اردو ترجمہ

عشق کے طبیب کا مطب ایسے مقام پر ہے جہا تمام نام و نشان گم ہیں۔

اس نے اپنا خیمہ صحرائے عدم میں جا کر نصب کیا ہے جہاں نہ کوئی نام و نشان ہے اور نہ کوئی جسم اور جان۔

وہ تمام بیماروں کو شفا عطا کرتا ہے اور اس کا مکان درد اور غم کے درمیان ہے۔

میں جانتا ہوں کہ وہ درد بھی خود ہی ہے اور درماں بھی خود ہی۔ تو بھی یقین کر کہ "یہ" بھی وہ ہے اور "وہ" بھی وہی ہے۔

اے آشکار! شیخ فرید الدین عطار کے دروازہ پر جا کیونکہ یہ تمام ارشادات اسی کے ہیں۔



نعمت اللہ جام احمد جام ما ست
درمیان سوزو گداز آرام ما ست
کیستم من چیستم من نیستم
آنکہ گوید خلق اوز نام ماست
آنکہ یاران دوستداران من اند
سوی آنہا بشنوی پیغام ماست
من شدم عاشق بنام آشفتگان
رہ رفیق خواجہ احمد جام ماست
زاہدا مارا ندانے غیر حق
کن یقین این کفراین اسلام ماست
در ملحدی منتشر شد آشکار
آنکہ ناکامی ہمہ آن کام ماست

اردو ترجمہ

اللہ کی نعمت سے احمد کا جام ہمارا جام ہے۔ سوز و گداز کے اندر ہی ہمارا آرام ہے۔
میں کون ہوں، میں کیا ہوں۔ میں تو ہوں ہی نہیں۔ لوگوں کی زبان پر جو نام ہے وہ میرا نہیں ہے۔ جو میرے دوست اور احباب ہیں ان کے نام میرا پیغام سن لے۔
میں تو عاشقوں کے نام پر بھی عاشق ہوں اور اس معاملہ میں مرا دوست اور ہمسفر خواجہ احمد جام ہے۔
اے زاہد! ہم کو حق کے بغیر اور کچھ نہ سمجھنا۔ یقین کر کہ یہ کفر اور یہ ہمارا اسلام ہے۔
آشکار لامذہب ہونے میں مشہور ہو گیا ہے۔ لوگ جس کو ناکامی سمجھتے ہیں۔ دراصل وہی ہماری کامیابی ہے۔



باجا مہاسیاہ فقیری نہ حاصل ست
بادلق رشتہ سبحہ یقین دان نہ واصل ست

پرسی زما خبر بتو گویم بدل مشنو
گردرد درمیان بنو وراہ باطل ست

ہر گز ہم آشنا ؤ ندار و بغیر حق
با او بہرومی کہ یکی شوق شامل ست

انسان سرا وست کہ غم درد را گرفت
بشناخت راز خویش کہ انسان کامل ست

رو خاکپای اوشو دانی گر آشکار
بر آنکسی کہ دوستی و درد نازل ست

اردو ترجمہ

فقیری کالے کپڑے پہننے سے حاصل نہیں ہوتی جو لوگ حزقہ پہنتے ہیں اور تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ واصل باللہ نہیں ہوتے۔

اگر مجھ سے پوچھو تو میں تم کو سچ سچ بتادوں اور تم دل کے حضور سے سنو۔ اگر دل میں درد نہیں ہے تو یہ سلوک اور فقر بالکل مکر اور فریب ہے۔

درد دل رکھنے والا انسان حق کے بغیر کسی کو آشنا نہیں رکھتا۔ اس کا دل ہمیشہ اس ایک ہی شوق سے معمور رہتا ہے۔

وہ انسان جس نے درد و غم کو اپنا دوست بنایا ہے وہ اس ذات پاک کا راز ہے اور ایسے ہی انسان ''من عرف نفسہ'' کے حامل اور انسان کامل ہوتے ہیں۔

اے آشکار! اگر تو اس راز کو جانتا ہے تو جا اور ایسے انسان کامل کے پاؤں کی خاک بن جا، جس کو اس ذات پاک کا قرب حاصل ہے اور جس پر درد و غم کا نزول ہوتا ہے۔



ای دلااز دار دنیا عاقبت بگذشتنی ست
رفتنی بیشک ازین عالم بحق پیوستنی ست

گر تو باشی مرد دا نادل باین دنیا مبند
زینجهان فانی الحق دستہارا شستنی ست

ای کہ ہمراہان ہمہ رفتند تو غرہ ہنوز
ہان مشو مغرور این دار فنا دانستنی ست

ہمچو شپر ہر طرف بیہودہ می گردی چرا
ہر حکایت محو کن آن نام مولا جستنی ست

میر ود برباد عمرت آشکارا ہوشدار
برجہان باور مکن یکبار دل بگستنی ست

اردو ترجمہ

اے دل! آخر اس دنیا سے جانا ہے اور یہاں سے گذر کر حق کے ساتھ ملنا ہے۔

اگر تو عقلمند ہے تو اس دنیا کے ساتھ اپنا دل نہ لگا۔ بے شک اس دنیائے فانی سے ایک دن ہاتھ دھونے ہی پڑیں گے۔

اے دوست! تمام رفیق اور ہمسفر جا چکے ہیں اور تو ابھی تک فریب میں مبتلا ہے۔ خبردار، غرور نہ کرنا، یہ دنیا فانی ہے اور سب کی جانی پہچانی ہے۔

شپرہ کی طرح خواہ مخواہ کیوں چکر کاٹتا پھرتا ہے۔ تمام باتیں بھول کر صرف اپنے مولا کے نام کا ورد کر۔

اے آشکار! ہوش میں آ۔ تیری زندگی برباد ہو رہی ہے اس دنیا پر اعتبار نہ کر۔ ایک بار اس سے تعلق توڑنا ہی ہے۔



هر آن چشمی کہ از شوقش پر آب ست
سحاب ست و سحاب ست و سحاب ست

ہمان دل کا ندر رودر و غمش نیست
خراب ست و خراب ست و خراب ست

مبراین جسم و جان ور کوی جانان
حجاب ست و حجاب ست و حجاب ست

اگر ہر کار با خودے کنے تو
عذاب ست و عذاب ست و عذاب ست

ہمہ دنیا نموداری ست صد موج
سراب ست و سراب ست و سراب ست

ہمہ عالم کہ چون بالائے دریا
حباب ست و حباب ست و حباب ست

دل آن آشکارا خوشتر این ست
کباب ست و کباب ست و کباب ست

اردو ترجمہ

جو آنکھ اس کے اشتیاق میں پر آب ہے۔ وہ بادل ہے، بادل ہے، بادل ہے۔
جس دل میں اس کا درد و غم نہیں ہے وہ ویران ہے، ویران ہے، ویران ہے۔
محبوب کی گلی میں اس جسم اور جان کو ساتھ نہ لے جانا، یہ حجاب ہے حجاب ہے، حجاب ہے۔
اگر تم ہر کام اپنی مرضی سے کرتے ہو تو یہ عذاب ہے، عذاب ہے، عذاب ہے۔
یہ دنیا جو موج در موج دکھائی دیتی ہے یہ سراب ہے، سراب ہے، سراب ہے۔
یہ دنیا ایسی ہے جیسے دریا کی سطح پر حباب ہے، حباب ہے، حباب ہے۔
آشکار کا دل اس بات سے بہت ہی خوش ہے کہ وہ کباب ہے، کباب ہے، کباب ہے۔



مستیم شدم زیادہ سرمست
دل ماکہ زکفر و دین برگشت

رندی و قلندری بما داد
ازماؤ منے خیال بر بست

مصباح عشق گشت روشن
تاریکی عقل از کجا رفت

بر طرف کنی تو خویشتن را
بشناس ہمیں کہ نیست یا ہست

زیں سر عجیب آشکارا
او را ست خبر کہ اور خودرست

اردو ترجمہ

میں پہلے ہی مست تھا، اب اور بھی سرمست ہو گیا۔ میرا دل کفر اور دین سے منحرف ہو گیا۔
ہم کو رندی اور قلندری عطا کر دی اوزماو من سے توجہ ہٹا دی۔
عشق کا چراغ روشن ہو گیا اور عقل کی تاریکی غائب ہو گئی۔
تو اپنے آپ کو نظر انداز کر اور اس بات کو دیکھ کہ تو ہے یا نہیں ہے۔
اے آشکار! اس عجیب و غریب راز کا پتہ صرف اسی کو ہے جس نے اپنے آپ سے نجات حاصل کر لی ہے۔



ای دل کہ ترا حاصل از درد ہمہ کارست
ہم درد بود سرش ہم مطلع اسرارست

مقصد ہمہ از دردست گراز من پرسی تو
سر مطلب این دردست یک ذرہ نہ انکارست

العشق ہو اللہ است زین درد نہ سر پیچی
درد بنو وغیری دانی کہ خود اویارست

گردامن تو گیر دآن درد بکن شکرش
آنکس کہ پراز درست آن شاہ و سردارست

کز درد نہ پرہیزی باد ابتوو دائم
آشکار ہموں باردست دانی کہ نہ اغیارست

اردو ترجمہ

اے دل! تیرے تمام کام درد ہی سے تکمیل پذیر ہوں گے۔ درد اس ذات پاک کا راز بھی ہے اور تمام رازوں کا سرچشمہ بھی ہے۔

اگر مجھ سے پوچھو تو تمام باتوں کا منتہائے مقصود درد ہے اور ہر مقصد کا اصل راز یہی درد ہے اور اس بات میں انکار کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔

عشق خود اللہ ہے۔ درد سے منہ نہ موڑنا درد کوئی غیر نہیں ہے بلکہ خود وہی محبوب ہے۔

اگر درد تیرا دامن پکڑے تو تجھے شکر کرنا چاہیئے جس کو درد ہے وہ شہنشاہ ہے۔

درد سے کبھی بھی احتراز نہ کرنا۔ اسے ہمیشہ تیرے ساتھ ہونا چاہیئے۔

اے آشکار! درد در حقیقت یار ہے، اغیار نہیں ہے۔



جامہ زربفت تباہ است جہان بی بنیادست
ازہمہ دست بشستیم عیانزاچہ بیان ست

چون صنم روز ازل دردل من گشت مقیم
والہ شیدائی اینیم عیان راچہ بیان ست

زاہد طعنہ مزن بردل مجروح عشاق
درد آن دوست دوائیم عیان راچہ بیان ست

آشکارا تو کجائی زخودی خویش برآئی
ازمن و ماؤ برفیتم عیان راچہ بیان ست

خودرا غیر ندانیم عیان راچہ بیان ست
خاص درکون ومکانیم عیان راچہ بیان ست

چونکہ مامست الستیم اناالحق کہ بگفتیم
آن ہمان بود کہ گشتیم عیان راچہ بیان ست

خرقہ رندانہ بپوشیم قدح بادہ بنوشیم
کہ سراسر مدہوشیم عیان راچہ بیان ست

اردو ترجمہ

زربفت کا لباس فضول ہے یہ دنیا ناپائیدار ہے ہم نے ہر چیز سے ہاتھ دھولیا ہے جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

میرا محبوب روزازل سے میرے دل کے اندر جاگزین ہے اور اسی لئے میں اس پر فریفتہ

ہوں۔ جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اے زاہد! عشاق کے زخم خوردہ دل کو طعنہ نہ دے۔ اس دوست کا درد ہی ہمارا درمان ہے جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اے آشکار! تو کہاں ہے اپنی خودی کے خول سے باہر آجا۔ ہم من وما کو ترک کر چکے ہیں جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہم اپنے آپ کو غیر نہیں سمجھتے، جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اس کائنات کے اندر ایک خصوصی حیثیت کے مالک ہیں جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہم روز ازل سے مست ہیں اور انا الحق کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اصل حقیقت وہی ہے جس کے مظہر ہم ہیں جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہم رندی خرقہ پہنتے ہیں اور شراب کا پیالہ پیتے ہیں اور خوب مدہوش رہتے ہیں جو بات عیاں ہے اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔



در ہر دو جہان شرار عشق ست
شمس ذ قمر و بہار عشق ست

از کر سی و عرش تا ثری ہم
این جملہ مرغزار عشق ست

بنی بہ جہان چو خوبرو یان
دانی کہ ہمیں نگار عشق ست

درگوش و لم چو ہاتف این گفت
مجروح دلان شکار عشق ست

جزیار دگر طرف نہ بیند
آن دیدہ کہ پر خمار عشق ست

دریست نہان بزیر بوتہ گل
پرہیز ازان کہ خاکسار عشق ست

تاج سرماست آشکارا
آن خاک کہ رہگزار عشق ست

اردو ترجمہ

دونوں جہاں میں عشق کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ یہ سورج اور یہ چاند عشق کی بہار ہیں۔

عرش اور کرسی سے لے کر زمین کی زیریں تہہ تک، یہ سب عشق کی چراگاہ ہے۔

تم جب خوبصورت لوگوں کو دیکھو تو یہ سمجھو کہ یہ عشق کی صنعت گری اور نقش بندی ہے۔

میرے دل کے کان میں ہاتف غیب نے یہ سرگوشی کی ہے کہ جو دل زخم خوردہ ہے وہ عشق کا شکار ہے۔

جس آنکھ میں خمار ہو گا وہ یار کے سوا کسے جانب نہیں دیکھے گا۔ وہ ایسا ہے جیسے مٹی کے بوتہ میں گوہر بے بہا اور جو دل عشق سے خالی ہے وہ فقط مٹی ہی مٹی ہے ایسا دل رکھنے والے انسان سے احتراز کر۔

اے آشکار! عشق کی گزر گاہ کی خاک ہمارے سر کا تاج ہے۔



گردش احوال مارا لامکانی کرده است
برورم ہمچوں غلامان صد کیانی کرده است

منزل سلطان عشق افتاد بر تخت و لم
لشکرش تاراج ملک جسم و جانی کرده است

تاکه آن بعدا از فنا اندر بقایم آورید
زور بازویش زمن سر عیانی کرده است

این بر افلاک نشان کہکشان دانی کہ چیست
عاشقان وقتی ہمانجا کاروانی کرده است

گر سزا وارش نبودم لیک از راه کرم
بر من بیچاره مسکین مہربانی کرده است

جسم و جان بگداختہ سر دادم اندر پیشکش
آفرین فرمود جانان درفشانی کرده است

آشکارست غرق گشتہ اندر آن بحر محیط
موج آن دریای اعظم این بیانی کرده است

اردو ترجمہ

حالات کی گردش نے مجھے لامکانی بنادیا ہے اور سینکڑوں شہنشاہوں کو میرے دروازہ پر غلاموں کی طرح کھڑا کر دیا ہے۔

عشق کے بادشاہ میرے تخت دل پر رونق افروز ہے۔ اس کے لشکر نے میرے جسم اور

جان کی مملکت کو تاخت و تاراج کر دیا ہے۔

سلطان عشق جب سے فنا فی اللہ کے مقام سے مجھی بقا باللہ کے مقام لے آیا ہے اس وقت سے اس کے زور بازو نے میرا تمام راز فاش کر دیا ہے۔

کیا تم جانتے ہو کہ یہ جو آسمان پر کہکشاں ہے یہ کیا ہے؟ کسی زمانہ میں عشاق کا قافلہ یہاں منزل انداز ہوا تھا؟ یہ اس کا نشان ہے۔

میں اگرچہ اس قابل نہیں تھا لیکن سلطان عشق نے مجھ عاجز اور مسکین پر از راہ کرم مہربانی کی ہے۔

میرے جسم و جان فنا ہو گئے اور میں نے اپنا سر خود ہی حاضر کر دیا۔ سلطان عشق نے خوش ہو کر تحسین و آفرین کی۔

آشکار تو بحر بے پایاں کے اندر غرق ہو گیا۔ یہ راز اس دریائے ناپیدا کنار کی ایک موج نے عیاں کر دیا۔



آن سیر کہ میکند کدام ست
خاص ست ولی بنظر عام ست

آمد ز خیال در تماشا
دارندہ صد ہزار نام ست

از صانع و صنعتش چہ فرق ست
آن خواجہ شدہ و آن غلام ست

آنکس کہ شناخت جملہ صنعت
اورا کہ وصال این مقام ست

قربان شوی بر آن آشکارا
آن کس کہ عشق او امام ست

اردو ترجمہ

یہ جو چلتا پھرتا نظر آتا ہے، یہ کون ہے۔ ہے تو خاص (یعنی وہ ذات پاک) لیکن دیکھنے میں عام (انسان) نظر آتا ہے۔

عدم سے وجود میں آیا تو لاکھوں نام رکھ لئے۔

صانع میں اور صنعت میں کیا فرق ہے۔ وہ آقا ہے اور یہ غلام ہے۔

ان تمام صنعتوں کو صرف وہی پہچان سکتا ہے جو اس مقام تک رسائی رکھتا ہو۔

اے آشکار! اس شخص پر قربان ہو جا، جس کا امام عاشق ہے۔



من مست خرابات شدم مست خرابات
نہ طالب کشف و نہ وظائف نہ کرامات

مارا نہ صلاح و نہ ورع زہد نہ تقویٰ
جز عشق بہ تحقیق بود این ہمہ آفات

از خود بگذشتم نہ خبر دارم از خود
نہ ہجر در آنجا نہ وصال ست نہ ہیہات

از شیخی و پیری و بزرگی برہیدم
کز خاطر ما محو شد این جملہ خیالات

آنجا بر سیدیم و ملامت بگر فتیم
نہ رزق در انجاست نہ سالوس نہ طامات

آشکار برفتہ ست برستہ ست ز تن و جان
در دشت عدم آمد اسقاط اضافات

اردو ترجمہ

میں مست خرابات ہوں۔ مست خرابات، (رند میخانہ) میں ذکر و اذکار اور کشف و کرامات کا طالب نہیں ہوں۔

ہمیں نیکی، پرہیز گاری اور زہد و تقویٰ کی ضرورت نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ عشق کے علاوہ یہ تمام چیزیں مصیبت ہیں۔

میں نے خودی کو ترک کر دیا ہے میں اپنی خبر بھی نہیں رکھتا۔ میں جس مقام پر فائز ہوں وہاں نہ فراق ہے نہ وصال اور نہ رنج و غم اور حیرت و تعجب۔

میں شیخی، پیری اور بزرگی سے آزادی حاصل کر چکا ہوں۔ میرے دل سے اس قسم کے خیالات مٹ چکے ہیں۔

ہم ملامت برداشت کرنے کے بعد ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں نہ جھوٹ ہے، نہ فریب اور نہ بیہودگی۔

آشکار گیا اور جسم و جان سے آزاد ہو گیا۔ صحرائے عدم میں اضافی چیزوں کا ترک کرنا لازمی ہے۔



یک پیالہ بادہ من از دست ساقی بر گرفت
کزدلم یکبار گی شد محودیگر بندوبست

مرغ خیالم کرد پرواز بسوئے لامکان
تاکہ اوازدین مذاہب کفر وایمان در گذشت

در دل دریای وحدت غوطہا خوردم بسی
ازکرم پیر مغان گوہر صفا آمد بدست

پیر عبدالحق مرشد ماست کامل اولیا
رہنمائی کر دمارا در طریق نیست و ہست

راز پنہاں آشکارا کرد بامن گفت او
غیر حق خود را نہ دانی خود پرستی کفر گفت

اردو ترجمہ

میں نے ساقی کے ہاتھ سے ایک پیالہ شراب کا لے لیااور اس کے لیتے ہی میرے دل سے ایک دم تمام باتیں محو ہو گئیں۔

میرے طائر خیال نے لامکان کی جانب پرواز کیااور اس قدر اونچا اڑا کہ تمام ادیان و مذاہب اور کفر وایمان کی حدود سے آگے نکل گیا۔

میں نے دریائے وحدت کے عین بیچ میں بہت غوطے لگائے اور آخر کار پیر مغاں کی مہربانی سے گوہر آبدار میرے ہاتھ آہی گیا۔

ہمارے مرشد پیر عبدالحق عارف کامل ہیں۔ انہوں نے "لا" اور "الا" (نفی و اثبات) کی راہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

میرے پیر طریقت نے راز سربستہ کو ظاہر کرتے ہوئے مجھے نصیحت فرمائی کہ اپنے آپ کو حق سمجھنا۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یہ تمہاری خود پرستی ہو گی اور خود پرستی کفر ہے۔



این ہمہ جلوہ گاہ آن یارست
ہرچہ بینی جمال دلدارست

ثم وجہ اللہ است چشم کشا
او بہر سو بکو نمودارست

اوست بی یسمع و دبی یبصر
ہر مظاہر ببین کہ دیدارست

ظاہر و باطن و یکی ست یکی
گاہ دیوانہ گاہ ہشیارست

از خیالات غیر و ہم گزر
بررہ عشق جان ایثارست

آشکارا ہیچ سر زین راہ
کہ سر عاشقاں بردارست

اردو ترجمہ

یہ تمام کائنات محبوب کی جلوہ گاہ ہے اور اس میں جو کچھ تمہیں نظر آرہا ہے وہ محبوب کا حسن و جمال ہے۔

آنکھیں کھول۔ ہر جانب اللہ ہی اللہ ہے۔ ہر سو اور ہر کو وہی جلوہ افروز ہے۔

یہ وہی ذات پاک ہی جس نے بی یسمع و بی یبصر فرمایا ہے۔ تمام مظاہر پر نظر کر، سب میں اسی کے جمال جہاں آرا کا جلوہ ہے۔

وہ ایک ہے ظاہر میں بھی ایک اور باطن میں بھی ایک۔ کبھی مجذوب کا روپ اختیار کرتا ہے اور کبھی دانشور کا۔

دوئی کے وہم و خیال سے آگے نکل جا۔ راہ عشق میں جان کی قربانی لازمی ہے۔

اے آشکار! عشق کی راہ سے منہ نہ موڑنا۔ عشاق کا سر سولی پر ہے۔

ردیف الثاے

آن احد بود واحد نا اثنا نا ثالث
او مخفی او شاہد نا آشنا ناثالث

او سیر کند ہر جا بگزر توازین من وما
او ترسا او زاہد نا اثنا نا ثالث

ہر جای یکی باشد ہر گز نہ شکی باشد
او واجد او ماجد نا اثنا نا ثالث

او شاہ گدا گر او پای قدم سراد
او ملحد او عابد نا اثنا ناثالث

اآن یک بہ تماشائی دانی کہ بہر جائی
او صاعد او جابد نا اثنا نا ثالث

آشکار چہ می جوید اظہار ہمی گوید
او مسجد او ساجد نا اثنا نا ثالث

اردو ترجمہ

وہ ایک ذات ہے، اس کا نہ ثانی ہے نہ ثالث۔ وہ پوشیدہ بھی ہے اور ظاہر بھی۔ اس کا نہ ثانی ہے نہ ثالث۔

وہ ہر حال میں ایک ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ وہ واحد بھی ہے اور ماجد بھی۔ اس کا نہ ثانی ہے نہ ثالث۔

شاہ بھی وہی ہے اور گدا بھی وہی۔ قدم بھی وہی ہے اور سر بھی وہی۔ وہ دیندار نہیں بھی

ہے اور ہے بھی۔ اس کا نہ ثانی ہے اور نہ ثالث۔

ہر مقام پر جلوہ آرا بھی وہی ہے اور نظارہ کرنے والا بھی وہی۔ صاعد (پستی سے بلندی کی طرف جانے والا) بھی وہی۔ اور جاہد (کوشش کرنے والا) بھی وہی۔ اس کا نہ ثانی ہے اور نہ ثالث۔

آشکار کس جستجو میں ہے۔ آشکار اعلانیہ کہتا ہے کہ سجدہ گاہ بھی وہی ہے اور سجدہ کرنے والا بھی وہی۔ اس کا نہ ثانی ہے اور نہ ثالث۔



دلاآن شہ گدا شد این چہ باعث
بخود او خود فدا شداین چہ باعث

چو اینجا بود دارد نام منصور
کہ برد ار خدا شداین چہ باعث

ہمیشہ در بقا باقی ہو اللہ
بقاچون در فنا شد این چہ باعث

چہ جسم و جان دل جملہ ہمہ اوست
کہ از خود چون جدا شد این چہ باعث

بیابی سر جانان آشکارا
گمان این جا بجا شداین چہ باعث

اردو ترجمہ

اے دل! کیا وجہ ہے کہ وہ شہنشاہ گدا بن گیا اور پھر خود ہی اپنے آپ پر فدا ہو گیا۔

وہ جب یہاں تھا تو اس نے منصور نام رکھ لیا تھا۔ کیا وجہ ہے کہ سولی پر بھی وہ خود ہی چڑھ گیا۔

وہ ذات واجب الوجود ہمیشہ اپنے وجود بالذات سے قائم ہے۔ کیا وجہ ہے کہ بقا اور فنا کا ملاپ ہو گیا۔

جسم ہو جان ہو یا دل ہو، ہر چیز وہ خود ہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے سے جدا ہو گیا۔

اے آشکار! تو محبوب کا راز ضرور حاصل کر لے گا۔ کیا وجہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر یہ ہی خیال کیا جا رہا ہے۔

ردیف الجیم

عشق شہباز عقل چون دراج
عقل در حضرتش بود محتاج

عشق شاہ ست و عقل چون رعیت
تاکہ گیر دا زو بزدر خراج

از انا الحق ہچو سلطان عشق
نعرہ زد بمظھر حلاج

راہ عشقش بجوی گردانی
دار عشاق راشدہ معراج

سربدہ آشنا اگر باشی
بردر دوستان ہمیں ست رواج

نہ دوائی ست بر مریضان عشق
نیست جز وصل آشکار علاج

اردو ترجمہ

عشق ایک شہباز ہے اور عقل اس کے سامنے ایک کبوتر کی مانند ہے۔ عقل، عشق کے حضور میں محتاج ہے۔

عشق شہنشاہ ہے اور عقل اس کی رعایا۔ عشق، عقل سے زبردستی خراج لیتا ہے۔

شہنشاہ عشق نے منصور کا روپ دھار کر انا الحق کا نعرہ لگایا۔

تو اگر عقلمند ہے تو اس کے عشق کا طلبگار بن جا۔ سولی، عشاق کی معراج ہے۔

تو اگر عاشق ہے تو اپنا سر دے دے محبوب کے آستاں پر یہی رواج ہے۔

اے آشکار! عشق کے مریضوں کو اور کوئی دوا شفا نہیں بخشتی۔ ان کا علاج محبُوب کا وصل ہے۔

ردیف الچے

ای درائی عشق دیگر ہیچ ہیچ
دانہ تسبیح مشمر ہیچ ہیچ

زہد روع و طاعت و تقویٰ بسوز
تا بجز دروش بمحشر ہیچ ہیچ

جز محبت نیست پرسش دیگری
وز غمش ماندی مقصر ہیچ ہیچ

رند عاشق مست باشی بی حذر
دین و گر دنیا میسر ہیچ ہیچ

درد بگزین در ودعالم آشکار
تا بغیر درد خوشتر ہیچ ہیچ

اردو ترجمہ

اے دوست! عشق کے بغیر ہر چیز ہیچ ہے۔ تسبیح کے دانے مت گن۔ یہ ہیچ ہے۔
زہد، پرہیز گاری، طاعت اور تقویٰ کو آگ لگادے۔ قیامت کے روز اس کے درد کے سوائے باقی تمام چیزیں ہیچ ثابت ہوں گی۔
قیامت کے روز محبت کے علاوہ اور کسی چیز کی پرسش نہ ہو گی تو اگر اس کے درد و غم سے قاصر رہ گیا تو یہ ہیچ ہے۔
بے خوف و خطر رند اور عاشق سر مست بن جا۔ دین اور دنیا کا حصول تو ہیچ ہے۔
اے آشکار! دونوں جہاں میں درد اختیار کر۔ درد کے بغیر کوئی چیز اچھی نہیں ہے بلکہ ہر چیز ہیچ ہے۔



ایدل وان از تو بدر ہیچ ہیچ
ہم بجز از عشق دگر ہیچ ہیچ
گر طلبی عشق دل افگار شو
ایک درین خوف خطر ہیچ ہیچ
درد و جہان عشق تجلی نمود
انجم و خورشید و قمر ہیچ ہیچ
عقل اسپ و عشق شدہ شہسوار
عقل بگل ماند مگر ہیچ ہیچ
گر تو زما پر سی رہ عشق گیر
وانکہ درین راہ شرر ہیچ ہیچ
کن تو یقین عشق شود آشکار
عقل نیاید بنظر ہیچ ہیچ

اردو ترجمہ

اے دل! سمجھ لے کہ جو چیز تجھ سے باہر ہے وہ ہیچ ہے اور عشق کے بغیر ہر چیز ہیچ ہے۔
تو اگر عشق کا طلب گار ہے تو اپنے دل میں خستگی اور شکستگی پیدا کر۔ اس معاملہ میں ڈر اور گھبراہٹ فضول اور ہیچ ہے۔
دو جہاں میں عشق جلوہ گر ہو گیا۔ ستارے سورج اور چاند اس کی ضیائے پر نور کے آگے ہیچ ہیں۔
عقل گھوڑا ہے اور عشق شہسوار، عقل کیچڑ میں دھنس گئی ہے۔
تو اگر ہم سے پوچھتا ہے تو عشق کی راہ اختیار کر۔ عشق کی راہ میں جو چنگاریاں (مشکلیں) ہیں وہ ہیچ ہیں۔
یقین کر کہ عشق ظاہر ہو گا اور عقل نظر بھی نہیں آئے گی۔

ردیف الحای

ازمیٔ ارغوان بنوش قدح
میز نددرد لم چہ جوش قدح

موج صہبا ببین بموج آمد
بر دیکبار عقل و ہوش قدح

بہر دنیاؤ ناکسان درجوش
عاشقان راسز دخردش قدح

ساقیامست کر دہٗ زشراب
چنگ بنوازی نای نوش قدح

راہ پیا بہ آشکارا دہ
ازلب تشنگان مپوش قدح

اردو ترجمہ

شراب ارغوانی کا ایک پیالہ پی لے۔ میرے دل میں پیالہ کتنا جوش مار رہا ہے۔
دیکھ، شراب کی موج کس قدر جوش میں آئی ہوئی ہے۔ شراب کے پیالہ نے عقل اور ہوش کو ایک ہی لمحہ کے اندر غارت کر کے رکھ دیا ہے۔
دنیا کی ہاؤ ہو نااہل لوگوں کے واسطے ہے۔ عشاق کو وہ جوش و خروش اور رندی و سرمستی چاہیئے جو شراب کے پیالہ سے پیدا ہوتی ہے۔
اے ساقی! تم نے تو ہمیں شراب پلا کر بدمست کر دیا۔ اب دور شراب کے ساتھ ساتھ چنگ اور سرود بھی شروع کر دو۔
شراب کا پیالہ آشکار کے سپرد کر دیجئے۔ پیاسوں سے شراب کو مت چھپایئے

ردیف الخای

ہادی پیر ماست شیخ شیوخ
عارف رہنما ست شیخ شیوخ

واقف سرراز سبحانی
اکمل اولیاست شیخ شیوخ

اسم موسوم پیر عبدالحق
موحد بادشاست شیخ شیوخ

درصف عارفان و عشاقان
مالک و مقتد است شیخ شیوخ

فیض یاب ست از جناب علی
عاشق مصطفیٰ ست شیخ شیوخ

دریگانہ است او درازائی
صوفی با صفاست شیخ شیوخ

خاکپا آشکار شداما
بنظر ما خداست شیخ شیوخ

اردو ترجمہ

ہمارے ہادی اور پیر طریقت بزرگوں کے بزرگ ہیں۔ عارف ہیں۔ رہنما ہیں اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

اسرار الٰہی سے آگاہ ہیں اور بہت بڑے کامل ولی اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

ان کا نام نامی اسم گرامی پیر عبدالحق ہے۔ وہ توحید پرستوں کے بادشاہ اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

اہل عرفان اور عشاق کی صف میں وہ مالک و مختار، سب کے امام اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

وہ براہ راست سیدنا حضرت علی سے فیض حاصل کر چکے ہیں۔ اور حضور پر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

وہ دریگانہ ہیں درازا کے رہنے والے ہیں۔ صوفی باصفا ہیں اور بزرگوں کے بزرگ ہیں۔

آشکار ان کے پاؤں کی خاک ہے، اور وہ آشکار کی نظر میں خدا ہیں۔

ردیف الدال

هر آنکس درد و عالم مرد باشد
یقین دانی کہ صاحب درد باشد

نہ آن مرد ست بی درد ست بشنو
کہ صاحب درد مرد فرد باشد

علامتهای عاشق گریہ زار
ہمیشہ روی عاشق زرد باشد

ہر آن عاشق بزلفش مبتلا گشت
دلش از حب دنیا سرد باشد

زغم خالی نشد دل آشکارا
غم و اندوہ گرداگرد باشد

اردو ترجمہ

جو شخص دونوں جہاں میں مرد ہو گا وہ یقیناً صاحب درد ہو گا۔

سنو، جو شخص بے درد ہے وہ نامرد ہے اور جو مرد صاحب درد ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

عاشق کی علامتیں یہ ہیں کہ ہمیشہ گریہ اور زاری کرتا رہے گا اور اس کا چہرہ زرد ہو گا۔

جو عاشق محبوب کی زلفوں میں گرفتار ہوا اس کا دل دنیا کی محبت کے بارے میں ہمیشہ سرد ہو گا۔

آشکار کا دل غم سے معمور ہے اور غم والم اس کے آس پاس رہتے ہیں۔



عشق چون اندر دلی پیدا شود
جسم و جان او ہمہ معنی شود

کار اوبادین و دنیا ہیچ نیست
ہر کہ اور ابنگر و شیدا شود

بگذر داز خویشتن یکبارگی
گفتگو یش ہر ہمہ معما شود

چونکہ اواز بیخودی آگاہ شد
حال او بین بے سر و ساما شود

گم شود اوصاف بشریت ازو
آشکارا جان آن جانا شود

اردو ترجمہ

جب کسی کے دل میں عشق پیدا ہوتا ہے تو اس کا تمام جسم اور جان حقیقت بن جاتا ہے یعنی مادیت ختم ہو جاتی ہے اور روحانیت سطح پر ابھر آتی ہے۔

جو اس ازلی اور ابدی حقیقت کو ایک بار دیکھ لیتا ہے وہ اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کا دین اور دنیا کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

ایسا شخص ہمیشہ بے خودی کے عالم میں رہتا ہے اور اس کی تمام تر گفتگو معما بن جاتی ہے یعنی مجذوبانہ اور ناقابل فہم۔

جب وہ بے خودی کی لذت سے آشنا ہو جائے تو اس کا حال دیکھنا، وہ بے سر و سامان ہو گا۔

اے آشکار! اس کے تمام بشری اوصاف اور اوناس ختم ہو جائیں گے اور وہ صرف روح ہی روح رہ جائے گا۔



بین کوچہ بازار نشاپور پرازدرد
مشہور ہما نجا شد عطاربود مرد

در منطق درد صلت او کردہ بیانی
عشاق ہمان ست رخش روی شدہ زرد

فرمود کہ در راہ خدا رنج بہ از گنج
ہر گز بنود عاشق آشفتہ و دل سرد

نامرد ہمان ست کہ بود بیخبراز عشق
قربان کہ در عشق شد آن مرد خدا فرد

عطار چنان گفت بخور جام مئ عشق
پنہاں آشکار شب روز صفا درد

اردو ترجمہ

دیکھو، شہر نیشاپور کی گلیاں اور بازار درد سے معمور ہیں اور حضرت شیخ فرید الدین عطار جو ایک مرد کامل ہیں نیشاپور میں ہر جگہ انہی کا چرچا ہے۔

حضرت عطار نے اپنی تصنیفات، منطق الطیر اور وصلت نامہ میں بیان کیا ہے کہ جو عاشق ہوگا اس کا چہرہ زرد ہوگا۔

حضرت عطار نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں رنج اٹھانا خزانہ پانے سے بہتر ہے اور عاشق کبھی بھی ملول اور مایوس نہیں ہوتا۔

جو شخص عشق سے ناآشنا ہے وہ نامرد ہے اس مرد خدا پر قربان جایئے جو عشق میں یگانہ اور اپنی نظیر آپ ہے۔

حضرت عطار کا ارشاد گرامی ہے کہ شراب عشق کا جام نوش کر اعلانیہ بھی، چھپ کر بھی، دن میں بھی، رات میں بھی، شراب نا بھی، ملے تب بھی اور درد تہہ جام ملے تب بھی۔



ای دلا خوشبو زشه عطار در جانم رسید
آن زبان یکبارگی از کفر و دین ماراکشید

شہر نیشاپور پر دردست گر پرسی زما
ازدرو دیوار آید نعرہ ہل من مزید

چہ جلال الدین چہ جامی غاشیہ برداراو
این چنین تعریف ماازپیر عبدالحق شنید

عارف وعاشق بوداین ہر دوالقاب اوست
صد ہزاران جام می توحید از ساقی چشید

ایک درہر کشوری اسم شریفش ظاہرست
مرغنا اندر ہوا خوانند نام آن فرید

مست و شیدا از حکایات عجائب آشکار
صدر موز و صد بیانش پر دہای ما درید

اردو ترجمہ

اے دل! میری روح تک حضرت عطار کی خوشبو پہنچ گئی اور اسی وقت اور ایک دم مجھے کفر اور دین سے آزاد اور بے نیاز کر دیا

اگر ہم سے پوچھو تو شہر نیشاپور درد سے معمور ہے اور اس کے ہر در و دیوار سے ہل من مزید (درد و عشق کی مسلسل طلب) کی صدائیں آرہی ہیں۔

حضرت جلال الدین رومی ہو یا حضرت عبدالرحمٰن جامی ان کے غاشیہ بردار ہیں۔ ہم نے یہ بات اپنے پیر طریقت حضرت عبدالحق سے سنی ہے۔

حضرت عطار کے دو القاب ہیں، عارف اور عاشق۔ انہوں نے ساقی کے ہاتھوں سے بادہ توحید کے لاکھوں جام نوش فرمائے ہیں۔

اے دوست! ان کا نام نامی اسم گرامی ہر ملک میں مشہور ہے اور تو اور، پرندے بھی فضا میں ان کا نام ورد کرتے رہتے ہیں۔ یا فرید یا فرید

آشکار! ان کی عجیب و غریب باتوں پر عاشق اور سرمست ہے۔ ہماری راہ میں جو حجابات حائل تھے وہ ان کے بتائے ہوئے اسرار و بیانات سے ہٹ گئے۔



یار از ما حجاب میدارد
پر دہای نقاب میدارد

از بہر قتل عاشقان ہمچون
روی پنہاں شتاب میدارد

رخ خوبش چو آیت مصحف
این عجائب کتاب میدارد

گاہ او آشناہمی گردو
گہہ زہجرش عذاب میدارد

آشکارازمی چہ سرمست ست
دوستی آن جناب میدارد

اردو ترجمہ

ہمارا یار ہم سے حجاب کرتا ہے اور اپنے چہرہ پر روبند کے پردے ڈالتا ہے۔
عشاق کو قتل کرنے کے واسطے اپنا چہرہ جلدی چھپالیتا ہے۔
ان کا حسین و جمیل چہرہ قرآن کی آیت کی طرح ہے۔ یہ ایک عجیب کتاب ہے جو یار کے پاس ہے۔
کبھی دوست بن جاتا ہے اور کبھی اپنی جدائی سے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔
آشکار جو اس قدر سرمست نظر آتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یار کی محبت کی شراب پیتا ہے۔



کاری بخود کنی تو ہی ہی چہ شد چہ شد
نعرہ چرازنی تو ہی ہی چہ شد چہ شد

کشف القبور گشتہ ہردم حضور گشتہ
بینائی نور گشتہ ہی ہی چہ شد چہ شد

بزرگ اگر تو گشتی ماندی بقید ہستی
ازماومن نرستی ہی ہی چہ شد چہ شد

سیری اگر سمائی کر دی برشنائی
ماندی بما شمائی ہی ہی چہ شد چہ شد

حفظ قرآن کر دی ملک عرب بگردی
ہی ہی بغیر دردی ہی ہی چہ شد چہ شد

پیر جہان گشتی از خویشتن نرفتی
بی درد عشق مستی ہی ہی چہ شد چہ شد

اردو ترجمہ

تیرے تمام کام خود بخود انجام پاتے ہیں تو اس سے کیا ہوا۔ پھر تو نعرے لگاتا ہے **تو اس** سے کیا ہوا۔

تجھے کشف القبور بھی حاصل ہو گیا اور تزکیہ نفس سے ہر وقت حضور قلب بھی رہتا ہی اور نور کا مشاہدہ بھی کرتا ہے تو اس سے کیا ہوا۔

تو اگر بزرگ بن گیا لیکن نفس کی گرفت میں رہا اور انانیت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکا تو اس سے کیا ہوا۔

تو اگر آسمانوں کی سیر کر لیتا ہے لیکن تیرا دھیان "ما و شما" کی طرف رہتا ہے اس سے کیا ہوا۔

تو نے اگر قرآن یاد کر لیا اور ملک عرب کی سیر و سیاحت بھی کر لی لیکن تیرے دل میں درد پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے کیا ہوا۔

تو ساری دنیا کا پیر و مرشد بن گیا لیکن نہ انانیت سے آزاد ہوا اور نہ درد عشق اور سرمستی حاصل کر سکا تو اس سے کیا ہوا۔



کر دی بسی مریدی اند رہوا پریدی
بود لبخہ اوندیدی ہی ہی چہ شد چہ شد

علم مسخراتی خواندی بشش جہاتی
گرنا شناس ذاتی ہی ہی چہ شد چہ شد

خواندی چو علم دعوت چہ کشف چہ کرامت
جز دروني سلامت ہی ہی چہ شد چہ شد

صدور دہا بخوانے از درد تو ندانی
در شورو شریمانی ہی ہی چہ شد چہ شد

گرشش لطیفہ جاری گشتہ بہ بیقراری
کردی نہ انتظاری ہی ہی چہ شد چہ شد

آن یار آشکارا فرمودہ است مارا
کن چاک این قبارا ہی ہی چہ شد چہ شد

اردو ترجمہ

تونے بہت سے مرید کرلئے اور ہوا میں بھی اڑتا رہا لیکن جو دیکھنے کی چیز تھی اسے نہیں دیکھ سکا تو اس سے کیا ہوا۔

تونے علم تسخیر پڑھ لیا اور شش جہات کو بھی مسخر کر لیا لیکن جس ذات پاک کو پہچاننا ضروری تھا اس کو نہیں پہچان سکا تو اس سے کیا ہوا۔

تونے دعا مانگنے کے طور طریق بھی سیکھ لئے اور کشف و کرامت بھی حاصل کر لئے لیکن درد کے بغیر چونکہ کوئی سلامتی نہیں ہے تو اس سے کیا ہوا۔

تو سینکڑوں وظیفے پڑھتا ہے اور درد سے ناآشنا ہے۔دن رات ہنگاموں کے درمیان گھرا رہتا ہے تواس سے کیا ہوا۔

اگر تیرے چھ ہی لطیفے جاری ہیں اور ان کی وجہ سے تو اضطراب میں رہتا ہے لیکن تو یار کے انتظار کی کیفیت سے لذت آشنا نہیں تواس سے کیا ہوا۔

اے آشکار! ہمارے یار نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنی ہستی کی قبا کو چاک کردے۔

ب ہمیشہ بے خودی کے عالم میں رہتا ہے اور اس کی تمام تر گفتگو معما بن جاتی ہے یعنی مجذوبانہ اور ناقابل فہم۔ تعلق باقی نہیں رہت



یاران ز عشق توبہ کنا شد چہ شد چہ شد
این حال در آخر زمان شد چہ شد چہ شد

باگوش دل کسی نشنو دہ بیان درد
در پیش کور کروبیان شد چہ شد چہ شد

ہی ہی حدیث عشق بہ مجلس نمی کنند
جنگ وجدل مگر بہ میان شد چہ شد چہ شد

ہر کس برائے نان پریشان منتظر
الا و غل دردغ درآن شد چہ شد چہ شد

ہر گز قبول کس نکند راہ عاشقی
اسرار عشق گرچہ عیان شد چہ شد چہ شد

رفتہ است آشکار ہمان روز اعتبار
از خاص و عام جملہ گمان شد چہ شد چہ شد

اردو ترجمہ

یاروں نے عشق سے توبہ کرلی، یہ کیا ہوگیا۔ یہ حال آخری وقت میں ہوا۔ یہ کیا ہوگیا۔
درد کا ذکر کسی نے دل کے کانوں سے نہیں سنا۔ گویا یہ بات اندھے کے سامنے بیان کی گئی۔ یہ کیا ہوگیا۔
افسوس، صد افسوس کہ مجلس میں کوئی عشق کی بات ہی نہیں کرتا۔ فقط جنگ وجدل کی باتیں درمیان میں آگئی ہیں۔ یہ کیا ہوگیا۔

ہر شخص روٹی کے لئے پریشان اور منتظر ہے اور اس کے حصول کے لئے فریب اور جھوٹ سے کام لیا جارہا ہے۔ یہ کیا ہو گیا۔

اگرچہ عشق کے تمام اسرار ورموز کھل کر منظرِ عام پر آچکے ہیں تاہم کوئی بھی عاشقی کی راہ کو قبول نہیں کرتا۔

اے آشکار! عرصہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں سے اعتبار اٹھ گیا۔ اب تو خاص و عام شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ کیا ہو گیا۔



عشق اندر دل ہرانکس کا ر کرد
از کفر اوراز دین بیزار کرد

شد غلام یوسف از ناز عشق
غلغلہ او در مصر بازار کرد

شیخ صنعان رادرون کفر آورید
از محبت در گلو زنار کرد

پوست شمس الحق تبریزی کشید
ہمچناں مقتول شہء عطار کرد

زور عشقش چوں بدل شبلی رسید
سر ازاسرار و اظہار کرد

غمزۂ عشقش ببین چہ کارکرد
خواجہ منصور را بردار کرد

رسم عشقش ہمچنیں شد آشکار
قتل عشاقان بسی بسیار کرد

اردو ترجمہ

جس کے دل پر عشق اثر انداز ہوا۔ اس کو دین اور کفر سے بیزار کر دیا۔

یہ عشق ہی کا ناز وانداز تھا کہ یوسف غلام بن گیا اور مصر کے بازار میں اس کا چرچا ہوا۔

یہ عشق ہی تھا کہ جس نے شیخ صنعان کو کفر کی راہ پر ڈال دیا اور اس کے گلے میں زنار پہنا دیا۔

حضرت شمس الحق تبریزی کی کھال کھینچ لی اور حضرت شیخ فرید الدین عطار کو قتل کر دیا۔

اس کے عشق نے جب حضرت شیخ شبلی کے دل میں جوش مارا تو رازہائے سربستہ میں سے بعض راز ظاہر کر دیئے۔

دیکھئے اس کے عشق کے غمزوں نے کیا کر دیا خواجہ منصور کو سولی پر چڑھا دیا۔

اے آشکار! اس کے عشق کی رسم ہی یہ ہے کہ عشاق کو بڑی کثرت سے قتل کر دیا جاتا ہے۔



ازدردو از فراق ولم بیقرار شد
از اختیار خیالم بی اختیار شد

آنکس زقید مادمنی رستکار گشت
دانی یقین بہ عالم او شہسوار شد

ہر گز نیا درد بمیان خویش راکسی
داندونحن اقرب در اعتبار شد

مخمورچشم دلبر برکس نظر فگند
بیخود شده مدام دلی پر خمار شد

گفتہ ست کنت کنزا مخفی خبر شنو
پنہان کہ بود باز ہمان آشکار شد

اردو ترجمہ

درداور فراق کی وجہ سے میرا دل بے قرار ہے اور میرے خیالات میرے بس میں نہیں رہے۔

جو شخص مادمن کی گرفت سے آزاد ہوا۔ یقین کر کہ وہ دنیا میں کامیاب ہو گیا۔

جو شخص نحن اقرب پر اعتبار کرتا ہے وہ اپنے آپ کو درمیان میں کبھی بھی نہیں لاتا۔

محبوب کی مخمور آنکھوں نے جس پر بھی نظر ڈالی وہ بے خود ہو گیا اور ہمیشہ مخمور اور مدہوش رہنے لگا۔

محبوب نے کہا تھا کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا لیکن میری بات سنو، وہ جو پوشیدہ تھا آب آشکار ہو گیا ہے۔



عطاز نبود آنکہ خدا بود خدا بود
او پاک وجود انکہ خدا بود خدا بود

شوریدہ کلامش ہمہ جاشورہ فگندہ
دل رابر بود آنکہ خدا بود خدا بود

در نام فرید آمد آن یاریگانہ
پس عشق فزود آنکہ خدا بود خدا بود

درکوی نشاپور کہ آن شہر عطار ست
کر دیم سجود آنکہ خدا بود خدا بود

آشکار کند علم رموزات نہانی
در عشق کشود آنکہ خدا بود خدا بود

اردو ترجمہ

عطار حضرت شیخ فرید الدین کہاں تھا۔ وہ تو خدا تھا۔ وہ مقدس وجود عطار نہیں تھا۔ خدا تھا۔
اس کے ہنگامہ خیز کلام نے ہر جا ہنگامہ برپا کر دیا اور دلوں کو بے قابو کر دیا کیونکہ وہ خدا تھا۔
وہ محبوب یگانہ فرید نام رکھ کر آیا اور پھر عشق کیا۔ وہ خدا تھا۔
ہم نے نیشاپور کی گلیوں میں جو عطار کا شہر ہے خوب سجدے کئے کیونکہ وہ خدا تھا۔
اس نے اسرار پوشیدہ کو آشکار کر دیا اور عشق کا دروازہ کھول دیا کیونکہ وہ خدا تھا۔



یار یاران را نمی پرسد
باد باران رانمی پرسد

زاہدان خام و عاشقان پختہ
خامکاران رانمی پرسد

داغ چون لالہ در دل عاشق
داغداران رانمی پرسد

زلف پیچیدہ یار چون دام ست
دام داران رانمی پرسد

می خور و جام از مدام مدام
غمخواران رانمی پرسد

آن حبیب طبیب حاذق لیک
دل فگاران رانمی پرسد

آشکار ست بی نیازی دوست
بیقراران رانمی پرسد

اردو ترجمہ

یار تو یاروں کو پوچھتا ہی نہیں ہے۔ ہوا کو بارش کی پرواہ ہی نہیں ہے۔
زاہد خام ہیں اور عشاق پختہ۔ خامکاروں کو کوئی نہیں پوچھتا۔
عاشق کے دل میں گل لالہ کی طرح داغ ہے۔ لیکن ان عشاق دل افگار کو کوئی نہیں پوچھتا۔

یار کی پیچ در پیچ زلفیں دام کی طرح ہیں۔ لیکن جو اس دام میں گرفتار ہیں ان کو تو پوچھتا ہی نہیں ہے۔

خود تو ہمیشہ جام پر جام پیتا رہتا ہے لیکن جو غم کھاتے ہیں ان کو پوچھتا ہی نہیں ہے۔

محبوب ہے تو طبیب حاذق، لیکن ان کے عشاق جن کے دل زخم خوردہ ہیں۔ ان کو پوچھتا ہی نہیں ہے۔

محبوب کی بے نیازی ظاہر ہو چکی ہے اپنے عشاق بے قرار کو پوچھنا ہی نہیں ہے۔



آنا نکہ رسید ندر زغم و درد رسید ند
آن یار بد ید ندکہ خود راچو ندیدند
از خویش بر فتند زمن ما و برستند
باقی کہ ہمون ماند زغیرش برہیدند
آن قول خدا سوی عشاقان کہ برآید
این گوش نبودہ بد گر گوش شنید ند
آن نیست زبان کزمی آن ذائقہ گیرو
ان غیر زبان ست کزد جرعہ چشید ند
ہر سوی ودیدند بہر کوی رسیدند
آشکار بدید ند چواز خویش رمیدند

اردو ترجمہ

جو لوگ منزل مقصود پر پہنچے وہ درد و غم ہی کی بدولت پہنچ سکے۔ یار کو دیکھنے کا شرف انہی کو حاصل ہوا جنہوں نے اپنے آپ کو دیکھنا ترک کر دیا۔

یہ لوگ جب خودی، انانیت اور دوئی سے آزاد ہوئے تو باقی جو رہ گیا وہ وہی تھا۔

وہ باتیں جو اللہ اپنے عشاق کے ساتھ کرتا ہے۔ عشاق انہیں اس ظاہری کان سے نہیں سنتے وہ اور ہی کان ہوتا ہے۔

وہ منہ جس کے ساتھ بادۂ عرفان کا ذائقہ چکھا جاتا ہے اور اس کی چسکیاں لی جاتی ہیں۔ وہ یہ ظاہری منہ نہیں ہے بلکہ وہ اور ہی ہے۔

عشاق اس ذات پاک کی جستجو میں ہر سو دوڑے اور ہر مقام پر پہنچے لیکن جب تک خودی کو ترک نہیں کیا اس کو دیکھ نہیں سکے۔



ولم را چرخ می آید ندانم تا چہ میگر دو
ازآن غم درد می زاید ندانم تا چہ میگردو
گہی بدہد پر یشانی گہی ہی ہای حیرانی
بہر دم عشق افزاید ندانم تا چہ میگردو
عجائب کا راودیدم ندیدم گاہ نشنیدم
زغم دشاوی برہاندندانم تا چہ میگردو
اگر غم ودرد پیش آید ازوکاہل مشوہر گز
ترا شادی ہمی شاید ندانم تا چہ میگردو
آشکارا چہ میجوئی بہر سوئی چراپوئی
ترا غم یارمی بایدندانم تا چہ میگردو

اردوترجمہ

میرے دل میں ہول اٹھ رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کیا ہونے والا ہے اس غم سے درد میں اضافہ ہورہا ہے میں نہیں جانتا کیا ہونے والا ہے۔

کبھی پریشانی نصیب ہوتی ہے اور کبھی سر گردانی اور حیرانی۔ لحظہ بلحظہ عشق زیادہ سے زیادہ ہورہا ہے۔ میں نہیں جانتا کیا ہونے والا ہے۔

میں نے ایک عجیب وغریب بات دیکھی ہے ایسی جواس سے پہلے نہ کبھی دیکھی تھی اور نہ سنی تھی اور وہ یہ کہ مجھے غم اور خوشی سے نجات حاصل ہونے والی ہے۔ میں نہیں جانتا، کیا ہونے والا ہے۔

تجھے اگر غم اور درد کا سامنا کرنا پڑے تو اس سے بالکل نہیں گھبرانا کیونکہ آخر کار تجھے خوشی نصیب ہوگی۔ میں نہیں جانتا، کیا ہونے والا ہے۔

اے آشکار! کی اتلاش کررہا ہے اور ادھر ادھر کیوں دوڑ رہا ہے تجھے غم کو اپنا ساتھی بنانا چاہیئے، میں نہیں جانتا کیا ہونے والا ہے۔



دلم بیتاب پر درد ست بجز یاران پریشان شد
حکایات گذشت آنہا ہمان پر درد درمان شد

گہی درد و گہی درمان گہی غمگیں گہی شادان
گہی گریان گہی خندان گہی بیدل پشیمان شد

گہی عالم گہی حاکم گہی بیچارہ میگردو
گہی دانا گہی نادان گہی در جوش جولان شد

گہی گم گاہ آشکارا گہی گلزار گہ خارا
عجائب می شود مارا کہ جسم و جان جانان شد

اردو ترجمہ

میرا دل دوستوں کیلئے بے تاب اور درد مند ہے۔ گذشتہ دور کی درد بھری باتین یاد آتی ہیں اور وہی اس درد کا درماں بن جاتی ہے۔

عاشق کبھی بیمار ہے کبھی تندرست، کبھی غمگیں ہے کبھی خوش، کبھی روتا ہے، کبھی ہنستا ہے اور جب دل قابو سے نکل جاتا ہے تو پشیمان ہو جاتا ہے۔

کبھی شربت ہے کبھی زہر، کبھی رحم ہے کبھی قہر، کبھی چاند ہے کبھی سورج، کبھی روتا ہے اور کبھی جل بھن کر کباب ہو جاتا ہے۔

کبھی عالم ہے کبھی حاکم اور کبھی نادان اور کبھی عاجز بن جاتا ہے، کبھی انا اور کبھی نادان اور کبھی جوش کی وجہ سے جولان میں آتا ہے۔

کبھی پوشیدہ ہوتا ہے کبھی ظاہر۔ کبھی گلزار ہوتا ہے اور کبھی سخت پتھر۔ مجھے تعجب ہے کہ یہ جسم اور جان دراصل محبوب ہے۔



همی گویند این بدراه باشد
نه بد راه است شاه باشد

شکایت کی کنی ای پارسا بین
که آن عاشق رسول اللہ باشد

اگر پر عیب هم بدکار باشم
یقین دانی که او همراه باشد

نمید ارم بجز عشقش بدل هیچ
ازین عالم خدا آگاه باشد

بآن عالی جنابش آشکارا
یکی از سگ همان درگاه باشد

اردو ترجمہ

لوگ (میرے متعلق) کہتے ہیں کہ یہ بدراہ ہو گیا ہے۔ میں بدراہ نہیں ہوں بلکہ بادشاہ ہوں۔

اے زاہد! شکایت کیوں کرتا ہے۔ دیکھ تو سہی تو جس کو بدرراہ کہتا ہے وہ حضور پر نور حبیب کبریا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار ہے۔

میں اگر عیبدار اور بدکار ہوں، تو، تو یقین کر کہ حضور میرے ساتھ ہیں۔

میں اپنے دل میں عشق رسول کے سوائے اور کوئی چیز نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ خود اس بات کا گواہ ہے۔

آشکار حضور پر نور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ عرش پایگاہ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔



دیدہ ما ابر وار میگرید
ازسبب ہجر یار میگرید

نہ خبر دار از وصال و فراق
آنکہ بی اختیار میگرید

نصف ازلیل رفت نا مدیار
بررہ انتظار میگرید

عاشقان ہم زبی نیازی او
چوں سحاب بہار میگرید

آشکارا ونہان بہ بی اختیار
خودبخود زار زار میگرید

اردو ترجمہ

ہماری آنکھیں بادل کی طرح برس رہی ہیں یعنی یار کے فراق میں رو رہی ہیں۔
نہ وصال کی خبر ہے نہ فراق کی۔ بس بے اختیار روتی رہتی ہیں۔
آدھی رات گذر گئی اور یار نہیں آیا۔ آنکھیں بر سر راہ سراپا انتظار بن کر رو رہی ہیں۔
عشاق یار کی بے پروائی دیکھ کر ابر بہار کی طرح آنسو بہار ہے ہیں۔
آشکار ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی بے اختیار ہو کر زار زار رو رہا ہے۔



بر جمال حسن یار دلم دیوان شد
از وصال و ہجرش روز و شبان حیران شد

زاہدا آن دل آباد کہ پر درد بود
دان کہ جز عشق خداوند دلش ویران شد

آہوی بیخبرازبوی دو دسوی بسوی
بوی نافہ خود بوئید سرگردان شد

ہر کسی رابنود باور برنعمت دل
واقفا زدل نشود طرف وگرنگران شد

شاہ منصور علم عشق برا فراشتہ بود
از فنا یافت بقا دردوجہان سلطان شد

شمس تبریز دگر خواجہ عطارچہ گفت
آنکہ ازجان وجسم رفت ہمان جانان شد

آشکارا چکنم شرح غم خاطر خویش
راز پوشیدہ نگہدار ہمیں فرمان شد

اردو ترجمہ

میرا دل یار کے حسن و جمال پر دیوانہ ہو گیا ہے اور یار کے وصال اور فراق سے دن رات حیران رہتا ہے۔

اے زاہد! جو دل درد سے معمور ہے وہ آباد ہے اور یقین کر کہ جس دل میں اللہ کا عشق

نہیں ہے وہ ویران ہے۔

ہرن اپنی خوشبو سے بے خبر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا تھا۔اس نے جب اپنے مشک کے پیڑے کی خوشبو سونگھی تو چکرا گیا۔

ہر شخص اس نعمت خاوندی پر اعتبار نہیں رکھتا جو اس کے دل میں پوشیدہ ہے۔لوگ اپنے دل کی کیفیت سے آگاہی نہیں رکھتے اور ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں۔

بادشاہ منصور (منصور حلاج) نے عشق کا پرچم بلند کر دیا اور فنا سے بقا کے درجہ پر فائز ہو کر بادشاہ بن گیا۔

حضرت شمس تبریزی اور حضرت عطار نے کیا فرمایا ہے کہ جس نے اپنے جسم اور جان کو ترک کیا وہ محبوب بن گیا۔

اے آشکار! اپنے غم دل کی کیا تشریح کروں۔مجھے اس راز سربستہ کی نگہبانی کا حکم ملا ہے۔



گاه عاجز گاه قادر می شود
گاه گمره گاه رهبر می شود

گاه مومن متقی گہہ فاسق ست
گاه ملحد گاه کافر می شود

گہہ گدا باشد گہی او بادشاه
گاه میرو گاه چاکر می شود

گہہ جوان ست گاه پیر کہنہ سال
گاه اکبر گاه اصغر می شود

گاه اسم و گاه جسم و گاه جان
گاه رعیت گاه لشکر می شود

گاه می پوشد قبای اطلسی
گاه بادلق گداگر می شود

گہہ نیاز ت میکند گہہ بی نیاز
گاه دارا گہہ سکندر می شود

اردو ترجمہ

کبھی عاجز بنتا ہے کبھی قادر ہوتا ہے، کبھی گمراہ ہوتا ہے کبھی رہنما بنتا ہے۔
کبھی مومن متقی ہے کبھی فاسق اور فاجر۔ کبھی ملحد اور کبھی کافر بنتا ہے۔
کبھی گدا ہوتا ہے اور کبھی بادشاہ کبھی آقا بنتا ہے اور کبھی غلام۔
کبھی جوان ہوتا ہے کبھی بوڑھا۔ کبھی بڑا بنتا ہے کبھی چھوٹا۔
کبھی اسم بنتا ہے کبھی جسم اور کبھی جان۔ کبھی رعایا بنتا ہے اور کبھی لشکر۔
کبھی ریشمی لباس زیب تن کرتا ہے اور کبھی گداگر کی گودڑی پہنتا ہے۔
کبھی نیاز کرتا ہے کبھی بے نیاز بنتا ہے۔ کبھی دارا ہوتا ہے کبھی سکندر بنتا ہے۔



گاہ اب و گاہ بچہ گاہ زن
گاہ خوا ہر گاہ مادر می شود

گہہ منزہ باشد او از ہر ہمہ
گاہ دراربع عناصر می شود

گاہ آدم گاہ خواگاہ شیث
گاہ ناظر گاہ منظر می شود

گہہ سلیمان گاہ شد مسکین مور
گاہ ابراہیم و آذر می شود

گاہ شیطان ست گاہی بوجہل
گاہ کاہن گاہ ساحر می شود

گاہ ملا گاہ قاضی محتسب
گاہ حلاج ست بہ چیز می شود

گاہ آید در جلال و درجمال
آشکارا گاہ کمتری شود

اردو ترجمہ

کبھی باپ بنتا ہے کبھی بیٹا اور کبھی بیوی کبھی بہن بنتا اور کبھی ماں۔
کبھی ہر چیز سے پاک وصاف ہوتا ہے اور کبھی اربع عناصر کے اندر ہوتا ہے۔
کبھی آدم بنتا ہے کبھی حوا اور کبھی شیث۔ کبھی نظارہ کرتا ہے اور کبھی نظارہ بنتا ہے۔
کبھی سلیمان بنتا ہے اور کبھی چیونٹی کبھی ابراہیم بنتا ہے اور کبھی آزر۔
کبھی شیطان بنتا ہے کبھی ابوجہل، کبھی کاہن بنتا ہے کبھی جادوگر۔
کبھی ملا بنتا ہے کبھی قاضی اور کبھی محتسب، کبھی حلاج (منصور) بنتا ہے اور گرفت میں آجاتا ہے۔ کبھی جلال کا مظاہرہ کرتا ہے اور کبھی جمال کا اور اسے آشکار! کبھی بہت ہی عاجز اور مسکین بن جاتا ہے۔



آن یار زما جدا نبا شد
لیکن کہ بما شما نباشد

بگذر تو زماد ازشائی
ورما ومنی لقا نبا شد

آن کیست کہ باخودی بہ بیند
دیدار بجز خدا نبا شد

این جملہ برفت او بما ندہ
بی قتل خود این بقا نبا شد

جز گم شدن شنو آشکارا
آن صوفی با صفا نبا شد

اردو ترجمہ

یار کو ہم سے جدا نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہما شما کے ساتھ ہونا چاہیئے۔
توماوشما کو ترک کر۔ کیونکہ جب تک انانیت ہوتی ہے دیدار حاصل نہیں ہوتا۔
ایسا کون شخص ہے جو اپنی ہستی کو مٹائے بغیر اللہ کے دیدار سے مشرف ہو سکے۔
یہ (انسان) گیا وہ (اللہ) باقی رہا۔ بقا کا درجہ اپنی ہستی کو مٹائے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
اے آشکار! سن لے، اپنی ہستی کو مٹائے بغیر کوئی بھی صوفی باصفا نہیں بن سکتا۔



عاشقان و عارفان در سیر حیرت و عبرت اند
از تماشا عبرت آنہا غرق دریا حیرت اند

وحدت و کثرت یکی دانند سرداران عشق
قائم اندر وحدت و سیار اندر کثرت اند

چون زقید جسم جانہادل خلاصی یا فتند
روز و شب یکجای اندر ملک عیش و عشرت اند

خاکسار انند ظاہر گرچہ در اہل نظر
باطن آنہا بین کہ در درگاہ عالی حضرت اند

سیر الی اللہ باللہ ہم مع اللہ کردہ اند
تاکہ در فی اللہ رسیدند مالکان قدرت اند

آشکارا این مقام نیست حاصل غیر را
تاند انند عین راز غین اندر حسرت اند

اردو ترجمہ

عشاق اور عارف حیرت اور عبرت میں ہیں وہ سیر کرتے ہیں اور ہر چیز کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرتے ہیں اور دریائے حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں۔

بڑے بڑے عشاق وحدت اور کثرت کو ایک چیز سمجھتے ہیں۔ وحدت میں قائم ہیں اور کثرت کے اندر سیر کرتے ہیں۔

دل جب جسم اور جان کی قید سے آزاد ہوئے تو دن رات عیش و عشرت میں رہنے لگے۔ عشاق ظاہر بینوں کی نظر میں تو حقیر ہیں لیکن در حقیقت بارگاہ الٰہی میں بہت بڑے رتبہ پر

فائز ہیں۔

عشاق نے مقامات سلوک طے کرنے میں جو تدریجی طریقہ اختیار کیا وہ یہ ہے پہلے اللہ کی جانب رجوع ہوئے پھر اس کے پاس جانے لگے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے اور پھر اس کی ذات میں مدغم (فنا فی اللہ) ہو گئے اور (حدیث قدسی بی یسمع وبی یبصر کے بموجب) صاحب قدرت بن گئے۔

اے آشکار! یہ مقام غیر کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک لوگ عین (ذات حق) کو نہیں سمجھیں گے۔ اس وقت تک غین (غیر) کی وجہ سے رنج اور حسرت میں رہیں گے۔



در خوبرديان ديده دل عبرت تماشاميكند
هر كوچه بازار بين آن يار غوغا ميكند
عشق سوداگر شده در ملک حسن آمده
درميان عاشق و معشوق سودا ميكند
عشق چون صنعان رادر زير زنار آوريد
صد فلاطون رايكى مجنون شيدا ميكند
پارسايان عابدان رادردمى سلطان عشق
گهہ جهودى گهہ برهمن گاه ترسا ميكند
گرتوعاشق صادقى پس زين طريقه سرمتاب
كاندرين غم ودرد باما كار زيبا ميكند
آشكارا باش خوش در ناله و فريادها
خانهء دل راز غمزه عشق يغما ميكند

اردو ترجمہ

دل، صاحبان حسن و جمال کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہے۔ کوچوں اور گلیوں میں دیکھو ہر مقام پر اس محبوب کا چرچا سننے میں آئے گا۔

عشق سوداگر بن کر حسن کی مملکت میں آیا ہے اور عاشق اور معشوق کے درمیان سودے بازی کرا رہا ہے۔

عشق نے صنعان کو زنار پہنا دیا اور سینکڑوں افلاطونوں (فلاسفروں) کو مجنوں بنا دیا۔

شہنشاہ عشق ایک لمحہ کے اندر عابدوں اور زاہدوں کو یہودی، برہمن اور مجوسی بنا دیتا ہے۔

تو اگر عاشق صادق ہے تو اس مسلک سے منہ نہ موڑ کیوں کہ اس میں جو درد و غم ہے اسی میں ہماری بہتری ہے۔

اے آشکار! آہ و زاری میں خوش رہ۔ عشق تمہارے خانہ دل کو اپنے غمزہ سے لوٹنے والا ہے۔



عشق یوسف را بمصر از ملک کنعان آورید
بر سر بازار اور اچون غلامان آورید

خیال وصل لیلی افتادہ بسی مجنون را
عشق اندر پوست بزدر کوی جانان آورید

در عجائب آمدم ہم در تحیر ماندہ ام
شاہ اعظم خویش رادر نام انسان آورید

زین حقیقت درد افزون میشو داندر دلم
دیدہ ما اشکبار ان جوش طوفان آورید

محو شد آن کعبہ و بتخانہ ہر دواز دلم
عاشقی مار برون از کفر وایمان آورید

کیست مسکین آشکارا عاجز و بیچارہ است
عشق اند بنکہ او شاہ شاہان آورید

اردو ترجمہ

عشق حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے مصر لے آیا اور پھر بر سر بازار غلام بنا کر پیش کیا۔

مجنوں کے دل میں لیلیٰ کے وصل کی بڑی تمنا رہتی تھی آخر عشق اس کو بکری کی کھال میں ڈال کر محبوبہ کی گلی میں لے آیا۔

میں سخت تعجب اور حیرت میں ہوں کہ شہنشاہ اپنے اوپر انسان کا نام رکھ کر آیا ہے۔

اس حقیقت سے میرے دل کے اندر درد بڑھتا ہے اور میری آنکھیں اس طرح آنسو

بہانے لگتی ہیں جیسے طوفان جوش میں آیا ہو۔

میرے دل سے کعبہ اور بتخانہ کا خیال مٹ گیا اور عاشقی ہم کو کفر اور ایمان کے دائرہ سے کھینچ کر باہر لے آئی۔

آشکار! اگرچہ ایک مسکین، عاجز اور بیکس ہے لیکن اس کے باوجود شہنشاہ عشق اسی کے گھر میں جلوہ افروز ہوا ہے



بر سرم آن تیز دریا موج خونی آورید
نعرہ بحر اندر دلم شور جنونی آورید

علم ظاہر محوگشتہ علم باطن رونمود
جزرمت از شوق آن علم سلونی آورید

ہمچنان برروی من آن عشق در معنی کشود
بحر طغیانی حقیقت از بطونی آورید

چند چونی رفت افتادیم درد ریا عمیق
زانکہ او از سرکشی و سر نگونی آورید

قطرہ دردریا فتادہ گشت آن از جز و کل
گردش احوالم برون از کم فزونی آورید

از توجہ پیر ہادی آشکارا گم شدہ
آفرین باد ابر ادکاین رہنموئ آورید

اردو ترجمہ

وہ دریائے تند و تیز میرے سر پر خون کی موج لے آیا۔ سمندر کی ہیبت ناک شوراشوری نے میرے دل کے اندر جوش جنوں پیدا کر دیا۔

ظاہری علم مٹ گیا اور باطنی علم سطح پر ابھر آیا۔ عشق کی موجوں کی وجہ سے باطنی علم ظاہر ہو گیا۔

عشق نے میرے اوپر معنی (اصل حقیقت) کے دروازے کھول دیئے۔ سمندر کی طغیانی اندرونی حقیقت کو سطح پر لے آئی۔

کمیت اور کیفیت ختم ہو گئی اور ہم گہرے سمندر کے اندر غرق ہو گئے۔اس لئے کہ اس نے سر اٹھانے اور سر جھکانے سے رہائی دلا دی۔

قطرہ دریا کے اند سما گیا اور وہ جز و سے کل بن گیا۔ گردش حالات نے مجھے کمی اور بیشی سے باہر کھینچ لیا۔

آشکار! اپنے پیر طریقت کی توجہ اور تلقین کے وجہ سے گم ہو گیا۔ان پر تحسین و آفرین ہو کہ انہوں نے ایسی رہنمائی فرمائی۔



در بہار ستان بلبل نالہ فغان میکند
بر سر ہر برگ گل اوزار گریان میکند

پس بپرسیدم ازواین شورد شراز بہرچیست
تو بوصلی چہ خیالت ہمچو حیران میکند

گفت ای خام طبع گر حال می پرسی شنو
ہست خیالی کو دلم را درد اخران میکند

ہای ہی باد خزان چوں می وزد در بوستان
کی بماند گل و سبزہ جملہ ویران میکند

چونکہ امروزم بوصل و بعد زین نالم بہجر
زین سبب این فکر مارا بس پریشان میکند

آشکارا خوش بناشی در دردن دارالفنا
اینچنیں وآنچنان گردش چہ دوران میکند

اردو ترجمہ

بلبل موسم بہار میں آہ وفغاں کرتا ہے اور پھول کی ہر پتی پر زار وقطار رو رہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ تو اس قدر شور وشر کیوں کرتا ہے جبکہ تجھے پھول کے ساتھ وصل کی دولت میسر ہے تو پھر کون سی فکر ہے جس نے تجھے حیران اور سر گرداں کرر کھا ہے۔

بلبل نے کہا اے ناپختہ کار، جب تو نے میرا حال پوچھا ہے تو جواب بھی سن لے۔ مجھے ایک فکر ہے جو میرے دل کو درد منداور مخزون رکھتا ہے۔

اور وہ فکر یہ ہے کہ جب باغ کے اندر باد خزاں آتی ہے تو پھول اور سبزہ اس کی زد سے بچ

نہیں سکتے اور وہ سب کو تاخت وتارج کر دیتی ہے۔

آج تو میں دولت وصل سے مالامال ہوں۔ لیکن کل مجھے فراق یار میں تڑپنا اور رونا پڑے گا یہی وجہ ہے کہ میں بہت پریشان رہتا ہوں۔

اے آشکار! تو اس دار الفنا کے اندر اس قدر مسرور نہ ہو۔ زمانہ کبھی ایک رفتار سے نہیں چلتا کبھی اس طرح ہوتا ہے کبھی اس طرح۔



در طریق عاشقی این جسم و جان در دل نماند
پاک ذاتش چوں در آمد در میانش گل نماند

بحر اندر کوزه آمد موج در موج آورید
طل لسانه رونمو ده تاکه لا یعقل نماند

جسم خاکی گم چوشد یکبار گی در ذات حق
هر کجا آن فاعل ست آن هیچ زین یفعل نماند

این وجودی در فنا اور دآن سلطان عشق
چون طلوع شمس کرده پس ازان مشعل نماند

بنده گم شددر خدا او ماند باقی یک خدا
حق چوآمد آشکارا درمیان باطل نماند

اردو ترجمہ

عاشقی کی راہ میں دل کے اندر جسم اور جان باقی نہیں رہے۔ جب اس کی ذات پاک جلوہ افروز ہوئی تو دل کے اندر کیچڑ باقی نہیں رہی۔

دریا کوزہ کے اندر سما گیا اور موج پر موج مارنے لگا۔ موجوں کا یہ تلاطم اس قدر نمایاں تھا کہ کوئی بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکا۔

جب ایک بار جسم خاکی ذات حق کے اندر مدغم ہو گیا تو ہر جگہ وہی عامل رہا اور کوئی معمول باقی نہیں رہ سکا۔

جب سلطان عشق تشریف لے آیا تو یہ وجود فنا ہو گیا۔ جیسے سورج طلوع ہونے سے مشعل بجھ جاتی ہے۔

بندہ، اللہ کی ذات میں مدغم ہوا اور اللہ باقی رہا۔ اے آشکار! جب حق (اللہ) آگیا تو باطل (بندہ کا خاکی وجود) درمیان سے ہٹ گیا۔



زہد و تقویٰ محو شد چون عشق ما رارخ نمود
می شود زد بیخودی ماند کجا سجدہ سجود

ہست آن العشق نار می بسو زد ماسوا
در دلم آتش فروزد می کشود از دیدہ دوز

بگذرد از کفر و ایمان از مذاہب کیش و دین
نی رکوع آنجا بماند نہ قیام و نہ قعود

بادشاہ عشق سرہا چند سرداران برید
می شود از گردش احوال گم کلی وجود

در طریق عاشقی سر جان دادن خوشتر ست
عقل گوید کن توقف عشق گوید زود زود

خیال عشقش آشکارا کز فنا بخشد بقا
اولا نابود ساز دپس ہمی آرد بود

اردو ترجمہ

جب عشق نے اپنا جلوہ دکھایا تو زہد اور تقویٰ مٹ گئے۔ عشق کی وجہ سے بے خودی طاری ہو جاتی ہے اور رکوع اور سجدہ کا ہوش ہی نہیں رہتا۔

عشق ایک ایسی آگ ہے جو تمام ماسویٰ اللہ کو جلا دیتی ہے۔ عشق نے میرے دل میں آگ جلائی اور میری آنکھوں سے دھواں اٹھ رہا ہے۔

عاشق جب کفر، ایمان، مذاہب، ادیان اور رسم و رواج کی حدود سے آگے نکل جاتا ہے تو نہ رکوع باقی رہتا ہے اور نہ قیام اور قعود۔

شہنشاہ **عشق** نے کئی سرداروں کے سر کاٹ دیئے اور حالات کی گردش آخر کار ایسے مرحلہ پر آجاتی ہے کہ تمام وجود ختم ہو جاتا ہے۔

عاشق کے مسلک میں سر کٹوانا اور جان دینا ہی سب سے اچھی بات ہے۔ ایسے موقعہ پر **عقل** کہتی ہے **ٹھہرو** اور **عشق** کہتا ہے جلدی کرو۔

اے **آشکار**! ذات حق کا عشق اول فنا کرتا ہے۔ پھر بقا عطا کرتا ہے۔ پہلے نیست کرتا ہے اور بعد میں ہست بنا دیتا ہے۔



جسم رفتہ خیال اندر بحرِبی پایان رسید
آمد از موج مستی نعرۂ ہل من مزید

از خودی چون بیخودی شد ذات اندر ذات گم
قطرہ دریا فتادہ نام قطرہ نا پدید

جملگی دریا شد و گم قطرہ گردید اندر آن
باز قطرہ کی بیا بد چوں کہ دریا سر کشید

فاش شد آن راز پنہان از زبان منصور وار
ناگہان آن بحر اعظم موج خونی آورید

آشکار او نہان باش خدا ور جز و کل
این سخن از خواجہ عطار شد نامش فرید

اردو ترجمہ

جسم فنا ہو گیا تو فکر بحر عمیق گہرائیوں میں پہنچ گیا اور پھر جذب اور سر مستی کی وجہ سے ہل من مزید کا نعرہ بلند ہونے لگا۔

جب خودی بیخودی میں بدل گئی اور ذات ذات کے اندر مدغم ہو گئی تو گویا قطرہ دریا کے اندر سما گیا اور قطرہ کا نام معدوم ہو گیا۔

پھر سب کچھ دریا ہو گیا اور قطرہ اس کے اندر گم ہو گیا اور جب دریا باقی رہ گیا تو قطرہ کہاں سے آئے گا۔

وہ پوشیدہ راز منصور کی طرح زباں پر آگیا اور اچانک اس بحر بے پایاں مین خون کی طغیانی آگئی۔

اللہ ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی اور جزو میں بھی ہے اور کل میں بھی۔ یہ ارشاد حضرت خواجہ عطار کا ہے جن کا نام شیخ فرید الدین ہے۔



گردش احوال ما این جسم و جان رامیزند
موج آن دریای اعظم بر بیان رامیزند

سر فدا کردن براه عاشقی مردانگی ست
ہمچناں شمشیر عشقش عاشقان رامیزند

از فنا بگذر بیا اندر بقاکن محو تن
آن حقیقت این مجازی نردبان رامیزند

کفر و ایمان دین و دنیا درمیان ماند کجا
شہپر شہباز عشقش این و آن رامیزند

از بسی امواجها موجِ عجائب آمده
مہر مہ پروین و انجم آسمان را میزند

رست از رنگ آشکارا گشت بیرنگی ازان
خیال بیرنگی سراسر خان مان رامیزند

اردو ترجمہ

ہمارے حالات کی گردش اس جسم اور جان پر اثرانداز ہوتی ہے اور اس بحرِ بے پایاں کی موج ہر بات کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

عاشقی کی راہ میں سر قربان کر دینا مردانگی کی علامت ہے۔اس کے عشق کو تلوار عشاق کو اسی طرح کاٹتی ہے۔

فنا کے مرحلہ سے گذر جا اور بقا کے اندر آکر اپنی ظاہری کیفیت کو مٹا دے وہ حقیقت اس مجازی سیڑھی کو ختم کر دیتی ہے۔

کفر اور ایمان، دین اور دنیا درمیان میں کہاں ٹھہر سکتے ہیں۔اس کے شہباز عشق کا شہپر
پرواز اس پر بھی ضرب لگاتا ہے اور اس پر بھی۔

بہت سی موجوں میں سے ایک عجیب موج اٹھی جس نے سورج، چاند، ثریا ستاروں اور
آسمانوں تک کو غرق کر دیا۔

آشکار رنگ سے آزاد ہو کر بیرنگ بن گیا کیونکہ بے رنگی تمام ساز و سامان کو بلکل ختم کر
دیتی ہے۔



نا گاہ بجلوہ یار آمد
در صورت صد ہزار آمد

گہہ آدم گشت و گاہ حوا
گہہ بادہ شدہ است گہہ پیالہ

گاہے زخم خمار آمد
گاہی صد فست گاہ دریا

گاہے بمیان غبار آمد
گہہ گشت سحاب و گاہ قطرہ

گہہ لولوی شاہوار آمد
گہہ سبز برگ و گاہ غنچہ

گاہے گل و گاہ خار آمد
گاہی گذرش بسیر لاہوت

گہہ باز بدار یار آمد
گہہ عاشق گشت گاہ معشوق

گہہ بیدل و بیقرار آمد
گہہ عاشق گشت گاہ معشوق

گہہ زاہد گشت گاہ راہب
گاہے بہ گلوز ناز آمد

گہہ صوفی ست گہی موالی
پوشیدہ گہہ آشکار آمد

اردو ترجمہ

یار اچانک جلوہ افروز ہوا اور لاکھوں صورتیں بدل کر آیا۔
کبھی آدم بنا کبھی حوا کبھی کفار کا بھیس بدل آیا۔
کبھی شراب بنا کبھی پیالہ، کبھی وہ کیف و سرور بنا جو شراب کا مٹکا پی جانے سے ہوتا ہے۔
کبھی صدف بنا اور کبھی دریا کبھی وہ کیچڑ بنا جو قعر دریا میں صدف اور پانی کے درمیان میں ہے۔
کبھی بادل بنا کبھی قطرہ کبھی وہ گوہر آبدار بنا جو شہنشاہوں کے تاج کی زینت ہوتا ہے۔
کبھی سبزہ بنا کبھی پتہ، کبھی کلی کبھی گل اور کبھی کانٹا۔
کبھی لاہوت کی سیر کرنے نکلتا ہے اور کبھی سولی پر لٹک جاتا ہے۔
کبھی عاشق بنتا ہے کبھی معشوق اور کبھی بے دل اور بے قرار بنتا ہے۔
کبھی زاہد بنتا ہے کبھی راہب اور کبھی گلے میں زنار ڈال لیتا ہے۔
کبھی صوفی بنتا ہے کبھی موالی اور کبھی چھپ جاتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔



فوج فوج عشق بین بر من شبخون می کشد
این پریشانی مرا از خانه بیرون می کشد
غیر حق راترک کردم بگذرم از چون وچرا
چاشنی دردی دلم راسوئ بیچون می کشد
گاه اندر وصل باشم گاه درورددو فراق
آنچه او خواہد خوشم ممنون میمون می کشد
غرق دردریای حیرت اختیار از دست رفت
ازیکی دریا کشیده باز جیحون می کشد
این جنونی آمده از باده عشقش آشکار
عاقبت مستی مرا در سلک مجنون می کشد

اردو ترجمہ

دیکھئے عشق کی موجیں میرے اوپر شبخوں مار رہی ہیں اور یہ پریشانی مجھے گھر سے باہر کھینچ کر لے آتی ہے۔ میں نے ماسوئ اللہ سے قطع تعلق کر لیا اور کیوں اور کیا سے آگے گذر گیا۔

میرے دل میں جو درد کی چاشنی ہے وہ مجھے اس ذات بے نظیر و بے عدیل کی طرف کھینچتی ہے۔

میں کبھی وصل کی دولت سے بہرور ہوتا ہوں اور کبھی درد اور فراق میں مبتلا جو وہ چاہتا ہے میں اسی میں خوش ہوں۔

اس کا احسان مند ہوں اور اسی کو مبارک سمجھتا ہوں۔

میں دریائے حیرت میں غرق ہوں اور میرے ہاتھ سے اختیار جاتا رہا۔ مجھے ایک دریا سے نکالا اور دوسرے دریا (جیحون) میں ڈال دیا۔

اے آشکار! یہ جنونی کیفیت اس کے شراب عشق کی وجہ سے ہے۔ آخر کار یہ سرمستی مجھے دیوانوں کی صف میں شامل کر دے گی۔



شورش عشق دردلم افتاد
هر دو عالم برون برفت ازیاد

زورق عقل غرق دریاشد
چونکہ سلطان عشق پای نہاد

کی کشم روی خود زمیخانہ
پیر ماکردہ است این ارشاد

جام پر کن زبادۂ گلگون
خود وگرنہ عمر رود برباد

از در دوست آشکارا شد
راہ عشق و محبتش امداد

اردو ترجمہ

میرے دل میں عشق کی شورش پیدا ہوئی تو میں دونوں جہاں بھول گیا۔
عقل کی چھوٹی سی کشتی میں جب شہنشاہ عشق نے قدم رکھا تو وہ غرق ہو گئی۔
میں میخانہ سے منہ کیسے موڑلوں۔ یہ میرے پیر طریقت کا فرمان ہے۔
بادۂ رنگین سے ساغر پر کر کے پی جاورنہ عمر برباد ہو جائے گی۔
اے آشکا! یہ عشق و محبت کا مسلک دوست کے دروازہ پر سے عطا ہوا ہے۔





خیال دیدن خضر ترا اگر باشد
بہر مظاہر خزر ست نہ دگر باشد
بذکر پاس الانفاس شغل دار مدام
نفس شناس کہ ہر شب چو شب قدر باشد
شناس صورت انسان کہ نقش نقاش ست
چہ عیسیٰ و چہ موسیٰ ہمہ بشر باشد
شناختی کہ چو خود رابیافتی رہ حق
چہ آدم ست چہ شیطان بیک نظر باشد
بمجلسی منشین آشکاریک ساعت
ہماں کسی کہ ازین راہ بیخبر باشد

اردو ترجمہ

تجھے اگر خضر کو دیکھنے کا شوق ہی تو ہر چیز کے اندر خضر موجود ہے اور اس کے علاہ اور کوئی نہیں ہے۔

ذکر پاس انفاس کو ہمیشہ کے لئے اپنا مشغلہ بنالے۔ اپنے دلم کو پہچان لے تاکہ تیری ہر شب، شب قدر بن جائے انسان کی صورت کو دیکھ۔ یہ اس نقاش ازل کا نقش ہے۔ عیسیٰ ہو خواہ موسیٰ سب انسان ہیں۔

توجب اپنے آپ کو پہچان لے گا تو حق کا راستہ معلوم کرلے گا۔ پھر تیری نظر میں آدم اور ابلیس کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

اے آشکار! ایسے شخص کی مجلس میں ایک پل بھی نہیں بیٹھنا جو اس حقیقت سے ناآشنا ہو۔



این ہمہ حسن یارمی باشد
جا بجا آن نگاری می شد

او بصد شکل ہر زمان آید
جلوہ اش آشکارمی باشد

او ببین ظاہر و بطون یکی ست
گرچہ دو صد ہزرا می باشد

ہر کہ را درد عشق او بگرفت
دیدہ اش گریہ زارمی باشد

آشکارا شنیدہ ام زعشاق
سر عاشق بدار می باشد

اردو ترجمہ

یہ تمام حسن یار کا ہے اور جا بجا وہی محبوب جلوہ فرما ہے۔

یار ایک ایک گھڑی میں سینکڑوں صورتوں میں جلوہ گر ہو کر آتا ہے اور اس کا جلوہ ہر جگہ اور ہر مقام پر عیاں ہے۔

اسے دیکھ لیجئے وہ ظاہر اور باطن میں ایک ہے۔ اگرچہ ظاہر بین آنکھیں اسے دو لاکھ صورتوں میں دیکھیں۔

جس کو یار کے عشق کا درد دامن گیر ہوا اس کی آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہتی ہیں۔

اے آشکار! میں نے عشاق سے سنا ہے کہ عاشق کا سر سولی پر ہوتا ہے۔



دلا اگر چہ زخوبان وفا نمیگر دو
خیال تاہم برگشتہ ما نمیگر دو

اگرچہ شاغل در زہد روز و شب شدہ
چہ سودز انکہ از د دل صفا نمیگر دو

ہمان دل ست کہ پراز خزینہ عشق ست
وگر فنا ست مگر آن فنا نمیگر دو

میاں عاشق معشوق ہیچ فرقی نیست
ز شخص سایہ ہر گز جدا نمیگر دو

فنا شوی بقا یابی آشکار و نہان
نہ عاشق ست درین رہ فدا نمیگر دو

اردو ترجمہ

اے دل! اگرچہ حسینوں سے وفا نہیں ہوتی تاہم ہمارادھیان ان سے ہٹتا نہیں ہے۔
تو اگرچہ دن رات زہد اور تقویٰ میں مشغول ہے لیکن کیا فائدہ جبکہ اس سے دل کا تزکیہ نہیں ہوتا۔
دل وہ ہے جو عشق کی دولت سے معمور ہے اگرچہ دل ایک فانی چیز ہے لیکن ایسا دل فنا نہیں ہوتا۔
عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے انسان سے اس کا سایہ کبھی جدا نہیں ہوتا۔
تو اگر اپنی ہستی کو مٹادے گا تو ظاہر خواہ باطن زندۂ جاوید بن جائے گا۔ ایسا کوئی عاشق نہیں ہے جس نے مسلک عشق میں اپنے آپ کو قربان نہ کیا ہو۔



یار پوشدۂ با سبز قبا می آید
سوی بیچارۂ عاشق بو فامی آید

کرور بخور ترا یار مگر غم نخوری
در پی درد یقین دان کہ دوامی آید

برگذرگاہ کہ من روز شب منتظرم
شاہ خوبان زکرم سوی گدامی آید

بر سر عاشق مسکین کہ بہ بینی چنداں
از طرف دلبر صد جور و جفا می آید

آشکارا بدرشاہ فغان کن چہ عجب
بہر گل بلبل بانالہ و نوامی آید

اردو ترجمہ

یار سبز پیرہن پہن کر آتا ہے اور مسکین عاشق کے پاس باوفا بن کر آتا ہے۔
یار نے تجھے دکھ دیا ہے لیکن تو غم نہ کرنا۔ کیونکہ درد کے بعد دوا کا آنا بھی لازمی ہے۔
میں یار کی گذرگاہ پر دن رات منتظر بیٹھا ہوں کیونکہ وہ شاہ خوبان از راہ کرم مجھ گدا کے پاس آرہا ہے۔
تو دیکھتا ہے کہ مسکین عاشق پر محبوب کی طرف سے کس طرح سینکڑوں ظلم و ستم ہوتے ہیں۔
اے آشکار! تو اس شہنشاہ کے دروازہ پر آہ وزاری کرتا رہ اور تیرا آہ وزاری کرنا کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ گل کے واسطے بلبل ہمیشہ آہ وزاری کرتا ہی ہے۔



عاشق بمقامی چون بر سدا دہر دو سرارا پا بزند
بر کفر چہ بر دین کیش ہمہ دانی کہ بخوف در جا نبر ند

زین مشت تراب گذشتہ او صد منزل راہ برفتہ او
در ہوی ہوای و درد شدہ آبخانہ پر عنقا بزند

از جوش و خروش چہ نعرہ زدہ من ذات خدایم غیر نیم
آن موج ہدا از بحر عدم بر خاص و عام صلا بزند

در موج بحر او غرق شدہ پس بیرون آمد مست چنان
از زور جذر و مد عشق چنان ہر جا کہ نیزہ بجا بزند

آشکار قدم زدن در بیخود از ہست و نیست فتادہ شد
بر قاضی و مفتی و عابد زد بر زاہد تا بہ ملا بزند

اردو ترجمہ

عاشق جب منزل مقصود پر پہنچتا ہے تو دونوں جہاں کو ٹھوکر مار دیتا ہے۔
کفر پر، دین پر اور تمام رسم و رواج پر امید اور بیم کے عالم میں ٹھوکر مارتا ہے۔
وہ اس عالم آب و گل سے گزر کر سینکڑوں منزلوں کی راہ طے کر کے ایسے عالم میں داخل ہوتا ہے جہاں عنقا بھی پر نہیں مار سکتا۔
جوش و خروش سے نعرہ لگاتا ہے کہ میں غیر نہیں ہوں بلکہ خود خدا ہوں۔ وہ موج ہدایت بحر عدم سے خاص و عام کو یہی آواز دیتی ہے۔
وہ سمندر کی موج میں پہلے غرق ہو۔ پھر ایسا مست ہو کر باہر آیا کہ عشق کے اتار اور چڑھاؤ (جزر و مد) کے زور سے جہاں نیزہ پھینکا۔ ٹھیک نشانہ پر جا بیٹھا۔
آشکار نے بے خودی کی کیفیت میں ٹھوکر لگائی تو عدم اور وجود گر پڑے۔ یہ ٹھوکر قاضی، مفتی اور عابد پر بھی جا کر لگی اور زاہد اور ملا کو بھی لگے گی۔



ہمروز راز عشق کاندر جہان اظہار شد
چشمی ز وحدت باز کن ور ہر مکان دلدار شد

مشہود شد آن ہر کجا ہم جلوہ حسنش جا بجا
در ہر مکان ہر جانبین ہم یار ما سیار شد

گہہ در لباس بادشاہ گاہی بدلق پارسا
واللہ خیرالماکرین محبوب ماطرار شد

منصور واقف بودہ است زین راز محرم گشتہ است
جز نعرہ انا الحق شنو دیگر نہ از گفتار شد

گہہ بر زمین گہہ بر فلک گہ آدم و گاہی ملک
گہہ ور تماشا دیگر ست گہ ہوا طیار شد

گہہ ملک گیری میکند گاہی فقیری میکند
گہہ محتسب ملا شود گہہ مست گہہ ہشیار شد

گہہ ناز و غمزہ میکند خو غابعالم افگند
گہہ آشکارا آدم شود گہ نور گاہی نار شد

اردو ترجمہ

دیکھ آج دنیا کے اندر عشق کا راز فاش ہو گیا۔ توحید کے فیض سے آنکھ کھول ہر جگہ اور ہر مقام پر محبوب جلوہ آرا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر مقام پر حاضر ہے اور اس کے حسن کا جلوہ جا بجا ہے۔ ہمارا یار ہر وقت سیر و سیاحت میں رہتا ہے تم جہاں چاہو اسے دیکھ سکتے ہو۔

کبھی خلعت شاہی میں جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی فقیرانہ گدڑی میں، ہمارا محبوب بڑا ہی ہشیار ہے اور اس کی صفت بہترین منصوبہ بندی کرنے والا ہے۔

اس راز سے منصور آگاہ تھے بلکہ وہ محرم اسرار تھے اسی لئے ان کے منہ سے اناالحق کے علاوہ اور کوئی بات نہیں سنی گئی۔

کبھی زمین پر ہے کبھی آسمان پر، کبھی انسانی روپ میں ہے اور کبھی فرشتوں کے روپ میں، کبھی دوسروں کو دیکھتا رہتا ہے اور کبھی خود ہوا میں اڑتا رہتا ہے

کبھی بادشاہی کرتا ہے اور کبھی فقیری۔ کبھی محتسب بنتا ہے کبھی ملا اور کبھی مست بنتا اور کبھی ہوشیار۔

کبھی ناز و انداز میں مصروف ہوتا ہے اور دنیا کے اندر ہنگامہ برپا کر دیتا ہے کبھی اعلانیہ انسانی صوت اختیار کرلیتا ہے کبھی نور بنتا ہے اور کبھی نار۔



دم تو بذانی و گراین دم دم حق بود
ظاہر وباطن نگر این دم دم حق بود

پس تو کجائی بگو دم بدم ہو بہو
پایت تا فرق سراین دم دم حق بود

موج زوریا برون نیست برون از بحر
دان تو بحر سر بسراین دم دم حق بود

یافت خداراز خود انکہ دم خود شناخت
از تن و جان شوربداین دم دم حق بود

ایدل دم راشناس نیست بجز دم نگر
در مصحف در خبر این دم دم حق بود

این دم از ذات حق پاس الانفاس دان
روز و شبان می شمر این دم دم حق بود

آدم از دم شدہ پیدا او آشکار
نور خدا در بشر این دم دم حق بود

اردو ترجمہ

دم کو تو اور کوئی چیز نہ سمجھ۔ یہ دم دراصل اللہ کا دم ہے۔ ظاہر بھی دیکھ اور باطن بھی دیکھ۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

پھر بتا، تو کہاں ہے۔ ہر نفس روم میں وہی ہے۔ پاؤں سے لے کر سر تک یہ دم اللہ کا دم ہے۔

موج دریا سے باہر نہیں ہے بلکہ دریا کے اندر ہی ہے تو ان موجوں کو بھی دریا ہی سمجھ۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

جس شخص نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اللہ کی ذات کا راز پالیا۔ اپنے جسم اور جان سے علیحدہ ہو جا۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

اے دل! دم کو پہچان اور دیکھ دم کے بغیر اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بات قرآن مجید میں بھی ہے۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

یہ دم ذات حق کی جانب سے ہے تو پاس انفاس کو سمجھ لے۔ دن رات اس کا شمار کرتا رہ۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

اے آشکار! آدم اس دم ہی سے پیدا ہوا ہے۔ بشر کے اندر اللہ کا نور ہے اور یہ دم اللہ کا دم ہے۔

ردیف الذال

آمداز طرف یار این کاغذ
خوانده ام بار بار این کاغذ

اندران ہم نوشتہ بود سلام
روح کردم نثار این کاغذ

خط نبوده مگر پیالہ شراب
کرد افزون خمار این کاغذ

کرد مخمور چشم گریان شد
روز و شب زار زار این کاغذ

آمده چون نسیم در بستان
خاطرم شد بہار این کاغذ

خوش دلی خرمی بدل عاشق
از یکی شد ہزار این کاغذ

حرز جان کر دور گلو آویخت
عاشق آشکار این کاغذ

اردو ترجمہ

یہ کاغذ یار کی جانب سے آیا ہے میں نے اس کاغذ کو بار بار پڑھا ہے۔
اس کاغذ میں سلام لکھا ہوا تھا میں نے اپنی روح اس کاغذ پر قربان کر دی۔
یہ خط نہیں تھا بلکہ شراب کا ایک پیالہ تھا۔ اس کاغذ نے میرا خمار اور بھی بڑھا دیا۔

میری مخمور آنکھیں اس کاغذ کو دیکھ کر دن رات زار وزار رونے لگیں۔

جیسے صبح کی ہوا باغ میں آتی ہے اسی طرح یہ خط میرے دل کے باغ کے لئے بہار بن کے آیا۔

عاشق کے دل کی خوشی اور زندہ دلی اس کاغذ کی وجہ سے ہزار گنا بڑھ گئی۔

آشکار عاشق نے اس کاغذ کو اپنی جان کا تعویذ بنا کر اپنے گلے میں ڈال دیا۔

ردیف الرای

نگر چه جلوس کرد دلدار
حسنش شد بهر کجا پدیدار

مشهور شده بهر مقامی
در کعبه و کنشت رخ نمودار

منظور شده بنظر هر کس
آشفته شد چه مست و هشیار

مخمور ز جرعه گشت منصور
بیخود گشت رفت بردار

یک دم نشوی ز درد فارغ
از ماؤ منی تو دست بردار

ره درد و الم ز زهد خوش تر
از پیر مغان کنی تو تکرار

هر خویش مدان تو خیر و شر را
موجود همان بود بهر کار

خواندی ز قرآن نحن اقرب
تو دور شری ز خیال پندار

نزدیک ز روح شد آشکارا
هیهات که نمی شوی خبردار

اردو ترجمہ

یار ہر جگہ مشہور ہو گیا اور اپنا رخ زیبا کعبہ میں بھی اور مندر میں بھی نمایاں کر دیا۔

یار ہر شخص کا منظور نظر ہو گیا اور اس پر ہر شخص عاشق ہوا، مست بھی اور ہشیار بھی۔

منصور صرف ایک گھونٹ سے مخمور ہو گیا اور ایسا بے خود ہوا کہ سولی پر چڑھ گیا۔

ایک پل بھی درد سے غافل نہیں ہونا اپنی ہستی سے دست بردار ہو جا۔

درد اور رنج کی راہ زہد اور تقویٰ سے اچھی ہے۔ اس بات کی تصدیق تو پیر مغان سے کر سکتا ہے۔

تو خیر اور شر کو اپنی جانب سے نہ سمجھ۔ ہر کام میں وہی موجود ہے۔

تو نے قرآن میں نحن اقرب پڑھ لیا ہے اب اپنے آپ کو کچھ سمجھنے کے خیال کو ترک کر دے۔

آشکار روح (اصل حقیقت) کے بالکل قریب ہے لیکن افسوس ہے کہ تجھے اس راز کا پتہ نہیں ہے۔



یار ما از جان و دل نزدیک تر
پس چرا گشتی زا قرب بیخبر

وہو معکم اینما کنتم شنو
از خیال ماؤ من خود شو بدر

ای کہ جوئی شاہ را در کشورات
تختگاہ بادشہ شد در بشر

بہر آن شخصی بہر سو میدوی
او توئی او توئی بنود دگر

نیست غیری در نہان و آشکار
فی السموات الارض حق رانگر

اردو ترجمہ

ہمارا یار قلب اور روح سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر تو نحن اقرب کے راز سے بے خبر کیوں ہے۔

وہو معکم اینما کنتم (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کو سن لے۔ اور ماؤ من کے خیال کو ترک کر دے۔

اے دوست! تو بادشاہ کو ولایتوں (ملک ملک) میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ حالانکہ بادشا کی تخت گاہ تو انسان کے اندر ہے۔

تو جس ذات کی تلاش میں ہر سو دوڑتا ہے پھرتا ہے وہ تو ہے، وہ تو ہے اور تیرے سوائے کوئی اور نہیں ہے۔

ظاہر خواہ پوشیدہ کوئی غیر نہیں ہے۔ زمین ہو خواہ آسمان۔ تجھے ہر جگہ ذات حق نظر آئے گی۔



دل ماشد زہجرت شب و روز بیقرار
ہمہ عمری کشیم براہ تو انتظار
ہیہات ہای ہای بحالم چہ می شود
از بہر وصل تو بکنم گریہ زار زار
خیالم زکاروبار جہان رفت رفت رفت
بیزاریم ز خویش برفتم ز اختیار
ہر کس بدید نرگس شہلای نیم خواب
شیداست درجہان چہ مست وچہ ہوشیار
عاشق بجان ودل زیقین وامنت گرفت
ہست این غلام توزغلامان آشکار

اردو ترجمہ

میرا دل تمہاری جدائی میں دن رات بے قرار رہتا ہے۔ میں زندگی بھر تمہاری راہ میں سراپا انتظار بنا رہوں گا۔

افسوس، صد افسوس، میرا کیا حال ہو گیا ہے میں تمہارے وصل کی خاطر زار زار روتا رہتا ہوں۔

میرا دھیان دنیا کے دھندوں سے بالکل ہٹ گیا ہے۔ میں اپنے آپ سے بیزار ہوں اور اپنے اختیار میں نہیں رہا۔

جس شخص نے اس کی نیم خوابیدہ انکھیں دیکھ لی ہیں وہ اس پر عاشق ہو چکا ہے۔ مست ہو خواہ ہشیار۔

عاشق نے پورے یقین اور جان و دل کے اعتماد کے ساتھ تمہارا دامن پکڑ لیا ہے۔ یہ آشکار تمہارے غلاموں کا غلام ہے۔



تو بادشاہ کریمی و من بعصیان پر
کہ از تو عفو بخواہم توئی کرم گستر

زکردہ خویش پشیمان بسی پریشانم
کہ در من ست خطا ہائی کارہا بدتر

شوی تو ساتر عیوب و غافرالذنوب
شہا مرانکنی شرمسار روز حشر

کہ داغدار سگ ازسگان بار گہت
زراہ لطف و کرم خود بسوی ماینگر

کجا رویم کجا نالہ و آہ جرم کنیم
توئی رحیم کہ غفور جز تو نیست دگر

اردو ترجمہ

تو بادشاہ ہے۔ مہربان ہے اور میں سراپا غرق گناہ ہوں۔ تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں کیونکہ تو ہی کرم کرنے والا ہے۔

میں اپنے کیئے پر بہت پشیمان ہوں اور بہت ہی پریشان بھی۔ کیونکہ میں خطاکار ہوں اور میرے اعمال خراب ہیں۔

میرے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا۔ اے شہنشاہ! مجھے قیامت کے روز شرمسار نہ کرنا۔

میں تمہاری بارگاہ کے کتوں میں سے ایک داغدار (نشان زدہ) کتا ہوں تو اپنے لطف و کرم سے خود ہی میری جانب نظر کر۔

کدھر جاؤں اور کہا جا کر اپنے گناہوں پر روؤں اور آہ وزاری کروں۔ تو ہی مہربان ہے اور تیرے سوائے کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔



وسیلہ ہیچ ندارم کہ روی راہم نیست
محمد ست و علی آل او وسیلہ مگر

ترا کہ عرض کنم باتو خود قبول کنی
توئی بہردم موجود باطن و اظہر

مرا تو یاد بفرما ہمیں مراد من ست
اگر کشش نبود از تو خاک بررد سر

چو آشکار کند نالہاز ہجر و فراق
زبندگان تو یک این کمینہ کمتر

اردو ترجمہ

نہ کوئی وسیلہ ہے اور نہ کوئی راستہ نظر آتا ہے بس میرا وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد ہے۔
میں تیرے حضور میں کیا عرض کروں۔ تو خود ہی قبول فرما۔ تو تو ہر وقت حاضر و ناظر ہے باطن بھی اور ظاہر بھی۔ میرا مدعا فقط اتنا ہے کہ تو مجھے یاد فرما۔
اگر تیری طرف سے کشش اور طلب نہیں ہے تو میرے منہ اور سر پہ خاک۔
یہ آشکار جو فراق میں آہ و زاری کرتا ہے تیرے غلاموں میں سے ایک ادنی غلام ہے۔



ای کہ می گریم زہجر ش زار زار
درد ما گر دید ہر دم یار یار

ہست باما دوست را عہد قدیم
می کشم شب روز بر رہ انتظار

آن کدامی روز گردو ساعتی
تابکام دل بہ بینم روزگار

ازعمر بگذشتہ دو ہفتا و سال
تا ہنوزم وصل نی من بیقرار

یک شبی گرمی شوی مہمان من
جان و دل بیچارہ گردو نو بہار

بعد مدت خویش رابشناختم
یار را ور برگر فتم استوار

رفتم از خود بے خودی کر دہ ظہور
اختیار از دست شدبی اختیار

نی فراق ونی وصال اید مرا
دوست ہمدم ہمقدم شد درکنار

بود مخفی آشکارا گشت از صورت بشر
گفت الانسان سری سرہ شد آشکار

اردو ترجمہ

اے دوست ! میں اس کی جدائی میں زار وزار روتا ہوں۔اب تو درد میرا ساتھی بن گیا ہے۔

میرے دوست نے ازل میں مجھ سے (دیدار کا) وعدہ کیا تھا۔اسی لئے میں دن رات راستہ میں کھڑا ہوں اور اس کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ گھڑی کس دن آئے گی جب میں اپنے محبوب کا حسب خاطر دیدار کر سکوں گا۔

میری زندگی کے بہترین برس گزر گئے لیکن ابھی وصل نصیب نہیں ہوا اور اسی لئے میں بے قرار ہوں۔

اے محبوب !تو اگر ایک رات میرا مہمان بن جائے تو یہ بیچارہ قلب اور روح خوش ہو جائے۔

میں نے بڑی مدت کے بعد اپنے آپ کو پہچانا اور میں نے اپنے محبوب کو اچھی طرح سے آغوش میں لے لیا۔

میری خودی غائب ہو گئی اور بے خودی ظہور میں آگئی۔اختیار ہاتھ سے جاتا رہا اور بے اختیاری نے اس کی جگہ لے لی۔

اب نہ فراق کی کیفیت باقی ہے اور نہ وصال کی۔میرا محبوب آغوش میں ہے اور میرے دم اور قدم کے ساتھ ہے۔

پہلے مخفی تھا پھر انسانی صورت میں ظہور پذیر (آشکار) ہوا اور اعلان کر دیا کہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔



ای تو چور و بہ نشوی حیلہ گر
بوز نہ مانند مشو در شہر

خویش میارای چور و بہ مکار
تانشوی خوار بسی بیش تر

عاشق باشی و دل افگار شو
محو کند عشق ہمہ شورو شر

لیس فی الدارین الا ہو شنو
ہست آن موجود بزیر و زبر

باہمہ او بی ہمہ و صفش ببین
تبلیہ اوہست بصورت بشر

بشکن یک بار طلسم وجود
خواجہ عطار بدا داین خبر

چوں بعدم میرسی ای آشکار
معیت حق ست کہ تا پای سر

اردو ترجمہ

اے دوست! لومڑی کی طرح مکار نہ بننا اور بندر کی طرح شہر کا رخ نہ کرنا (یا بندر کی سی شہرت یا بدنامی حاصل نہ کرنا)

مکار لومڑی کی طرح ہار سنگھار نہ کرنا ورنہ بہت ذلیل اور رسوا ہو جائے گا۔

عاشقی کر اور اپنا دل درد عشق سے مجروح کر لے۔ عشق تمام شورو شر مٹا دیتا ہے۔

سن لے۔ دونوں جہاں میں اس کے سوائے کوئی نہیں ہے۔ اوپر نیچے وہی موجود ہے۔

اس کے اوصاف دیکھ، سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے الگ بھی ہے۔ اپنے آپ کو انسانی صورت میں چھپالیا ہے۔

خواجہ فریدالدین عطار کی ہدایت ہے کہ ایک بار اپنے وجود کے طلسم کو توڑ دے۔

اے آشکار! جب تو اس دنیائے فانی سے کوچ کرلے گا تو کلی طور پر حق کی ہمراہی میں ہوگا یعنی محبوب حقیقی کے حضور میں ہوگا۔



ای دل بزنی نعرهٔ بر شور بسر منبر
کہ این غیر خدا بنو د بادیدہ دل بنگر

بدہیم نشانیہا باور تو کن دل من
بی ینطق بی یسمع بی یمشی بی یبصر

انا احمد لامیم ہم دانی من رانی
لی وقت مع اللہ است فرمدہ پیغمبر

ما کفر نمیگویم این سخن ہمہ راست ست
آنکس کہ بود کافر زین معنی شد منکر

اردو ترجمہ

اے دل! منبر پر چڑھ کر زور و شور کے ساتھ نعرہ لگا کہ اے لوگو! دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو۔ یہ جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے وہ اللہ کے سوائے اور کچھ نہیں ہے یعنی وہ ہی وہ ہے۔

اے میرے دل! میں تجھے نشانیاں بتاتا ہوں تو یقین کر کہ بی نیطق وبی یمشی وبی یسمع وبی یبصر بر حق ہے (یہ اشارہ ہے حدیث قدسی کی طرف کہ جب بندہ کی تمام حسی قوتیں اللہ کی قوتوں میں مدغم ہو جاتی ہیں تو وہ جو کچھ کرتا ہے وہ دراصل اللہ کرتا ہے)

انا احمد بلامیم۔ من رانی فقد رأی الحق لی مع اللہ وقت۔ یہ تمام ارشادات حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہیں اور ان سے ثابت ہے کہ انسان کے لباس میں دراصل اللہ کی ذات کار فرما ہے۔

میں کفر نہیں بکتا۔ یہ تمام باتیں بالکل سچ ہیں جو کافر ہو گا وہی ان باتوں کا منکر ہو گا۔



ہر شک شبہ رفتہ رود او یقین مارا
یک حرف الف خواندہ شوئیدہ ام ہر دفتر

بشناس ہمیں آدم گر خلعت از خاک ست
از قدر نہ کم گردو گر مصحف شدا بتر

آشکار شدہ من این جان کہ جانان ست
سیار مگر باشد آن شاہ بہر مظہر

اردو ترجمہ

جب مجھے یقین حاصل ہوا تو میرے تمام شکوک و شبہات ختم ہو گئے۔ میں نے صرف ایک ہی حرف الف پڑھا اور باقی تمام دھو ڈالے۔

اس آدمی کو پہچان جو بظاہر خاک کا پتلا ہے لیکن اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے قرآن پاک کہنہ ہو جائے تو بھی اس کی قدر کم نہیں ہوتی۔ یعنی انسان کے خاکی وجود اختیار کرنے سے اس کی اصلیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

میری یہ ذات جو بظاہر آشکار کی شکل و صورت میں ہے دراصل اس محبوب کی زات ہے وہ شہنشاہ حقیقی ہر وقت سیر میں ہے اور ہر جگہ اور ہر چیز میں جلوہ گر ہے۔



خاک پا سلطان تبریزی شوی یکبار گر
تا شود آگہ ترا علم حقیقت سر بسر
از کلامش بوی مستی میر سدا ندردلم
خیال موجا موج کردہ ہمچو دریا بیشتر
ای کہ اندر بیخودی رفتم ندیدم این وآن
شاہ شاہان در نظر آمد ندیدم کس دگر
گر کسی دیوان شمس الحق نجواند بالیقین
از خودی آزاد گرد ازمن و مای بدر
مست و مدہوشم ز شوقش آشکاراونہان
پس چہ تدابیری مسلمانان کہ گشتم بیخبر

اردو ترجمہ

اے دوست! تو اگر ایک بار حضرت سلطان شمس الحق تبریزی کے پاؤں کی خاک بن جائے تو تجھے اصل حقیقت کا تمام علم حاصل ہو جائے گا۔

ان کی باتوں سے میرے دل کو رندی وار سر مستی کی بو آتی ہے اور میرے جذبات اور خیالات میں سمندر کی طرح تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔

اے دوست! میں نے جب خودی کو ترک کیا تو مجھے نہ یہ نظر آیا نہ وہ۔ میں نے اس شہنشاہ حقیقی کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھا۔

اگر کوئی شخص شمس الحق تبریزی کا دیوان پڑھ کر دیکھے تو وہ اپنی خودی سے آزاد ہو جائے گا اور اس کی انا نکل جائے گی۔

اے آشکار! وہ ذات پاک جو پوشیدہ ہے میں اس کے اشتیاق میں مست اور مدہوش ہوں۔ اے مسلمانوں! اب میری اس مستی اور مدہوشی کا کیا علاج ہے۔



می کشد عاشق براہش انتظار
بے شمار و بے شمار و بے شمار

کار عاشق روز و شب باشد ہمیں
اشکبار و اشکبار و اشکبار

آنکسی کز خود رہد مرد خداست
شہسوار و شہسوار و شہسوار

آنکہ صاحب درد شد دلبر گرفت
درکنار و درکنار و درکنار

مجلس غم داشتن عشاق را
گریہ زار و گریہ زار و گریہ زار

می شود عاشق ز عشقش دمبدم
بیقرار و بیقرار و بیقرار

سر مخفی راز پنہان فاش شد
آشکار و آشکار و آشکار

اردو ترجمہ

بے شمار اور بے حد و حساب عشاق اس کی راہ میں اس کے منتظر بیٹھے ہیں۔
عاشق کا کام یہ ہے کہ وہ دن رات روتا رہے۔
جو شخص اپنی ہستی سے آزادی حاصل کر سکے وہ مرد باخدا ہے اور مرد میدان ہے۔
جس شخص کو درد کی دولت نصیب ہوئی، اس نے گویا محبوب کو اپنی آغوش میں لے لیا۔
عشاق مجلس غم برپا کرتے ہیں اور روتے رہتے ہیں۔
اس کے عشق میں عاشق کی بے قراری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی رہتی ہے۔
جو راز پوشیدہ تھا وہ آشکار ہو گیا۔



گرز سر خویش می یا نی خبر
تا زنی نعرہ انا لحق بی خطر

خود شناس و خود شناس وخودشناس
میر ہی یکبار گی از شورو شر

گفتگو خاموش ہر دو ازیکی ست
تو نئی اندر میان ای بے خبر

کار خیر و شراز و صادر شود
نیک و بدرا افگنی اندر بحر

آشکارا میکنی سرش ولی
راست گفتن نیک باشد ای پسر

اردو ترجمہ

تواپنے راز سے آگاہ ہو جائے تو کسی خوف اور جھجک کے بغیر انا الحق کا نعرہ لگادے۔

اپنے آپ کو پہچان، اپنے اپ کو پہچان۔ اپنے آپ کو پہچان۔ اس تمام شور و شر سے ایک دم آزاد ہو جائے گا۔

گفتگو ہو یا خاموشی ہو۔ دونوں ایک ہی ہیں اور اسی کی طرف سے ہیں۔ اے بے خبر تو تو بیچ میں ہے ہی نہیں وہ ہی وہ ہے۔

عمل خیر کا ہو یا شر کا، اسی کی طرف سے سرزد ہوتا ہے تو نیکی اور بدی کو سمندر میں غرق کردے۔

تو اس کے راز ظاہر کر دیتا ہے لیکن میرے بچے! سچ بات کہنا اچھا ہے۔



ای دل از ہست و نیست گر تو بیابی خبر
درد و جہان می شوی بادشہ بہرہ ور
اصل تو نا نیستی پس تو بگو کیستی
دانی تا چیستی چون شدہ بے خبر
خود رادانی نہ غیر درد و جہان از تو سیر
کعبہ توئی ہم تو دیر چشم کشاؤ نگر
از خود چون رستہ واز من و ما رفتہ
خود خود او گشتہ ہستی تو نہ دگر
گرچہ بود صد ہزار و رعدد بے شمار
دانی تو یکی آشکار واقف باشی اگر

اردو ترجمہ

اے دل! اگر تجھے عدم اور وجود کا راز معلوم ہو جائے تو تو دونوں جہاں کا ایک کامیاب اور کامران بادشاہ بن جائے۔

تیری اصلیت عدم نہیں ہے یعنی تو ناچیز نہیں ہے۔ پھر بتا تو کون ہے تجھے اپنی اصلیت کو جاننا چاہیئے کہ تو کیا ہے۔ خواہ مخواہ کیوں بے خبر بنا پھرتا ہے۔

تو اپنے آپ کو غیر مت جان۔ دونوں جہاں میں تیری ہی وجہ سے رونق ہے۔ کعبہ بھی تو ہی ہے اور مندر بھی تو۔ آنکھیں کھول اور دیکھ۔

تو جب سے اپنے آپ سے آزاد ہوا ہے اور اپنی ہستی کو ترک کیا ہے تو وہ ہو گیا ہے اب تو ہی تو ہے اور کوئی نہیں ہے۔

اگرچہ گنتی میں لاکھوں آدمی ہیں لیکن تو آشکار کو فقط ایک ہی جان۔ اگر تو اصل حقیقت کو جاننا چاہتا ہے۔



گرچہ کشف القلوب کشف قبور
حاصلت گشت می شوی مسرور

خادمان و مرید و شاگردان
صد ہزار ست تا شدی مشہور

گر تو پرسی زما چہ راست رہ است
راست گویم زہر سہ باشی دور

کشف قلب و قبور نما می ست
کار نفسانی ست نیست حضور

خویش بشناس آشکار و نہاں
کار آن کن کہ کرد شہ منصور

اردو ترجمہ

تجھے اگر کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہو گیا اور تو اس پر خوش ہے۔

تیرے لاکھوں خادم، مرید اور شاگرد ہیں اور تو مشہور ہو گیا ہے۔

لیکن تو اگر مجھ سے پوچھے کہ سیدھا راستہ کون سا ہے تو میں تجھے سچ سچ بتاؤں کہ تو ان تینوں باتوں (کشف القلوب، کشف القبور اور شہرت) سے کنارہ کشی اختیار کر۔

کشف القلوب اور کشف القبور ایک قسم کی چغلخوری ہے اور نفسانیت ہے۔ اس کا تزکیہ نفس اور حضور قلب یا حضور حق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ظاہر خواہ باطن اپنے آپ کو پہچان اور وہ کام کر جو شاہ منصور (حلاج) نے کیا۔



ای دل یقین بدانی حاضر خدا است ناظر
آیت نحن بخوانی حاضر خدا ست ناظر

این جسم خاک خاکست این روح ذات پاکست
ہر گز دگر ندانی حاضر خدا ست ناظر

بشناس خویشتن را بگذار ما و من را
وانگہ ببین عیانی حاضر خدا ست ناظر

انسان سر آلہی ہر کس دہد گواہی
ازما ہمیں نشانی حاضر خدا است ناظر

دلبر کہ درکنارم مونس انیس دارم
ازجان عزیز حاضر خداست ناظر

واحد احد بخوانی قادر صمد بدانی
اوہست لامکانی حاضر خدا ست ناظر

در عشق آشکارم بیا تشنہ زارم
جرعہ زلب چشانی حاضر خداست ناظر

اردو ترجمہ

اے دل! یقین جان کہ اللہ حاضر وناظر ہے۔ و نحن اقر الیہ من حبل الورید کی آیت کریمہ پڑھ کر دیکھ لے۔ اللہ حاضر وناظر ہے۔

یہ جسم خاک ہی خاک ہے اور یہ روح وہی ذات پاک ہے تو اور کوئی خیال نہ کرنا۔ اللہ

حاضر و ناظر ہے۔

اپنے آپ کو پہچان اور انا کو ترک کر۔اس کے بعد تو اعلانیہ دیکھے گا کہ اللہ حاضر و ناظر ہے۔

اس بات کی گواہی ہر شخص دے گا کہ انسان خدائی راز ہے ہماری جانب سے یہی نشانی ہے کہ اللہ حاضر و ناظر ہے۔

میرا محبوب جو میری آغوش میں ہے میرا مونس و غمگسار ہے اور مجھے میری جان سے بھی پیارا ہے۔اللہ حاضر و ناظر ہے۔

واحد اور احد پڑھ اور قادر اور صمد جان۔ وہ لا مکانی یعنی غیر مقید ہے، اللہ حاضر و ناظر ہے۔

میں عشق میں آشکار ہوں۔ بیمار ہوں۔ پیاسا ہوں۔اپنے ہونٹوں سے (شربت وصل کا) ایک گھونٹ پلادے۔اللہ حاضر و ناظر ہے۔



ای دلا تو ثم و جهد اللہ نگر
درگمان و شک نباشی بی بصر

لی مع اللہ آمدہ از مصطفےٰ
پس چرا باشی ازیں رہ بی خبر

تو کشف فرمودہ شاہ مرتضیٰ
چند بارش شرح کردم سربسر

گفت سبحانی اعظم بایزید
ہست این قولش بعالم منتشر

بین چہ نوبت عشق آن حلاج زد
درمیان عاشقان شد نامور

این ہمہ او بود او بود این ہمہ
او بصد شکل آمدہ اندر نظر

آشکارا گوش کن از درد عشق
دمبدم خوردن بود خون جگر

اردو ترجمہ

اے دل! تو ثم وجہ اللہ کو دیکھ۔ اندھوں کی طرح کسی شک وشبہ میں نہ پڑ۔
حضور محمد کا ارشاد ہے لی مع اللہ۔ پھر تو اس نکتہ سے بی خبر کیوں رہتا ہے۔
حضرت علی المرتضیٰ نے تو کشف فرمایا ہے۔ میں نے کئی بار اس نکتہ کی شرح بیان کی ہے۔
حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا ہے۔ ان کا یہ قول دنیا بھر میں مشہور ہے۔
دیکھ منصور حلاج نے کس طرح عشق کا نقارہ بجایا اور عشاق میں نامور ہو گیا۔
یہ سب کچھ وہی تھا اور وہی یہ سب کچھ تھا۔ وہ سینکڑوں صورتوں میں سامنے آیا ہے۔
اے آشکا! غور سے سن لے درد عشق کی وجہ سے دمبدم خون جگر پینا پڑتا ہے۔



در وصالم از وصالش بیخبر
در کنارم هم براهش منتظر

آب میجویم غرق باشم در آب
شمس می گوید کجا باشد مہر

جستجو خود راکنداز بہر خود
او درون بیرون نمی باشد دگر

عاشق و معشوق آن ہر دو یکی ست
موج دریا قطرہ آب ست آن بحر

آشکارا باتو گویم آشکار
آن بود غواص آن باشد گہر

اردو ترجمہ

میں وصال کے عالم میں ہوں لیکن پھر بھی اس کے وصال سے بے خبر ہوں۔ محبوب میری آغوش میں ہے لیکن میں پھر بھی سر راہ اس کا منتظر ہوں۔

میں پانی کے اندر غرق ہوں لیکن پھر بھی پانی کی تلاش میں ہوں۔ سورج کہتا ہے کہ سورج کہاں ہے (یعنی سکر کی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ خود اپنا پتہ بھی نہیں ہے) وہ ذات حقیقی آپ ہی اپنی تلاش میں ہے۔ حالانکہ اندر بھی وہی ہے اور باہر بھی وہی۔ اور کسی دوسرے کا کوئی وجود نہیں ہے۔

عاشق ہو یا معشوق دراصل دونوں ایک ہی ہیں۔ دریا کی موج دراصل دونوں ایک ہی ہیں۔ دریا کی موج دراصل پانی کا قطرہ بھی ہے اور خود ہی دریا بھی ہے۔

اے آشکار! میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں۔ غواص بھی وہی ہے اور موتی بھی وہی ہے۔



کل شی ہو اللہ است مشہور
او بہر جائے کردہ است ظہور

دیدہ راباز کن کہ تابینی
ناظر او شدہ است او منظور

گر تو واقف نہ ازین اسرار
تا بر دسوی شہر نیشاپور

چون زبان ولسان یکی معنی ست
این ہمہ او بود چہ وحش طیور

آشکارا و نہاں ہما نست ہمان
دور و نزدیک واصل و مہجور

اردو ترجمہ

کل شی ہو اللہ (ہر چیز اللہ ہے) مشہور ہے اس نے ہر مقام پر ظہور فرمایا ہے۔
آنکھیں کھول تا کہ دیکھ سکے۔ ناظر بھی وہی ہے اور منظور بھی وہی ہے۔
تو اگر اس راز سے آگاہ نہیں ہے تو تجھے نیشاپور جانا چاہیئے (جہاں شیخ عطار رہتے تھے)
جس طرح زبان اور لسان کے ایک ہی معنی ہیں اسی طرح سب کچھ وہی ہے کیا درندہ اور کیا پرندہ۔
اے آشکار! وہ ذات مخفی وہی ہے، وہی دور ہو یا نزدیک وصل میں یا ہجر میں۔



میزنم نعرہ اناالحق آشکار
اندرین آخر زمان منصور دار

کوس منصوری بکوبم درجہان
گر رود سر خوشترم باشد نثار

ہر کہ محروم ست از اسرار عشق
کی شود از عاشقان دلفگار

نوبت آن بادشاہی میزنم
شہر یارم شہر یارم شہریار

سدا سکند بود این جسم و جان
بشکنی فتحت شودای نامدار

آشکارا فہم کن بافہم او
سر بکش یکبار از گرد و غبار

اردو ترجمہ

میں اعلانیہ اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ منصور کی طرح اس آخری زمانہ میں۔
میں دنیا میں منصوری نقارہ بجاؤں گا اگر میرا سر چلا جائے تو اس قربانی پر میں خوش ہوگا۔
جو شخص اسرار عشق سے بے نصیب ہو وہ عشاق دلفگار میں سے کیسے ہو سکتا ہے۔
میں نوبت شاہی بجاتا ہوں۔ میں بادشاہ بادشاہ ہو۔ بادشاہ ہوں۔
یہ جسم اور یہ جان سد سکندری ہے۔اے دوست اس کو توڑ دے تو تجھے فتح حاصل ہو۔
اے آشکار! تو اس کی عطا کردہ سمجھ سے کام لے کر اس راز کو جاننے کی کوشش کر اور
اس گرد و غبار سے باہر نکل۔



وع نفسک فتعال کفت آن یار
خیال از جسم و جان دل بردار

بیصورت آمدہ درین صورت
خویش را از شکو کہای برار

چون گرفتی وجود ای نادان
شو تو از خویشتن بر ی بیزار

کن فنا جسم در رہ توحید
خیال ماؤ نے خودت بگذار

آشکارا تو فتح قلعہ بکن
بر تو اعیان شود ہمہ اسرار

اردو ترجمہ

محبوب نے فرمایا پہلے اپنے آپ سے دستبردار ہو پھر میرے پاس آ۔ جسم قلب اور روح سے اپنی توجہ ہٹالے۔

وہ ذات پاک جس کی کوئی بھی ظاہری شکل وصورت نہیں ہے۔ وہ اس صورت (انسانی) میں جلوہ گر ہو کر آیا۔ تو اپنے آپ کو شکوک وشبہات سے باہر نکال۔

اے بے خبر! تو نے وجود کو کیوں پکڑا ہے۔ اپنی ہستی سے دست بردار ہو جا۔

اپنا جسم توحید کی راہ میں ختم کر دے اور انا کا خیال ترک کر دے۔

اے آشکار! تو جسم کا قلعہ فتح کر تو تجھ پر تمام اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔



خواندیم کتا بهای بسیار
واقف نشدم زر مزا سرار

هیهات بحال ماست هیهات
کزمن جز عشق نیست گفتار

در حال همیں کتاب گفتیم
از خیال بدان مدان تو اشعار

کج راه شده است خود پرستی
ازما ومنی ست استغفار

هشد ار که این طریق مشکل
زین راه روان شوی خبردار

بودم به حضور پیر عبدالحق
نام اوست بهر دو عالم اظهار

بایک نظرم کشید از غیر
ماراز وجود کرد بیزار

خود رامگن تو در مسائل
یابی تو همیں طریق دشوار

در پردۂ ماؤ من بماندی
یکبار ز خود حجاب بردار

خود رابشناس در یقین آی
دیگر همه قیل و قال بگذار

اردو ترجمہ

میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں لیکن راز کی اصلیت سے آگاہ نہیں ہوا۔

افسوس کہ میں عشق کے سوائے اور کوئی بات ہی نہیں کرتا۔

اسی حال میں میں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔اس کو فکر جاننا۔ شعر نہیں سمجھنا۔

خودپرستی کا راستہ ٹیڑھا ہے انا سے توبہ ہے۔

ہشیار رہنا کہ اس مشکل راستہ سے تو کسی رہبر ہی کے ذریعہ سے باخبر ہو سکے گا۔

میں پیر عبدالحق کے حضور میں تھا جن کا نام دونوں جہاں میں ظاہر ہے۔

ایک ہی نظر سے غیر سے رہائی دلائی اور ہستی سے بیزار کر دیا۔

اپنے آپ کو مسائل میں نہ پھنسا۔ تو اسی راہ کو دشوار پائے گا۔

تو ''انا'' کے پردہ میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ایک بار اپنے اوپر سے پردہ اٹھا دے۔

اپنے آپ کو پہچان اور یقین کی دنیا میں داخل ہو جا۔ دیگر تمام باتوں کو چھوڑ دے۔



بحر یست روان بآب خونین
عشاق بود دران نگو نسار

ہر جای ظہور یار بودہ است
آن یک بمظاہرات سیار

پرسی اگر از ماز نفع و نقصان
جز عشق مباش تو خریدار

این سر عیان نمود منصور
پس کرد پدید خواجہ عطار

نوشیدہ ام می زجام وجدت
زان ست بدماغ و دیدہ خمار

آن یار بود ہر آن چہ بینی
از ہر طرف مکن تو انکار

این راز مگوشنو آشکارا
اکنوں بزبان توزن مسمار

اردو ترجمہ

خون کا سمندر رواں ہے اور عشاق اس میں اوندھے منہ پڑے ہیں۔
ہر جگہ اور مقام پر یار کا جلوہ ظہور پذیر ہو چکا ہے اور وہی ایک ذات تمام مظاہر میں جلوہ افروز ہے۔
تو اگر ہم سے سودا اور زیاں کی بات پوچھنا چاہتا ہے تو عشق کے بغیر اور کسی چیز کا خریدار

مست بننا۔

اس راز کو منصور نے فاش کیا۔ پھر خواجہ عطار نے اس کو بے نقاب کر دیا۔

میں نے وحدت کے پیالے سے شراب پی ہے۔ اسی وجہ سے میرے سر اور آنکھوں میں خمار ہے۔

تجھے جو چیز بھی نظر آتی ہے اس میں یار کا جمال جلوہ فرما ہے اسی لئے تو کسی پہلو سے بھی اس بات سے انکار نہ کر۔

اے آشکار! سن، اس راز کو فاش نہ کر اب زبان پر میخ لگا دے۔



ای که بجز درد عشق ره نبری سوی یار
می کش بر راه اور و زدشب انتظار

بادۂ وحدت بنوش وجامہء رندی بپوش
بگذر زاین ہوش و گوش باشی بی اختیار

باش تو دیوانہ بگذر زافسانہ
ازخود بیگانہ سرزشکوک برآمد

مرد شوی فرد باش طالب آن درد باش
ازدوجہاں سروباش پس توروی سوی یار

مدرسہ و خانقاہ معتکف جائے گاہ
بگذر زین ہر سہ راہ پر س تو خانہ خمار

گر تو کنی سروری طبل بزن سنجری
عدل و کرم گستری تا تو شوی شہریار

تانسوی شیخ پیر درد و جہان درد گیر
ورزلفش شواسیر عاشق شو آشکار

اردوترجمہ

اے دوست! تودردعشق کے بغیر یار تک رسائی حاصل نہیں کر سکے گا۔ دن رات اس کی راہ میں انتظار کر۔

وحدت کی شراب پی اور رندیت کا لباس پہن، عقل کی باتین کہنااور سننا چھوڑ اور اختیار

سے بے اختیار ہو جا۔

دیوانگی اختیار کر۔ فضول باتیں ترک کر۔ اپنے آپ سے بیگانہ بن جا اور شک و شبہ سے بالاتر ہو جا۔

اگر مرد بننا چاہتا ہے تو ہر چیز سے علیحدگی اختیار کر اور درد عشق کا طلبگار بن جا۔

دونوں جہاں سے سرد مہری اور بے توجہی کا برتاؤ کر۔ تو پھر تو یار تک رسائی حاصل کر سکے گا۔

مدرسہ، خانقاہ اور اعتکاف کی جگہ سے آگے بڑھ کر پیر مغان کے گھر کا پتہ پوچھ لے۔

تو اگر بادشاہی کرنا چاہتا ہے تو سلطان سنجر کی طرح نقارہ بجا۔ عدل اور سخا کر۔ تب تو بادشاہ بن سکے گا۔

اے آشکار! خبردار! پیر اور شیخ نہ بننا، دونوں جہاں میں عشق کا درد حاصل کرنا اور محبوب کی زلفوں میں اسیر بن کر رہنا۔

ردیف الزای

عاشقان باشند در سوزد گداز
زاہدان ہستند در روزہ نماز

در پی دنیای دون شد عامیان
عاشق آن از دین و دنیا بی نیاز

گر ز ما پرسی رہ عشاق گیر
تاشوی در ہر دو عالم سر فراز

زینجہان و آن جہان یابی خبر
پس کنی پرواز ہمچوں شاہباز

آشکارا خویشتن را محو کن
تاشوی واقف ہم از مخفی راز

اردو ترجمہ

عشاق سوز و گداز میں ہیں اور زاہد روزہ اور نماز میں۔

عام لوگ ذلیل دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور عشاق دین و دنیا سے بے خبر ہیں۔

اگر ہم سے پوچھتا ہے تو شاق کا راستہ اختیار کرتا کہ دونوں جہاں میں سرفرازی حاصل کر سکے۔

اس جہاں اور اس جہاں کے اسرار سے آگاہ ہو گا اور شہباز کی طرح پرواز کرتا رہے گا۔

اے آشکارا! اپنے آپ کو فنا کر دے گا تو تم پر پوشیدہ اسرار منکشف ہو جائیں گے۔



گر بگوئی می شوم واقف ازان اسرار راز
پس تو کن باصدق دل روئی بسو شہر دراز

ہست آنجا پیر عبدالحق عارف اولیاء
می کند آگہ زسر وحدتش مسکین نواز

در رضای دوست صابر شاکر آن مرد خدا
در نیاز ست باہمہ اماز دنیابی نیاز

جز خدا ہر گز ندا ند ہیچ موجدی دگر
ہست آن سلطان حقیقت در دو عالم سرفراز

آشکارا و نہان شواز غلامانش غلام
باب عشق و معرفت رابر ہمہ کردہ است باز

اردو ترجمہ

تو اگر اسرار پوشیدہ سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو صدق دل کے ساتھ شہر دراز اشریف کی جانب رخ کر یعنی وہاں حاضر ہو جا۔

وہاں پیر عبدالحق رہتے ہیں جو عارف اور ولی کامل ہیں اور مسکین نواز بھی ہیں۔ وہ لوگوں کو وحدت کے اسرار سے آگاہ فرماتے ہیں۔

وہ مرد خدا یعنی پیر عبدالحق دوست کی رضا طلبی کی خاطر صابر اور شاکر رہتے ہیں۔ سب کے ساتھ نیاز سے پیش آتے ہیں لیکن دنیا سے بی نیاز رہتے ہیں۔

وہ اللہ کے سوائے اور کسی کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ وہ بادشاہ حق آگاہ دونوں جہاں میں سربلند اور سرفراز ہیں۔

ظاہر خواہ باطن ان کے غلاموں کا غلام بن جا۔ کیونکہ انہوں نے تمام لوگوں پر عشق اور معرفت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

ردیف السین

ای دلا ہر گز مشو تو بیخبر خود را شناس
بگذری زین غافلی ہم سر بسر خودراشناس

بیقدر خودرا نمودی خویشتن را فہم کن
غیر حق تو نیستی عالیقدر خودرا شناس

بادشہ خوبان توئی منظور درویشان شدی
درنہان و درعیان زیر و زبر خودراشناس

لیس فی الدارین الاہوازین آگاہ شو
نیست بودت جز خداتاپای سر خودراشناس

کل شئ ناطق بالحق باش آشکار
فہم کن گفتار راازخیر و شر خودراشناس

اردو ترجمہ

اے دل! بے خبر بالکل نہ بن اپنے آپ کو پہچان۔ اس غفلت کو ترک کر اور اپنے آپ کو اچھی طرح سے پہچان۔

تو نے اپنے آپ کو بے قدر کر دیا۔ اپنے آپ کو سمجھنے کی کوشش کر۔ اسے عالی قدر! تو حق کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو پہچان۔

تو شاہ خوبان ہے تو درویشوں کا منظور نظر ہے۔ ظاہر اور مخفی اوپر اور نیچے اپنے کو پہچان۔

اس نکتہ سے آگاہ ہو جا کہ اس کے سوائے دونوں جہاں میں کوئی نہیں ہے۔ تو سر سے پاؤں تک خدا کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو پہچان۔

اے آشکار! ہر چیز ناطق بالحق ہے یعنی خدا کے وجود پر دلالت کرتی یا اسی کے نطق سے بولتی ہے۔ اس بات کے خیر اور شر کے پہلو پر غور کر اور اپنے آپ کو پہچان۔

ردیف الشین

ای دلا دربار گاہ مصطفیٰ ہشیار باش
گر تو عاشق صادقی از غیر او بیزار باش

ہم زبو بکر و عمر و عثمان نداری احولی
گوش کش حلقہ غلامی چاکر کرار باش

تو تیای چشم خود کن خاک پای مرتضیٰ
از غم شاہ شہیدان سال و مہ بیمار باش

باخبر شو طالبا بگذر زقید جسم و جان
بیخبر شوز ینجہان چون جعفر طیار باش

چند در گوشہ نشینی ازنہان شو آشکار
خویش رابیرون بکش در عالم سیار باش

اردو ترجمہ

اے دل! بارگاہ مصطفیٰ میں بڑی ہوشیاری سے کام لے تو اگر عاشق صادق ہے تو اس کے غیر سے بے تعلق ہو جا۔

حضرت ابو بکر عمر اور عثمان کے ساتھ عداوت (بھینگا پن نہ رکھ) اور اپنے آپ کو حضرت حیدر کرار کی غلامی میں دے دے۔

حضرت علی المرتضیٰ کے پاؤں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا اور سید الشہداء حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے غم میں ہر وقت بیمار رہ۔

اے طالب! اصل حقیقت کی خبر رکھ اور جسم و جان کی قید سے آزادی حاصل کر۔ حضرت جعفر طیار کی طرح دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جا۔

کب تک گوشہ نشین ہو گا۔ خلوت سے جلوت میں آ جا۔ اپنے آپ کو منظر عام پر لے آ اور دنیا کی سیر کر۔



ای زاهد زمانه تو هشیار باش باش
از هست و نیست خویش خبر دار باش باش

بیرون در آز حجره ببین چشم باز کن
بگذر ز خویش محرم اسرار باش باش

خواهی اگر تو عشق ملامت قبول کن
از کیش و از مذاهب بیزار باش باش

بی دوست گر بگردی روم و عرب چه شد
در نیک و بد همیشه با یار باش باش

مار هوا گرفت نشاپور آشکار
با صدق دل غلام عطار باش باش

اردو ترجمہ

اے زاہد زمانہ! ہشیار ہو جا۔ اپنے عدم اور وجود سے آگاہی حاصل کر۔
حجرہ سے باہر آ اور آنکھیں کھول کر دیکھ اپنی ہستی کو ترک کر اور محرم راز بن جا۔
تو اگر میدان عشق میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو ملامت قبول کر اور تمام مذاہب اور رسم و رواج سے بیزار ہو جا۔
تو اگر دوست کے بغیر روم اور عرب کی سیر کرے گا تو اس سے کیا ہو گا۔ ہر لمحہ اور ہر حال میں یار کے ساتھ رہ۔
اے آشکار! میرے دل میں پھر نیشاپور کی کشش پیدا ہوئی ہے تو صدق دل کے ساتھ حضرت خواجہ عطار کا غلام ہو جا۔



یکبارگی ز جسم و جان دور باش باش
دیگر مدان تو ذاکر و مذکور باش باش

بادہ بخور ز مضطبہ رند قلندری
سر مست دلا ابالی مخمور باش باش

شیخی چہ زاہدی چہ بزرگی از و گریز
در نام عاشقی تو مشہور باش باش

از گفتگوی غیر نجاتی و ہد ترا
دستش بگیر صابر مشکور باش باش

گر راہ عشق می طلبی آشکار تو
پس خاک راہ شہر نشاپور باش باش

اردو ترجمہ

ایک دم جسم اور جان سے علیحدگی اختیار کر اپنے آپ کو ذاکر نہ سمجھ۔ مذکور ہو جا۔ یعنی تو بندہ نہیں ہے خود آقا ہے۔

رندی اور قلندری کے میخانہ سے شراب پی۔ سر مست بے نیاز اور مخمور بن جا۔

پیری، زہد و تقویٰ اور بزرگی کچھ بھی نہیں ہے ان سے دور بھاگ۔ عشق میں شہرت اور ناموری حاصل کر۔

لوگوں کی چہ میگوئیوں سے تجھے نجات مل جائے گی تو عشق کا ہاتھ پکڑ اور صبر و شکر کر۔

اے آشکار! تو اگر عشق کی راہ کا طلبگار ہے تو شہر نیشاپور کے راستہ کی خاک بن جا۔

ردیف الصواد

می کنم از عشق در ہر کوچہ و بازار رقص
چونکہ می آید تن و جان بر ازان اسرار رقص

از نوای چنگ ونی طنبور شیدامی شود
دمبدم شد زاہد اور خواب در بیدار رقص

از وظائف از لطائف معرفت حاصل نشد
روز و شب از درد غم مشغول اندر کار رقص

گربیائی سوی ماہشداراز خود می روی
اندرین میخانہ چون مستان کنی یکبار رقص

وقت حالت نیست ہر دم تا ندانم کی شود
آشکارا ہمچوشہ منصور کن بردار رقص

اردو ترجمہ

میں عشق کی وجہ سے ہر کوچہ اور ہر بازار میں رقص کرتا ہوں۔ کیونکہ رقص سے جسم اور جان کے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔

زاہد جاگ رہا ہو یا سو رہا ہو۔ ہر وقت چنگ، بانسری اور طنبورہ کی آواز پر محو رقص رہتا ہے۔

اوراد اور اذکار سے خواہ لطیفے کمانے سے معرفت حاصل نہیں ہوئی۔ اس لئے دن رات دردو غم میں مشغول ہوں اور رقص میں مصروف۔

تو اگر ہمارے پاس آئے تو خیال سے آنا۔ اپنی خودی کھو بیٹھے گا اور اس میخانہ میں سر مستوں کی طرح رقص کرنے لگے گا۔

ہر وقت حال طاری نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیفیت کب پیدا ہوگی۔

اے آشکار! تو شاہ منصور کی سولی پر وجد اور رقص کر۔

ردیف الضواد

نمیدارم ورای دوستی عرض
مرا ہر گز نمی باشد دگر غرض

نماز روزہ بر عالم فرض شد
شدہ بر ما محبت دوستی فرض

ہمیشہ جان رنجورست عاشق
کہ ہمچون عشق نبود دیگری مرض

خودی قرض ست وہ از دست اورا
اداکردن ترا واجب بود قرض

بموجودات عشقت آشکارا
شد از عشق محبت آسمان ارض

اردو ترجمہ

میں دوستی کے علاوہ اور کوئی مدعا نہیں رکھتا اور میرا کوئی اور مقصد ہے ہی نہیں۔
تمام لوگوں پر نماز اور روزہ فرض کیا گیا لیکن ہمارے اوپر محبت اور دوستی فرض کی گئی۔
عاشق کی جان ہمیشہ بیمار رہتی ہے کیونکہ عشق کے سوائے اور کوئی بیماری ہے ہی نہیں۔
یہ تیری انا تیرے اوپر گویا قرض ہے اسے ادا کر یعنی ترک کر۔ کیونکہ قرض کی ادائیگی واجب ہے۔
اے آشکار! دنیائے عشق و محبت میں آسمان کو بھی زمین ہونا پڑتا ہے یعنی عشق شہنشاہوں کو بھی گردن جھکانے پر مجبور کرتا ہے۔

ردیف الطوے

آمدہ سوی مازیاران خط
برسیدہ زود ستداران خط

مشک و کافور لابہم آمیخت
گشت دار و بدلفگاران خط

شرع غم و درد راچو برخواندم
سخت تر شدز اشکباران خط

ہمچنیں خط ندیدہ ما نشنید
گرچہ خواندیم صد ہزاران خط

آیت شوق و ذوق خود بنوشت
حرز جان کن تو آشکاران خط

اردو ترجمہ

میرے پاس میرے محبوب کی جانب سے خط آیا ہے۔ دوست کا خط آیا ہے۔

مشک اور کافور کو آپس میں ملا کر اس سے خط لکھا ہے اور یہ خط مجروح دلوں کا مداوا بن گیا ہے۔

میں نے جب درد اور غم کا حال پڑھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

میں نے ایسا خط نہ دیکھا اور نہ سنا۔ اگرچہ میں نے بے شمار خط پڑھے ہیں۔

محبوب نے خط میں اپنے ذوق و شوق کا حال لکھا ہے۔ اے آشکار! تو اس خط کو اپنی جان کا تعویز بنا۔



زندگانی بغیر یار چہ حظ
بادہ نوشیم بی خمار چہ حظ

خوشترست انتظار در رہ عشق
نکشیدی تو انتظار چہ حظ

نغمہ بلبل خوش ست بر گلہا
سیر بستان بی بہار چہ حظ

بادہ مطرب کباب شد موجود
نیست معشوق در کنار چہ حظ

آشکارا وصال نیست ہنوز
گرچہ عمرت بود ہزار چہ حظ

اردو ترجمہ

یار کے بغر جینے میں کیا مزہ ہے۔ شراب پی جائے اور خمار نہ ہو تو کیا مزہ آئے گا۔
عشق کی راہ میں انتظار کرنا اچھا ہوتا ہے۔ اگر تم نے کبھی انتظار نہیں کیا تو تمہیں کیا مزہ آئے گا۔
گل پر بلبل کی نغمہ سرائی کرنا خوب ہے لیکن موسم بہار نہ ہوں تو باغ کی سیر کا کیا مزا۔
شراب بھی موجود ہو، مطرب بھی ہو اور کباب بھی ہو لیکن اگر محبوب پاس نہ ہو تو کیا مزا۔
اے آشکار! اگر ایک ہزار برس کی عمر ہو اور وصال نصیب نہ ہو تو کیا مزا۔

ردیف العین

هست این قائم مقام شرع
کہ بنا کردہ است امام شرع

او شرع رومتاب گرمردی
غوث و قطب کند سلام شرع

گرچہ میر ووزیر وسلطان ست
برہمہ غالب ست حکام شرع

گفت ملحد کہ حد شرع گذاشت
چون بوحدت روم کدام شرع

آن موحد کہ درد عشق گرفت
سر تصدق کند بنام شرع

از شریعت برون قدم نہ نہی
متقیم ست علی الدوام شرع

باتو گویم چو آشکار و نہان
باش تو چاکر و غلام شرع

اردو ترجمہ

شریعت ہمیشہ قائم رہے گی کیونکہ اس کا بانی امام الانبیاء والمرسلین ہے۔
تو اگر مرد ہے تو شریعت سے رو گردانی نہ کر۔ تمام غوث اور قطب شریعت کے سلامی
ہیں۔

دنیا میں اگرچہ امیر، وزیر اور بادشاہ بھی ہیں لیکن ان سب پر حکام شریعت کو فوقیت حاصل ہے۔

ملحد میرے متعلق کہتا ہے کہ آشکار نے حدودِ شریعت سے تجاوز کیا ہے لیکن میں جب مقام وحدت پر فائز ہوا تو پھر شریعت کیسی؟

جس توحید پرست نے عشق کا درد اختیار کیا وہ شریعت پر اپنا سر قربان کرے گا۔

حد شرع سے قدم باہر مت نکالنا۔ شریعت ہمیشہ قائم و دائم ہے یعنی اس کے احکام زندگی کے کسی مرحلہ پر بھی ساقط نہیں ہوتے۔

میں تم کو اعلانیہ بھی اور پوشیدہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تو ہمیشہ شریعت کا چاکر اور غلام بن کر رہنا۔



ای دل شیندہ کہ بود ذل من طمع
فرمودہ است پیغمبر ہم عزمن قنع

پس میدوی بدولت دنیائی دون چرا
پختہ نہ ہنوز بباشی تو خام طبع

ای راہ رو درین رہ حیران چرا شدی
خود را رسان بمرتبہ جمع الجمع

بشناس نفس خودراکاین معرفت حق ست
در معرفت بباش نگہدار راہ شرع

خو ست زہد و تقویٰ اگر بی ریا کنی
ورنہ بکارناید این زہد ایں ورع

نقاش در نہاں شدہ نقش ست آشکار
خود صانعست صورت گر نیک و بد ضع

اردو ترجمہ

اے دل! تم نے سنا ہے کہ جس نے لالچ کیا وہ خوار ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ عیلہ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ جس نے قناعت کی اس کو عزت نصیب ہوئی۔

پھر تو اس ذلیل دنیا کی دولت کے پیچھے کیوں دوڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو ابھی خام ہے تجھ میں پختگی پیدا نہیں ہوئی۔

اے سالک! تو بیچ راستہ میں حیران کیوں کھڑا ہے تو اپنے آپ کو سب سے اونچے درجہ پر پہنچادے (جمع الجمع علم صرف کی ایک اصطلاح ہے)

اپنے آپ کو پہچان اور یہی حق کی پہچان ہے۔ معرفت میں شریعت کا خیال رکھ۔

زہد اور تقویٰ اچھا ہے اگر اس میں نمائش نہیں آئے گا۔ اے آشکار! نقاش خود نقش کے اندر پوشیدہ ہے، اور یہ بری اور بھلی تصویریں سب اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔

ردیف الغین

ای بجز عشق جملہ ہست دروغ
صبح کاذب شدہ کہ بست دروغ

عشق صادق صبوح عقل کذاب
صدق چون آمدہ نشست دروغ

کذب غالب بصدق شداما
آمدہ صدق کردہ پست دروغ

عبد و معبود چون کذب صدقست
گشت ظاہر خدا گسست دروغ

آشکارا تو مست روز الست
پس رہا کن بہر دودست دروغ

اردو ترجمہ

اے دوست! عشق کے بغیر ہر بات جھوٹ ہے جیسے صبح کاذب جو ناپائیدار ہے گویا اس کا مدار جھوٹ پر ہے۔

عشق کی مثال صبح صادق جیسی ہے اور عقل کی صبح کاذب جیسی۔ جب سچ آتا ہے تو جھوٹ دب جاتا ہے۔

عبد اور معبود کے درمیان وہی تعلق ہے جو جھوٹ اور سچ کے درمیان ہے جب خدا (معبود) ظہور پذیر ہوتا ہے تو جھوٹ (عبد) پاش پاش ہو جاتا ہے۔

یعنی جب قوائے الٰہی بندہ کے قویٰ پر حاوی اور مستول ہو جاتی ہیں تو صرف قویٰ الٰہی باقی رہ جاتی ہیں اور بندہ کی قوئے فنا ہو جاتی ہیں پھر خدا ہی خدا ہوتا ہے۔ بندہ درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔

اے آشکار! تو مست روز الست ہے سچ جھوٹ کو دونوں ہاتھ سے جھٹک دے۔

ردیف الفای

میزنی از خویشن لاف و گراف
ہمچو من کس نیست تا قاف بقاف

زود شود ر محفل رندان نشین
می شوی تو با خبر صوفی و صاف

بگذری از خویشن یکبار گی
سر جانان می شود بر تو کشاف

خویش رابشناس در گل گوہر ست
ماہ پنہان کی شود زیر غلاف

گریقین دانی دلت کعبہ خدا ست
آشکارا خویشتن راکن طواف

اردو ترجمہ

اے دوست! تواپنے متعلق بڑی دمزنی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دنیا میں مشرق سے لے کر مغرب تک میرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

جلدی کر اور رندوں کی محفل میں جا کر بیٹھ۔ وہاں تجھے اصلیت سے بھی آگاہی ہو گی اور تزکیہ نفس بھی حاصل ہو گا۔

تواپنی ہستی کو ترک کر تو تجھ پر محبوب کی ذات کے اسرار منکشف ہوں۔

اپنے اپ کو پہچان تو ایک گوہر ہے جو مٹی میں ملا ہوا ہے۔ آخر چاند کب تک بادل کے پردہ میں چھپا رہے گا۔

اگر تجھے اعتبار آجائے تو تیرا دل اللہ کا کعبہ ہے۔ اے آشکار! تو اپنا طواف کر۔



دیدم نگاری نیم شب شد دل خرابم یکطرف
ماؤ منی شد یکطرف چشم پر آبم یکطرف

بافوج حسن آمده بانا زوجادو غمزه زن
این فہم عقلم یکطرف سوال و جوابم یکطرف

گفتار بہ آہستہ بیا پر سید حالم یک بیک
لا تحف خوفم یکطرف رفتہ حجابم یکطرف

بر خنگ بودم سوار من سویم فگندہ یک نظر
سر تاکلاہم یکطرف پا بار کابم یکطرف

اردو ترجمہ

میں نے آدھی رات کو محبوب کا دیدار کیا اور دل ہاتھوں سے جاتا رہا۔ ایک طرف انا فنا ہو گیا اور دوسری طرف آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔

محبوب عجیب شان سے آیا حسن کی فوج ساتھ تھی اور ناز و ادا اور جادو کے غمزوں سے مسلح تھا۔ یہ حال دیکھ کر میرا فہم اور عقل ایک طرف بھاگ گئے اور سوال و جواب جو میں نے سوچے تھی وہ دوسری طرف دھرے رہ گئے۔

محبو نے فرمایا ڈرو نہیں۔ آرام اور اطمینان سے میرے پاس آؤ۔ محبوب نے مجھ سے میرا سارا حال پوچھا۔ میرا

ڈر ایک طرف جاتا رہا اور حجاب دوسری طرف ختم ہو گیا۔

میں نقرے گھوڑی پر سوار تھا۔ محبوب نے میری طرف دیکھا اور محبوب کے دیکھتے ہی میرا سر جو کلاہ سے پوشیدہ تھا وہ ایک طرف ڈھلک گیا اور پاؤں جو رکاب میں تھا وہ دوسری طرف کھسک گیا۔



بنودہ راہ وحدتم گفتا شناسی خویش را
نیکی بدی شد یکطرف جرم و ثوابم یکطرف

مستی بما بخشیدا ور اندہ خیال غیررا
ساقی و مطرب یکطرف شیشہ شرابم یکطرف

کر دہ نگاہ بردلم شد محو جسم و جان و دل
مسئلہ مسائل یکطرف جلد و کتابم یکطرف

دردل ہمی گفتم چنان بدہم عتاب یاررا
گم آشکارا یکطرف گشتہ عتابم یکطرف

اردو ترجمہ

محبوب نے مجھے توحید کی راہ بتائی اور فرمایا کہ اپنے آپ کو پہچان۔ محبوب کی اس ہدایت سے نیکی اور بدی ایک طرف رہ گئی اور جرم اور ثواب دوسری طرف رہ گیا یعنی تمام امتیازات ختم ہو گئے۔

محبوب نے مجھے مستی عطا فرمائی اور غیر کے خیال کو نکال دیا۔ ساقی اور مطراب ایک طرف رہ گئے اور شیشہ اور شراب دوسری طرف رہ گئے۔

محبوب نے میرے دل پر نظر ڈالی تو میرا جسم، جان اور دل محو ہو گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مسائل شریعت ایک طرف رہ گئے اور کتابیں دوسری طرف رہ گئیں۔

میں نے دل میں سوچا تھا کہ محبوب سے یہ شکایت کروں گا اور وہ بات کہوں گا لیکن جب محبوب آیا تو آشکار ایک طرف گم ہو گیا اور باتیں اور شکایتیں دوسری طرف غائب ہو گئیں۔

ردیف القاف

ہادی رہنما ست حق الحق
عارف اولیاست حق الحق

بادشاہ و گدایکی ست یکی
نہ گدا بادشاست حق الحق

عبد معبود اوست گردانی
در نظر ما خدا ست حق الحق

ما رسول و خدا یکی دانم
ہر دو عالم وگواست حق الحق

یکدمی دور نیست از مابین
آشکارا بما ست حق الحق

اردو ترجمہ

ہادی اور رہنما ہے حق حق۔ عارف اور اولیاء ہے حق حق (یہ اشارہ ہے حضرت پیر عبدالحق کی جانب)

بادشاہ اور گدادراصل ایک ہیں حق حق گدا نہیں بادشاہ ہے۔

عبد بھی وہی ہے اور معبود بھی وہی۔ اگر تو جان سکے۔ ہماری نظر میں حق حق خدا ہے۔

ہم اللہ اور رسول کو ایک جانتے ہیں۔ اس بات پر دونوں جہاں گواہ ہیں حق حق۔

ہم اللہ اور رسول کو ایک جانتے ہیں۔ اس بات پر دونوں جہاں گواہ ہیں۔ حق حق

اے آشکار! حق حق ہمارے ساتھ ہے۔ ہم سے ایک گھڑی بھی دور نہیں ہے۔



ما سبق خواندیم از دیوان عشق
ہست در ہر دوجہان سلطان عشق

رمز الانسان سری گوش کن
بالیقین دان صورت انسان عشق

عشق غیری نیست گر پرسی زما
فی الحقیقت ہست آن رحمان عشق

اونگنجد در زمین و آسمان
گر بدل آید کسے جولان عشق

زود شوای آشکارا سربده
آمده بر عاشقان فرمان عشق

اردوترجمہ

ہم نے دیوان عشق کا سبق پڑھا ہے۔ عشق دونوں جہاں کا سلطان ہے۔
الانسان سری وانا سرہ کے اشارہ پر غور کر۔ عشق سچ مچ انسانی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے۔
اگر مجھ سے پوچھے تو عشق غیر نہیں ہے بلکہ دراصل عشق اللہ ہے۔
اگر کسی کے دل میں عشق کا جولان پیدا ہو اور طوفان اٹھ کھڑا ہو تو وہ زمین اور آسمان
میں سما نہیں سکتا۔



عشاق کے پاس عشق کار فرما آگیا ہے۔
اے آشکار! جلدی کر اپنا سر پیش کر دے۔

پیر ما پیر ہست عبدالحق
دردل ما نشست عبدالحق

عمر بگذشت در ضلالت لیک
رشتہ کفر گست عبدالحق

ای کہ قائم نمود ور توحید
کمر ما بہ بست عبدالحق

طرف دیگر خیال دل نفتاد
دست ماشد بدست عبدالحق

آشکار و نہان دل و جان را
کرد پر جوش و مست عبدالحق

اردو ترجمہ

ہمارے پیر، پیر عبدالحق ہیں جو ہمارے دل کے اندر جا گزین ہیں۔
ہماری عمر گمراہی میں گذری لیکن پیر عبدالحق نے اس گمراہی اور کفر کا رشتہ توڑ دیا۔
پیر عبدالحق نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہم کو توحید پر استقامت عطا کر دی۔
جب سے ہم نے پیر عبدالحق کے ہاتھ پر بعیت کی ہے ہمارا دل دوسری طرف بالکل متوجہ نہیں ہوا۔
ظاہر خواہ باطن ہمارے قلب اور روح کو پیر عبدالحق نے جوش اور مستی سے بھر دیا ہے۔



ز من اسرار عیان شد انا الحق میزنم بر حق
خیالم بین کہ سلطان شد انا الحق میزنم بر حق

بمو جا موج دریایم حباب از آب برآیم
ہمہ اسرار پایم انا الحق میزنم بر حق

کہ این تن جانان شد بعالم خان خانان شد
ہمیں انسان رحمان شد انا الحق میزنم بر حق

ہمیں گفتار حق باشد ہمہ رفتار حق باشد
ببین اسرار حق باش انا الحق میزنم بر حق

شراب عشق می نوشم زرندی جا مہا پوشم
خرد و ثم گاہ خاموثم انا الحق میزنم بر حق

اردو ترجمہ

مجھ سے اسرار سربستہ ظاہر ہو جاتے ہیں اور میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں لیکن میں اس میں حق پر ہوں۔ دیکھو میری طبیعت میں شاہانہ جلال آگیا ہے اور میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں اور اس میں حق پر ہوں۔

میں ایک متطلاطم سمندر ہوں۔ اگرچہ حباب کی طرح سطح آب پر رہتا ہوں۔ میں سراپا راز ہوں۔ میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں اور حق پر ہوں۔

یہ جسم روح کی طرح پاک و صاف ہے اور دنیا پر حکمرانی کرتا ہے۔ دراصل یہ انسان ہی رحمن ہے اور اسی لئے میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں اور اس میں حق پر ہوں۔

میں جو کچھ کہتا ہوں اور کرتا ہوں وہ حق ہی حق ہے اور دیکھو میری گفتار اور رفتار اسرار حق کی آئینہ دار ہے۔ میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں اور حق پر ہوں۔

میں عشق کی شراب پیتا ہوں اور رند لباس پہنتا ہوں کبھی نعرے لگاتا ہوں اور کبھی خاموش رہتا ہوں۔ میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں اور حق پر ہوں۔



زمی توحید سرمستم کفر اسلام رابستم
بمیخانہ چو بنشتم انا الحق میزنم بر حق

خیال ما معلی شد کجا سبحہ و مصلیٰ شد
بتاریکی تجلّی شد اناالحق میزنم بر حق

نہ آدم ماندایں جای نہ جسم و جان سرپائے
نہ پید اگشت اجزای انا الحق میزنم بر حق

نہ دل دیدم نہ سر دیدم کہ خودرا در بحر دیم
از انجا ہم گذردیدم انالحق میزنم بر حق

چنان گردید بیخبری نہ شام دلیل نہ سحرے
نہ قدری ماند نہ جبری اناالحق میزنم بر حق

نہ ایمان و نہ دین دیدم نہ افلاک وزمین دیدم
ہم راز زیرزین دیدم انا لحق میزنم بر حق

اردو ترجمہ

میں توحید کی شراب سے سرمست ہوں میں نے کفر اور اسلام کو باندھ دیا ہے۔ میں جب میخانہ میں بیٹھا ہوں تو انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

ہمارا خیال انتہائی بلندیوں پر پرواز کر رہا ہے پتہ نہیں تسبیح اور مصلے کہاں رہ گئے۔ تاریکی میں نور چمک اٹھا ہے میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں میں حق پر ہوں۔

یہاں نہ آدم ہے اور نہ جسم و جان اور سر اور پاؤں کا پتہ ہے اور نہ ہی عناصر کا نام و نشان۔ میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

میں ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نہ دل نظر آیا نہ سر بلکہ خود کو غریق بحر پایا یعنی قطرہ سمندر میں سما گیا پھر اس مقام سے بھی آگے گیا مین انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں میں حق پر ہوں۔

بے خودی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ شام و سحر باقر رہے نہ دن اور رات، نہ قدری اور جبری ٹھہر سکے۔ میں انا الحق کا نعرہ لگاتا ہوں میں حق پر ہوں۔

نہ دین وایمان نظر آئے اور نہ افلاک اور زمین سب کو میں نے اس کے نیچے دیکھا ہے۔ میں انا الحق کا نعرہ بر حق لگاتا ہوں۔



کشیدم از سر برقعه کہ پارہ کردہ ام خرقہ
ندانم من زچہ فرقہ اناالحق میزنم بر حق

زمی نوشیدہ ام جامی شدم از درد بدنامی
کہ طشت افتاد از بامی اناالحق میزنم بر حق

کشیدم دوبد نامی نہ بیدینم نہ اسلامی
نہ سندی ہندی و شامی اناالحق میزنم بر حق

نمیدانم کہ بدنامم شدہ در محویت نامم
کہ گشتم بیخود از جامم اناالحق میزنم بر حق

کجائی آشکارا تو چہ ظاہر ہم چہ باطن او
یقین دان یک بودنی دو اناالحق میزنم بر حق

اردو ترجمہ

میں اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔ میں نے نقاب چہرہ سے ہٹادیا اور خرقہ صوفیانہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ میرا کس فرقہ سے تعلق ہے۔ میں اناالحق کا نعرہ لگایا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

میں نے جام شراب نوش کیا اور عشق میں رسوا ہو گیا اور سارا راز فاش ہو گیا۔ میں اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

میں نے ملامت کشی اور رسوائی کی طرف رخ کیا ہے۔ میں نہ ملحد ہوں نہ مسلمان، نہ سندھی ہوں نہ ہندی اور نہ شامی۔ میں اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

جام شراب پینے کے بعد میں اس قدر بے خود اور بدمست ہو گیا ہوں کہ اب مجھے نہ اپنی رسوائی کا احساس ہے اور نہ اپنے ننگ و نام مٹ جانے کا۔ میں اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔

اے آشکار! تو کہاں ہے۔ ظاہر خواہ باطن وہی ہے۔ یقین کر کہ وہ ایک ہے دو نہیں ہے۔ میں اناالحق کا نعرہ لگاتا ہوں۔ میں حق پر ہوں۔



باتو گویم سر عیان خود دراندانی غیر حق
از خود کند با خود بیان خود راندانی غیر حق

حاضر توئی ناظر توئی باطن توئی ظاہر توئی
ہر گز مبین این جسم وجان خود دراندانی غیر حق

مر شد مرا گفتا چنین او عبد و معبود بین
تا تو نیفتی در گمان خوددراندانی غیر حق

آن سرۂ انسان شد او بندہ خود سلطان شد
داری تو بادل این نشان خوددراندانی غیر حق

آشکار خواہی تو کجا آن بادشاجا بجا
گہ این چنیں گہ آنچنان خود راندانی غیر حق

اردو ترجمہ

میں تجھے راز کی بات صاف صاف بتاتا ہوں تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔

وہ جب بات کرتا ہے تو اپنے آپ ہی سے بات کرتا ہے تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔

تو ہی حاضر ہے اور تو ہی ناظر تو ہی باطن ہے اور تو ہی ظاہر۔ اس جم اور جان کو نہ دیکھ۔ تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔

میرے مرشد نے مجھ سے فرمایا ہے کہ عبد بھی وہی ہے اور معبود بھی وہی۔ خبر دار کسی شک وشبہ میں نہ پڑنا۔ تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔

وہ برگزیدہ انسان بن گیا بلکہ غلام شہنشاہ بن گیا تو اپنے دل پر اس بات کو نقش کر۔ تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔

اے آشکار! تو کہاں ڈھونڈھ رہا ہے وہ بادشاہ تو ہر جگہ اور مقام پر موجود ہے کبھی اس طرح کبھی اس طرح۔ تو اپنے آپ کو حق کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھ۔



کز خویش برستی بزن نعرہ اناالحق
زنار گسستی بزن نعرہ اناالحق

از خاک و از آب و از باد و آتش
از جملہ گذشتی بزن نعرہ اناالحق

عشق ست رہ راست کہ از روز الست
خوش راہ گرفتی بزن نعرہ اناالحق

گفتار چہ رفتار از وہست نہ از تو
خود ہیچ نگفتی بزن نعرہ اناالحق

دریست سخن عشق کہ از بحر دل آید
چون در بسفتی بزن نعرہ اناالحق

آشکار و نہان یار بود دردل و جان تو
او ہست تو پستی بزن نعرہ اناالحق

اردو ترجمہ

تو اپنے آپ سے آزاد ہوا۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔ تو نے زنار توڑ دیا۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔

تو اربع عناصر خاک، آب ہوا اور آگ کی تمام حدود توڑ کر نکل گیا۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔

عشق کی راہ روز ازل ہی سے سیدھی راہ ہے تو نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔

گفتار ہو یا رفتار یہ سب اس کی طرف سے ہے۔ تیری طرف سے نہیں ہے، تو نے جو کچھ کہا وہ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔

عشق کی بات ہے ایک موتی کی مثال ہے جو دل کے سمندر سے بر آمد ہوا ہے تو نے جب موتی کو پرو لیا تو اب انا الحق کا نعرہ لگا۔

محبوب تیرے دل اور جان کے اندر بسا ہوا ہے اعلانیہ خواہ پوشیدہ۔ محبوب ہے اور تو نہیں ہے۔ انا الحق کا نعرہ لگا۔

ردیف الکاف

عشق راادانی کہ باشد نور پاک
ہر کسی را عشق باشد پس چہ باک

از محبت عشق پیدا گشتہ است
ہم زمین و عرش و کرسی ہم فلاک

جامہ تقویٰ زہد پوشیدم بسی
پس گریبان عشق کردہ چاک چاک

عشق تریاق است بہر عاشقان
گاہ شیرین ست گاہی زہر ناک

آشکارا کن غلامی عاشقان
از دل و جان شو غلام پای خاک

اردو ترجمہ

تجھے معلوم ہے کہ عشق ایک پاک وصاف نور ہے جس کو عشق ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

عشق، محبت سے پیدا ہوا ہے اور یہ تمام کائنات زمین آسمان عرش اور کرسی بھی محبت ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔

میں نے زہد و تقویٰ کے بہت سے لباس، پہنے، لیکن عشق نے میرا گریبان چاک کر دیا۔

عشاق کے لئے عشق تریاق ہے۔ کبھی میٹھا اور کبھی کڑوا۔

اے آشکار! عشاق کی غلامی کر۔ دل و جان سے ان کا غلام بن جا اور ان کے پاؤں کی مٹی بن جا۔

ردیف اللام

ای دل بگذر ز ہمہ قیل و قال
مہر بلب زن برسد بر تو حال

عشقش نازل بدلت می شود
ہجر شود بر تو مثال و صال

چشم بہ نبد دیدۂ دل بر کشا
پس زدل خویش بہ بینی جمال

ناظر و منظور شدہ خود بخود
دو رکنی از دل دیگر خیال

چونکہ محیط ست عل کل شیٔ
ہست جہان با او ملاؤ مال

ہر کہ فنا فی اللہ گرد و زخود
درجہ بقا باللہ یابد کمال

گاہ نہان گشت گہی آشکار
دیدن او مشکل باشد محال

اردو ترجمہ

تیرے دل پر اس کے عشق کا نزول ہوگا فراق تیرے لئے وصال کی طرح بن جائے گا۔ ظاہری آنکھیں بند کر کے دل کی آنکھیں کھول دے۔ پھر تیری چشم بصیرت جمالِ یار سے آشنا ہوگی۔

دیکھنے والا بھی وہ خود ہے اور دکھائی دینے والا بھی وہ خود ہی ہے۔ تو اپنے دل سے دوسرا خیال نکال دے۔

چونکہ وہ ہر شے پر محیط اور حاوی ہی۔ لہذا سارا جہاں اسی سے مالا مال ہے۔

جو اپنے آپ کو اللہ کی ذات میں فنا کرے گا اس کو بقا باللہ کا مرتبہ بدرجہ کمال حاصل ہو گا۔

محبوب کبھی منظر عام پر آتا ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کا دیکھنا مشکل، بلکہ محال ہے۔



این رمز نمیدانی واقف تو نئ ای دل
از سر من رانی واقف تو نئ ای دل

این جسم همہ جانست جانست همان جانان
بنگر سر سبحانی واقف تو نئ ای دل

بیچون بچون آمده.بیصورت در صورت
کز صورت انسانی واقف تو نئ ای دل

انسان همہ سرست از سر الهی
جان ست همہ جانی واقف تو نئ ای دل

بی جسم بی نشان ست بی مثل لامکان ست
زآدم شد نشانی واقف تو نئ ای دل

قدوس قدیم ست زهر چیز منزه
قل هو الله احد خوانی واقف تو نئ ای دل

آشکار باتو گفتم گوهر سخن چه سفتم
دست از خودی فشانی واقف تو نئ ای دل

اردو ترجمہ

اے دل! تو اس رمز کو نہیں جانتا تو ناواقف ہے۔ اے دل! تو من رانی فقد را الحق کے راز سے ناواقف ہے۔

اے دل! تجھے پتہ نہیں ہے کہ جسم روح بن گیا ہے اور روح محبوب کی صورت اختیار کر

گیا ہے اور جگر خدائی راز بن چکا ہے۔

جو بے مثال تھا وہ مثال بن کر آیا اور جو بے صورت تھا وہ صورت اختیار کر کے آیا۔ اے دل! تو انسانی صورت کے راز سے واقف نہیں ہے۔

انسان اسرار الٰہی میں سے ایک راز ہے انسانی جسم کے اندر جو روح ہے وہ دراصل محبوب ہے۔ اے دل! تو اس راز سے ناواقف نہیں ہے۔

وہ بے جسم اور بے نشان ہے اور بے مثل اور لامکان ہے۔ یہ آدم اس کو پہچاننے کا ایک ذریعہ ہے۔ اے دل! تو اس راز سے ناواقف ہے۔

وہ پاک ہے قدیم ہے اور ہر چیز سے بری ہے۔ اے دل قل ہو اللہ احد پڑھ۔ تو اس راز سے واقف نہیں ہے۔

میں نے سخن کے موتی پروئے ہیں اور ساری باتیں کھول کر بیان کی ہیں۔ انا سے دست بردار ہو جا۔ اے دل! تو اس راز سے واقف نہیں ہے۔

ردیف المیم

این چہ میدانی دلا چون من گدائی میکنم
از گدائی درد و عالم بادشائی میکنم

از حقارت سوی من ہر گز مبین ای زاہدا
گرچہ عریاں بودہ ام خود خود خدائی میکنم

ایکہ از دین کیش رفتم رہ مسلمان کجاست
زاہدی نی ساحری نی پارسائی میکنم

ناکسان افتادہ در راہ ضلالت گمراہی
دررہ وحدت کسان رار ہنمائی میکنم

چیستم من نیستم پنہاں عیان باشد خدا
غرق درد ریای حیرت ماوشائی میکنم

ہیچدانی چیستم من کیستم من نیستم
او سمیع ست او بصیر از خود جدائی میکنم

کر دشہ منصور بر سردار اناالحق ندا
آشکارا پیش جانان سر فدائی میکنم

اردو ترجمہ

اے دل! تو کیا سمجھتا ہے میں گدا گری کرتا ہو؟ میں تو اس گدا گری کے پردہ میں دونوں جہاں میں بادشاہی کرتا ہوں۔

اے زاہد! میری جانب حقارت سے ہر گز نہیں دیکھنا میں اگرچہ ننگا بسا نظر آتا ہوں لیکن میں دراصل خدائی کرتا ہوں۔

اے دوست! میں نے اگر دین و مذہب کو ترک کیا ہے تو مسلمانی کہاں ہے۔ میں نہ زاہد ہوں نہ جادو گر ہوں اور نہ پارسا ہوں۔

ادنیٰ درجہ کے لوگ گمراہ ہوگئے ہیں میں توحید کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرتا ہوں۔

میں کیا ہوں؟ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں ظاہر اور باطن سب کچھ خدا ہی ہے میں اس ''میں'' اور ''تو'' کو یعنی ''انا'' کو دریائے حیرت میں غرق کر رہا ہوں۔

کیا تجھے کچھ پتہ ہے کہ میں کیا ہوں اور کون ہوں؟ میں تو ہوں ہی نہیں۔ بس فقط وہ سمیع اور بصیر ہے۔ میں تو اپنے آپ سے دست بردار ہو چکا ہوں۔

شاہ منصور نے پھانسی کے تختہ پر انا الحق کا نعرہ لگایا۔ اے آشکار! میں محبوب کے حضور میں سر قربان کرتا ہوں۔



در ولایت جسم و جان من بادشاہی میکنم
بادشاہی چیست لیکن خود خدائی میکنم

چند مدت بودہ ام در ملک جسم و جان و دل
مالکم آن ملک و دیگر زین جدائی میکنم

میزنم نعرہ اناالحق ہمچنین منصور دار
بر سرداری ہمین دم سر فدائی میکنم

مون آن دریای اعظم در دلم طوفان نمود
سر پیدا جا بجاؤ ہر کجائی میکنم

آشکارا و نہان بر آستان پیر مغان
چون گدا در کوچہ و کوئی گدائی میکنم

اردو ترجمہ

میں جسم اور جان کی مملکت میں بادشاہی کرتا ہوں۔ بادشاہی کیا چیز ہے میں تو خود خدائی کرتا ہوں۔

میں جسم جان اور دل کی مملکت میں کافی عرصہ تک ٹھرا ہوں میں اسس ملک کا مالک ہوں لیکن اب اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔

جس طرح منصور نے سولی پر چڑھ کر اناالحق کا نعرہ لگایا اسی طرح اب میں بھی اپنا سر قربان کرتا ہوں۔

اس بحر بے پایاں کی موج نے میرے دل کے اندر طوفان برپا کر دیا۔ یہ راز ہر جگہ ظاہر ہو چکا ہے اور میں بھی اسے عام کر رہا ہوں۔

جس طرح گداگر گلیوں اور کوچوں میں گداگری کرتے ہیں اسی طرح میں بھی ظاہر خواہ پوشیدہ اپنے پیر مغان کے آستان پر گدائی کرتا ہوں۔



دردیده ما دارم ترا طمع از جهان بریده ام
هر جای جلوه حسن تو ملک خدا گرویده ام

چندان عجائبها عجب هستند در هر کشوری
همچون عجائب خویشتن نی هیچ دیگر دیده ام

حبل الورید ست دائما من بیخبر هستم ازد
زیرا که بر سر چشم ورو این خاک راما لیده ام

هفتاد و دسالم شده در پیچ زلفت مبتلاست
یک روز خواهم وصل تو عشقت بجان ورزیده ام

گر یک قدم عاشق رود محبوب آید صد قدم
این حرف راز بزرگان با گوش دل شنیده ام

در حیرت آید عبرتم کاندر وصال هجر چیست
ای آشکارا زین سبب از چشم خون باریده ام

اردو ترجمہ

میری آنکھوں میں تو نہیں بستا ہے۔ میں نے باقی تمام دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ میں نے ساری دنیا کو گھوم پھر کر دیکھا۔ مجھے ہر جگہ تیرا ہی حسن جلوہ گر نظر آیا۔

ہر ملک میں بے شمار اور عجیب وغریب قسم کے عجائبات ہیں لیکن میں نے خود اپنے جیسا عجائب کوئی نہیں دیکھا۔

وہ ہمیشہ شہ رگ سے بھی قریب رہتا ہے لیکن میں اس کی موجودگی اور قرب سے بے خبر رہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے سر اور آنکھوں پر یہ خاک مل لی ہے (یہ اشارہ ہے ان

لوگوں کی طرف جنہوں نے اپنی ہستی کو ترک نہیں کیا اور ابھی مادیت کی قید میں مقید ہیں)
میری عمر بہتر برس تک پہنچ گئی ہے میں تیری زلفوں کا اسیر ہوں۔ میں نے تیرے عشق کو دل وجان سے قبول کر لیا ہے۔ میں صرف ایک بار وصل چاہتا ہوں۔

عاشق اگر ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو محبوب سو قدم آگے بڑھتا ہے یہ نکتہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے۔

یہ بات حیرت کی ہے اور عبرت کی بھی کہ آخر وصال کے اندر فراق کیوں ہے۔ اے آشکار میں اسی وجہ سے خون کے آنسو روتا رہتا ہوں۔



مجلس حاکمان رادیدم
مو جہبای عمان رادیدم

بر غریبان ظلم صد تعدی
حکمرانی شہان رادیم

درفرح عیش اغنیا سیرند
کار سازی جہان رادیدم

کیسہ پر زر شوند خالی دست
تانو ان دتوان رادیم

شہ گدا و گدائی سلطان شد
گردش این زمان رادیدم

حافظان در وخان بی عمل اند
بیخبر قاضیان رادیدم

راہ آن مستقیم کس نگرفت
ہمچنان گمرہان رادیدم

گر بپرسی بگیر راہ یقین
ہمہ شک و گمان رادیدم

اردو ترجمہ

بادشاہ گدا بن گیا اور گدا بادشاہ ہو گیا میں نے اس دنیا کی گردش بھی دیکھ لی۔
تہی دستوں کی جیبیں اشرفیوں سے بھری ہوئی دیکھیں۔ کمزور کو زور آور ہوتے ہوئے

بھی دیکھ لیا۔

دولت مند لوگ عیش اور خوشی میں مست ہیں دنیا کا کاروبار کیسے چلتا ہے یہ بھی دیکھ لیا۔

دولت مند لوگ عیش اور خوشی میں مست ہیں دنیا کا کاروبار کیسے چلتا ہے۔ یہ بھی دیکھ لیا۔

غریبوں پر مظالم اور سینکڑوں زیادتیاں

بادشاہوں کی حکمرانی کے ڈھنگ بھی دیکھے۔ میں نے حکام کی کچہریاں دیکھیں۔

دریائے عمان کی موجیں بھی دیکھیں۔

حافظان قرآن تلاوت قرآن تو کرتے ہیں لیکن بے عمل، جاہل اور بے شعور قاضیوں کو بھی دیکھا۔

صراط مستقیم پر کوئی نہیں چلتا میں نے گمراہوں کو بھی دیکھ لیا۔

اگر مجھ سی پوچھے تو یقین کی راہ اختیار کر میں نے تمام شکوک و شبہات کو دیکھ لیا ہے۔



همه اشراف ور غم و اندوه
خرمی ناکسان رادیدم

هر کسی بردروغ بست کمر
راستی رهروان رادیدم

هر کسی مانده است در پندار
محویت عارفان رادیدم

از لکد کو بے فلک آزاد
مگر آن عاشقان رادیدم

طوق زرین مرصع از یاقوت
هم بگر دن خران رادیم

بردر حاکمان خراب و خجل
زاهدان عابدان رادیدم

شکو هاى کنند گر سنگى
حالت این منعمان رادیدم

بهر دنیاى دون سر گردان
روز و شب عالمان رادیدم

عزت و آبرو به کفاران
خجلت مومنان رادیدم

اردو ترجمہ

تمام شریف لوگ غمناک اور پریشان حال ہیں۔ نااہل لوگوں کو مین نے خوش و خرم دیکھا ہے۔

ہر شخص نے جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے۔ میں نے سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو بھی دیکھ لیا۔

ہر شخص اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتا ہے۔ درویشوں کی محویت اور استغراق کو بھی دیکھ لیا۔

میں نے زمانے کے تھپیڑوں سے فقط عشاق ہی کو آزاد دیکھا ہے۔

میں نے جواہرات سے جڑا ہو سنہری گلوبند گدھوں کی گردن میں دیکھا ہے۔

میں نے زاہدوں اور عابدوں کو حکمرانوں کے دروزاہ پر ذلیل اور شرمندہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

میں نے ان امیروں اور دولت مندوں کا حال بھی دیکھا ہے جو ہمیشہ بھوک کی شکایات کرتے ہیں۔

میں نے دن رات علماء کو ذلیل دنیا کے لئے حیران اور سرگرداں دیکھا ہے

میں نے کفر کو عزت اور آبرو کے عالم میں اور مومنوں کو ذلت اور خواری کے عالم میں دیکھا ہے۔



هوشمندان خوار بهر پشیز
زرقلاوه سگان رادیدم

مجمع الخلق ور یمین دیسار
بیشتر بزرگان رادیدم

پسر جنگ با پدر وارد
بی ننگ دبی نشان رادیدم

ایکه از خوف کار پردازان
زرد رو مرد مان رادیدم

از هوائ زمانه درامن ست
کوئی پیر مغان رادیدم

چه اکابر چه مردمان شراف
رجعت پاسبان رادیدم

هم پریشان حال ناله کنان
هر کجا انس و جان رادیدم

چه کلیسا چه مسجد و منبر
بیدلے هر مکان رادیدم

نیست آزاد کس ز حرص وهوا
مبتلا هر کسان رادیدم

اردو ترجمہ

میں نے داناؤں کو ایک دمڑی کے واسطے ذلیل اور خوار ہوتے ہوئے دیکھا اور سنہری گلوبند (دوپٹہ) کتوں کی گردن میں دیکھا۔

میں نے اکثر بزرگوں کے دائیں اور بائیں لوگوں کے ہجوم دیکھے یعنی ان کو اپنی ابزرگی کو لوگوں کے سامنے نمائش کرتے ہوئے دیکھا۔

میں نے ایسے بے شرم اور بے حیا بیٹے بھی دیکھے جو اپنے باپوں کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں۔

اے دوست! میں نے دفتری بابوؤں کی دھاندلیوں کی وجہ سے لوگوں کو غم اور پریشانی میں دیکھا ہے۔

میں نے گردش زمانہ سے فقط پیر مغان کے کوچہ کو محفوظ دیکھا۔

میں نے دیکھا دربان شرفا اور بڑے بڑے معززلوگوں کو دھتکار کر واپس کر رہا تھا۔

میں نے تمام مخلوق کو پریشان حال اور آہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا۔

کلیسا میں مسجد میں اور منبر پر بلکہ ہر جگہ میں نے لوگوں کو مایوس دیکھا۔

حرص وہوس سے کوئی بھی آزاد نہیں ہے۔ میں نے ہر شخص کو اس میں مبتلا دیکھا۔



آنکہ ہمراز بود ہم مجلس
بیوفائے ہمان رادیدم

زر نباشد بدست درویشان
طمع مال خسان رادیدم

تخنگہ مملکت خراسانے
حکم ایرانیان رادیدم

کشورات از مغول غصبیدہ
دست یونانیان رادیدم

اوز ملک خدست آوراہ
این چنیں شہ دران رادیدم

غلبہ کردہ جماعت کفار
غارت مولتان رادیدم

مسلمان مومنان زدست کفار
قتل شد کشتیکان رادیدم

عاقبت میر سد بکشور سندھ
صد زیان حمزیان رادیدم

آخرین وقت آشکارا شد
ہم نہان و عیان رادیدم

اردو ترجمہ

میں نے ان دوستوں کو بے وفائی کرتے ہوئے دیکھا جو محرم راز اور اکٹھی اٹھنے بیٹھنے والے تھے۔

درویشوں کو تہی دست دیکھا اور ادنی درجہ کے لوگوں کو زر د سیم کے حرص میں مبتلا دیکھا۔

میں نے ملک خراسان کے دارالحکومت میں ایران والوں کا حکم چلتے ہوئے دیکھا۔

میں نے دیکھا مغلوں کی مملکتیں یونانیوں نے غصب کرر کھی ہیں۔

میں نے درانی خاندان کے حکمران کو دیکھا وہ ملک بدر ہو کر آوارہ پھر رہا تھا۔

میں نے دیکھا کفار ملتان پر قابض ہو گئے اور اس کو لوٹ کر تاخت وتاراج کر دیا۔

میں نے مومنوں اور مسلمانوں کی وہ لاشیں دیکھی ہیں جو کفار کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔

آخر کار سندھ کو بہت زبردست نقصان پہنچے گا اور وہ نقصان پہنچانے والے حمزہ خاندان سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

اے آشکار! آخری وقت کے سارے واقعات پوشیدہ خواہ ظاہر میرے اوپر منکشف ہو چکے ہیں۔



عشق را پایدار می بینم
قائم و بر قرار می بینم

ازمیٔ عشق عاشقان مستند
هر دم اندر خماری بینم

روز و شب از غم والم دارند
گریهء زار زار می بینم

شهسواران رهروان رفتند
پای لنگان هزار می بینم

عاقلان ره سلامتی گیرند
من ره انتظار می بینم

گشت منبر مکان واعظیان
سر عاشق بداری بینم

عاشقان عارفان زمهجوری
در رهش اشکباری بینم

عالمان مفتیان بی عمل اند
اندرون کشتکاری بینم

بین بآخر زمان شنواز من
کس نه در اعتباری بینم

اردو ترجمہ

میں عشق کو پائیدار قائم اور برقرار دیکھتا ہوں۔

عشاق شراب عشق سے مست ہیں۔ میں ان کو ہر وقت مخمور دیکھتا ہوں۔

دن رات غم والم سے زار وزار روتے رہتے ہیں۔

جو شہسوار تھے وہ چلے گئے۔اب ہزاروں لنگڑے نظر آتے ہیں۔

عقلندوں کو راہ راست پر چلنا چاہیئے۔

میں راستہ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔

واعظوں کا مقام مسجد کا منبر ہے اور عشاق کا سر سولی پر نظر آتا ہے۔

عشاق جو اہل معرفت ہیں وہ محبوب کی جدائی میں محبوب کے راستہ میں روتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

علماء اور مفتی بے عمل ہیں۔ان کے دل میں زمیندار بننے کے خیالات ہیں۔

مجھ سے سنو آخری زمانہ میں کوئی شخص اعتبار کے قابل نہیں ہوگا۔



بزرگان و مشائخان زمان
فارغ از در دیار می بینم
بلکہ گویند من چنین و چنان
ہمہ در افتخار می بینم
راہ مولیٰ کسے نمی گیرد
ہر کسی رابکار می بینم
گہ بہارلسیت گہ خزان گردو
گہ خزان را بہار می بینم
ہر کجا شورو شرشدہ پیدا
فتنہ در ہر دیار می بینم
دل کہ از در دیار فارغ شد
نہ زندہ مردہ دار می بینم
راستی را خلاف میدانند
این عجب آشکار می بینم

اردو ترجمہ

دنیا کے بزرگ اور مشائخ محبوب کے درد عشق سے خالی نظر آتے ہیں۔
وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں یہ سب کے سب فخر اور غرور میں مبتلا ہیں۔
خدا کی راہ کوئی نہیں پکڑتا سب دنیوی دھندوں میں لگے ہوئے ہیں۔
کبھی بہار ہے اور کبھی خزاں اور کبھی خزاں کو بہار سے بدلتے ہوئے دیکھتا ہوں۔
ہر جگہ شور و شر برپا ہو گیا اور ہر ملک میں فتنہ نظر آتا ہے۔
جو دل محبوب کے درد سے خالی ہے وہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔
سچ کو جھوٹ سمجھا جاتا ہے اے آشکار! میں یہ عجیب بات دیکھتا ہوں۔



بت را سجود کردم در بت کدہ نشستم
اسلام شد بغارت چون سد دین شکستم

ایمان دین برون شد آن یار اندرون شد
زنار در گلو شد رشتہ سبحہ کستم

پیر مغان وا وہ یک جام پر زبادہ
یادم کسی نیا مدا ختیار شد زد ستم

این شیوہ الیست رندی معلوم شد برندان
من از شراب وحدت منصور وار مستم

ازہر دو لب پیالہ بیرون مکش تو یکدم
گہ گم شوی زہستی گہ آشکار ہستم

اردو ترجمہ

میں نے بت کو سجدہ کیا اور بتکدہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے جب دین کی حدود کو توڑ دیا تو اسلام لٹ گیا۔

دین اور ایمان باہر چلا گیا اور یار اندر آگیا۔ میں نے گلے میں زنار ڈال کر تسبیح کے دھاگے کو توڑ دیا۔

مجھے پیر مغان نے شراب سے ایک جام بھر کر دیا۔ پھر مجھے کچھ یاد نہیں رہا اور اختیار ہاتھوں سے جاتا رہا۔

یہ رندی شیوہ ہے اور رندوں کو معلوم ہے میں شراب وحدت سے منصور کی طرح مست ہوں۔

اے آشکار! شراب وحدت کا جام ایک گھڑی کے لئے بھی اپنے ہونٹوں سے جدا نہ کر۔ تو کبھی معدوم الوجود ہوگا اور کبھی اعلانیہ جلوہ گری کرتا نظر آئے گا۔



اگر با اۂ نہ رنجم تابہ کنجم
چودر گنجم پس انگہ خود نہ سنجم

اگر خودر ابسنجم از خودی خویش
درون دیگ برنجان یک برنجم

بود در باغ شیریں میو ہا بس
میان میو ہ ہائے من ترنجم

زجسم و جان چون آزاد گشتم
ہمون ماندہ کہ من درشش نہ پنجم

چو کردم راز پنہان آشکارا
نشستن این چنین نبود بکنجم

اردو ترجمہ

میں اگراس سے ناراض نہیں ہوں گا۔ یعنی اس کے عشق میں درد و غم کو خوشی سے برداشت کرلوں گا تو اپنے لئے گنجائش پیدا کر سکوں گا اور جب گنجائش پیدا کرلوں گا تو اپنے آپ کو بھول جاؤں گا۔

لیکن اگر میں اپنے آپ کو بھول جانے کے بجائے خودی کی وجہ سے اپنے کو کچھ سمجھنے لگوں گا تو میری حالت وہی ہوگی جو چاولوں سے بھری ہوئی دیگ کے اندر چاول کے ایک دانہ کی ہوتی ہے۔ یعنی مجھے کوئی امتیاز حاصل نہیں ہو سکے گا اور میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح ایک عام آدمی ہوں گا۔

باغ کے اندر بہت سے میٹھے میوے موجود ہیں۔ لیکن میں ان میووں کے درمیان ترنج

کی طرح ایک کھٹا میوہ ہوں۔

میں جب اپنے جسم اور جان سے یعنی اپنی خودی سے آزاد ہو گیا تو باقی وہ رہا جس کی وجہ سے میں کسی بھی شش و پنج میں نہیں ہوں.

یعنی اپنے آپ کو مقام فنا سے گذار کر مقام بقا پر قائز ہونے کے بعد میں بالکل مطمئن ہوں۔

اب جبکہ میں نے اسرار پوشیدہ کو بے نقاب کر دیا تو مجھے یوں گوشہ نشین بن کر نہ بیٹھنا چاہیئے۔



از کفر و دین ہر آئینہ بادل سلام کردم
دیگر طرف نرفتم عشقش امام کردم

چندین حدیث پیشین از عاشقان شنیدم
سردہ براہ جانان قصہ تمام کردم

در عبریتم آمدیک الف سہ صد سن
چہ ندای قول آن حق بر خاص وعام کردم

رہ عشق کی بپر سدا زما اگر بپرسی
خود راز قید ہستی بی ننگ و نام کردم

پنہاں و آشکارا کہ برآستان مقدس
خودراز بند گانش کمتر غلام کردم

اردو ترجمہ

کفراور دین کو میرا دور سے سلام ہے۔ میں اور کسی جانب ملتفت نہیں ہوں۔
میں نے اس کے عشق کو اپنا امام بنالیا ہے۔

میں نے عشاق سے بہت سی روایات سنی ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ محبوب کی راہ میں اپنا سر قربان کرنا چاہیئے۔ اس لئے میں نے سر دے کر سارا قصہ ختم کر دیا۔

میں عبرت میں ہوں کہ تیرھویں صدی آگئی۔ جو حق کی بات تھی وہ میں نے علی الاعلان خاص وعام پر ظاہر کر دی۔

عشق کی راہ پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم سے پوچھو تو ہم نے اپنے آپ کو ہستی کی قید سے بھی آزاد کر لیا اور نام اور ناموس سے بھی۔

میں نے اس کے آستان مقدس پر پوشیدہ اور اعلانیہ اپنے آپ کو اس کے غلاموں کا بھی ادنی سا غلام بنادیا ہے۔



یار راهر کجا همی بینم
زین سبب نزد خلق بیدینم

مسجد و منبری نمیدارم
اندر آن میکده چو بنشینم

خویشتن رامدان تو غیر خدا
پیر ماکرده است تلقینم

قدم پیش و پس نمیدارم
مستقیم براه تمکینم

گہ گدا گاہ بادشہ باشم
گہ بہ تمکین گہ بہ تلوینم

گم چو گشتیم در بحر توحید
آشکارا نہ آن نہ اینم

اردو ترجمہ

میں ہر جگہ اور ہر مقام پر یار کو دیکھتا ہوں اور اسی وجہ سے لوگوں کے نزدیک بے دین ہوں۔
میں جب اس میکدہ میں بیٹھتا ہوں تو مسجد اور منبر کو بھول جاتا ہوں۔
تو اپنے آپ کو اللہ کے سوائے اور کچھ نہ سمجھ۔ میرے پیر نے مجھے یہی تلقین کی ہے۔
میں عزت اور وقار کے مقام پر فائز ہوں۔ اور وہاں سے اپنا قدم آگے پیچھے نہیں کرتا یعنی قدم ادھر ادھر نہیں ہٹاتا۔
میں کبھی گدا ہوں اور کبھی بادشاہ کبھی تمکین کے مقام پر ہوں کبھی تلوین کے مقام پر۔
(نوٹ: تلوین کے لغوی معنی ہیں گوناگوں اور رنگارنگ کرنا۔ اصطلاح تصوف میں فقر کاایک مقام ہے) اے آشکار! میں جب سے بحر توحید میں غرق ہوا ہوں نہ یہ رہا نہ وہ رہا۔



در شوق تو همه عمری گذارم
شب و روز بدر و گریه زارم

این هجر قیامت ست دیگر
هیهات زهجرا شکبارم

چون یادکنم حدیث دلبر
فریاد کنان و بیقرارم

آرام نه صبر هست دل را
از وصل بتو امیدارم

از دوست خبر نمید هدکس
هر دم بدل ست انتظارم

بیجان نموده است فرقت
آینده طاقت ندرام

قربان شوم بخاک پایت
عاشق بجهان آشکارم

اردو ترجمہ

میں اپنی عمر تیرے شوق میں بتارہا ہوں اور دن رات رونے اور آہ وزاری میں مصروف ہوں۔
یہ جدائی ایک دوسری قیامت ہے ہائے ہائے میں جدائی میں اشکبار ہوں۔
جب محبوب کی باتیں یاد کرتا ہوں تو منہ سے فریاد نکل جاتی ہے اور بے قرار ہو جاتا ہوں۔
دل کو نہ آرام ہے اور نہ صبر۔ میں تجھ سے تیرے وصل کا امیدوار ہوں۔
مجھے میرے دوست کی خبر کوئی نہیں دیتا۔ میرے دل میں ہر وقت انتظار کی کیفیت ہے۔
جدائی نے مجھے بے جان کر دیا ہے میں ناتوان ہو گیا ہوں۔
اے محبوب! میں تیری خاک پاپر قربان ہو جاؤں۔ میں دنیا بھر میں تیرا عاشق مشہور ہوں۔



زیونانی نہ عبرانی چہ دانم
ز ایرانی نہ سریانی چہ دانم

چہ توریت و چہ زبور و چہ انجیل
ازان علم تو میدانی چہ دانم

غلامی از غلامان شاہ عربم
کہ ازاین وہم آنی چہ دانم

ندانم خویش را اوہست یا نیست
زدانائی زنادانی چہ دانم

منم سرش کہ او باشد سرما
زجنے و ز انسانی چہ دانم

بہر جا اوبود منظور و ناظر
زور دو ہم زور مانی چہ دانم

کجائی آشکارا خویش دریاب
کہ از جانی و جسمانی چہ دانم

اردو ترجمہ

میں یونانی اور عبرانی کیا جانوں۔ ایرانی اور سریانی کیا جانوں۔
تورات، زبور اور انجیل کا علم تو جانتا ہے میں کیا جانوں۔
میں تو شہنشاہ عرب کے غلاموں کا غلام ہوں میں یہ اور وہ کیا جانوں۔

میں اپنے متعلق کچھ نہیں جانتا کہ میں ہو یا نہں ہو۔ مجھے نہ دانائی کا پتہ ہے نہ نادانی کا۔
میں اس کا راز ہوں جو میرا راز ہے۔ میں جن وانس کو نہیں جانتا۔
ہر مقام پر وہی منظور (نظر آنے والا) بھی ہے اور وہی ناظر (دیکھنے والا) بھی۔ نہ درد کو جانتا ہوں اور نہ درمان کو۔
اے آشکار! تو کہاں ہے اپنا سراغ تو لگا کیونکہ مجھے نہ تیری جان کا پتہ ہے اور نہ تیرے جسم کا۔



دلا از درد خوانی من چه دانم
زشک واز گمانی من چه دانم

همیں گفتار دانی از کدام ست
زشرح واز بیانی من چه دانم

درون بیرون بالا پست او شد
زپیری و جوانی من چه دانم

منم بیرون زحد واز نہایت
ازان ملک کیانی من چه دانم

شنو 'الآن' او باشد 'کماکان'
زدانی و ندانی من چه دانم

مرا بادین و دنیا نیست کاری
زنفع واز زیانی من چه دانم

اردو ترجمہ

اے دل! میں درد اور وظیفہ کو نہیں جانتا۔ میں شک اور گمان کو نہیں جانتا۔

کیا تجھے پتہ ہے کہ یہ آوزا کہاں سے آتی ہے۔ میں اس کی شرح اور بیان کو نہیں جانتا (یعنی شرح اور بیان سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے)

اندر اور باہر اوپر اور نیچے وہی ہے۔ وہ بوڑھا ہے یا جواں ہے یہ میں نہیں جانتا۔

میں لا حد اور بے انتہا ہوں۔ میں مملکت کیانی کو نہیں جانتا (کیانی ایران کے ایک شاہی خاندان کی عرفیت ہے جس میں کیخسرو اور کیقباد گذرے ہیں)

سن! وہ آج بھی اسی طرح ہے جس طرح ازل الازلات میں تھا اور ابدالآباد تک اسی طرح رہے گا۔ میں جاننے اور نہ جاننے کو نہیں جانتا۔ یعنی میں اس راز کی اس سے زیادہ تشریح کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے دین اور دنیا سے کوئی واسطہ نہیں میں فائدہ کو جانتا ہوں اور نہ نقصان کو۔



زخود رفتم ندیدم خویشتن را
زنام وننگ نشانی من چه دانم

کہ باچونیم گاہی بی چگونہ
زاعیانی نہانی من چہ دانم

زباد و نار آب وہم زخاکی
بقا راہم زفانی من چہ دانم

نہ مخفی ماندا اینجا آشکارا
زمیری وزخانی من چہ دانم

اردو ترجمہ

میں نے اپنے آپ کو گم کر دیا اور اپنے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نام و نشان اور ننگ اور ناموس کو نہیں جانتا۔

میں کبھی سب جیسا ہوں کبھی کسی جیسا بھی نہیں ہوں۔ میں ظاہر اور پوشیدہ کو نہیں جانتا۔

میں نہ اربع عناصر کو جانتا ہوں وار نہ بقا اور فنا کو۔

آشکار یہاں پوشیدہ نہیں رہ سکا۔ میں نہ کسی میر کو جانتا ہوں نہ کسی خان کو۔



گر بندۂ من گناہگارم
از در تو بسی امیدوارم

دربار گہت چہ عرض سازم
کز جرم و خطائی شرمسارم

ہر کس کہ مرا نمی پذیرد
حقا کہ سگ تو داغدارم

ہرگز زدرت بدر نرفتم
کن عفو کہ عذر پیش آرم

بر مور ضعیف کرم فرما
بر لطف تو ہست انتظارم

بخشید مرا چو رہبرے تو
دانیم کہ من درین چکارم

از بادہ و حدتم کنی مست
شب و روز مدام در خمارم

از کردہ خودشدم پشیمان
خودرا بتو بادشہ سپارم

مائیم خراب دل خرابم
بد کار بعالم آشکارم

اردو ترجمہ

میں اگرچہ ایک گناہگار بندہ ہوں۔ لیکن تیرے دروازے پر امید لے کر آیا ہوں۔
میں آپ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں کیونکہ میں اپنے جرم و خطا کی وجہ سے شرمسار ہوں۔

مجھے کوئی بھی شخص قبول نہیں کرتا خدا کی قسم میں تیرے دروازہ کا نشان زدہ کتا ہوں۔
میں کبھی بھی تیرے دروازہ سے باہر (دور) نہیں گیا۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے معاف کر دے۔

اس ضعیف چیونٹی پر کرم کر۔ مجھے تیرے لطف و کرم کا انتظار ہے۔
جب تیری ہدایت نے مجھے بخش دیا تو میں سمجھوں گا کہ میں بھی کسی قابل ہوں۔
مجھے شراب وحدت سے مست کر دے اور مجھے دن رات مخمور رکھ۔
میں اپنے کئے پر پشیمان ہوں۔ اے شہنشاہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا ہے۔ میں خراب ہوں۔ میرا دل بھی خراب ہے۔ میں دنیا میں بدکار مشہور ہوں۔



ہی ہی نہ شناسائی ہیہات وہی ہایم
در پردہ من و مائی ہیہات وہی ہایم

آگاہ نہ دل ہستم بر کذب کمر بستم
بگذرخود نمائی ہیہات وہی ہایم

باور نکنی برخود آن بود ہمہ او بد

ہشد ارتو کجائی ہیہات وہی ہایم
گر خویش می پرستی گویا تو بت پرستی
بیگانہ آشنائی ہیہات وہی ہایم

از خود نگذشتی تو باد یو نشستی تو
زشت ست نہ زیبائی ہیہات وہی ہایم

صد حرف ہمیگویم نہ دست زخود شویم
کی یابی روشنائی ہیہات وہی ہایم

آشکار کجائی تو در ماؤ شمائے تو
از خویش برون آئی ہیہات وہی ہایم

اردو ترجمہ

افسوس صد افسوس تو رمز شناس نہیں ہے۔ افسوس صد افسوس۔ تو "من و تو" کے حجابات میں ہے افسوس صد افسوس۔

میں اپنے دل کے راز سے آگاہ نہیں ہوں۔ میں نے جھوٹ پر کمر باندھی ہے خود نمائی کو

ترک کردے۔افسوس صد افسوس۔

اپنی ہستی پر اعتبار نہ کرنا جو کچھ ہے وہی ہے ہوش میں آ۔ تو کہاں ہے۔افسوس صد افسوس۔

تو اگر اپنی پرستش کرتا ہے تو، تو بت پرست ہے تو دوست سے بیگانہ ہے افسوس صد افسوس۔

تونے اپنی ہستی کو ترک نہیں کیا اور شیطان کا ہم جلیس بن گیا۔یہ بری بات ہے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔افسوس صد افسوس۔

میں باتیں تو سیکڑوں کہتا ہوں۔ لیکن اپنے آپ سے دست بردار نہیں ہوتا۔اس طرح تو روشنی کیسے حاصل کرے گا۔افسوس صد افسوس۔

اے آشکار! تو کہاں ہے تو تو ابھی ماوشما میں مبتلا ہے۔اپنی ہستی سے باہر نکل آ۔افسوس صد افسوس۔



بسی خود راہی جویم نیابم
ہمہ دریا بود من چون سرابم

اگر آریم خود را درمیانہ
بہ پیش عارفان من بس خرابم

نہ گویائی زمن شد اوست گویا
سرانیدہ ہمون ست من ربابم

بدرجہ بے خودی آورد مارا
وگر آیم بما پس در عذابم

نباشم ہر کجا او آشکارا
اگر باشیم الاخود حجابم

اردو ترجمہ

میں اپنے آپ کو بہت تلاش کرتا ہوں لیکن پا نہیں سکتا۔ تمام دریا ہی دریا ہے میں سراب کی طرح ہوں۔

میں اگر اپنے آپ کو بیچ میں لاؤں گا تو اہل معرفت کے نزدیک بہت خراب سمجھا جاؤں گا۔

یہ باتیں میری نہیں ہیں۔ بولنے والا وہی ہے وہی گانے والا ہے۔ میں فقط ساز ہوں۔

محبوب نے مجھے بے خودی کی کیفیت میں ڈال دیا ہے۔ اب اگر میں خودی میں آتا ہوں تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا۔

میں نہیں ہوں۔ ہر جگہ وہی جلوہ گر ہے میں اگر ہوں تو فقط اپنا حجاب ہوں۔



در تصور دان مدان شب ور وز اندر عبرتم
ہر گز ندانم این و آن شب و روز اندر عبرتم

او بگویداد بشنو داد ببیند ہر طرف
این چہ باشد جسم و جان شب و روز اندر عبرتم

گاہ اندر بی نیازی گاہ آیدور نیاز
پس کجا نام و نشان شب و روز اندر عبرتم

گاہ گریان گاہ خنداں گہ خزان گہ نو بہار
گہ نہان گہ عیان شب و روز اندر عبرتم

آشکارا فہم کن اندر میان تو نیستی
او خود کند خود را بیان شب و روز اندر عبرتم

اردو ترجمہ

میں جاننے اور نہ جاننے کی تصور میں دن رات عبرت میں ہوں۔ میں یہ اور وہ بالک نہیں جانتا دن رات عبرت میں ہوں۔

وہی بولتا ہے۔ وہی سنتا ہے اور وہی ہر طرف دیکھتا ہے۔ یہ جسم اور جان کیا ہے۔ دن رات عبرت میں ہوں۔

کبھی بے نیازی کرتا ہے اور کبھی نیاز۔ پھر نام و نشاں کہاں باقی رہا۔ دن رات عبرت میں ہوں۔

کبھی رونا ہے کبھی ہنسنا ہے کبھی خزاں ہے کبھی نو بہار ہے۔ کبھی پوشیدہ کبھی ظاہر۔ دن رات عبرت میں ہوں۔

اے آشکار! سمجھ سے کام لے۔ تو درمیان میں ہے ہی نہیں۔ وہ اپنی باتیں آپ ہی کرتا ہے۔ دن رات عبرت میں ہوں۔



از جان و جسم خبر ندارم
زین بیخبری کہ شہر یارم

بے یار نیم ولی بیارم
دانم بہ یقین کہ خویش یارم

عشقش کہ بجان و دل گرفتم
سر جان و دل باد سپارم

معشوق گہیم گاہ عاشق
گہ خوشدل گاہ گریہ زارم

آنجا بحقیقتیم قائم
اینجا کہ بنام آشکارم

اردو ترجمہ

مجھے جسم اور جان کا پتہ نہیں ہے اور بیخودی کا یہ عالم ہے کہ مجھے یہ احساس بھی نہیں ہے کہ میں خود ہی شہنشاہ ہوں۔

میں محبوب سے الگ نہیں ہوں بلکہ محبوب کے ساتھ ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنا محبوب آپ ہی ہوں۔

میں نے اس کا عشق دل و جان کے ساتھ قبول کر لیا ہے۔ میں نے اپنا سر جان اور دل اس کے سپرد کر دیا ہے۔

میں کبھی معشوق ہوں اور کبھی عاشق، کبھی خوش رہتا ہوں اور کبھی روتا ہوں۔

یہاں تو میرا نام آشکار ہے لیکن وہاں میں حقیقت پر قائم ہوں (یعنی اصل حقیقت ہوں)



چون از خود رقتیم بکویش بر سیدیم
آن ہر چہ بدید یم بجزیار ندیدیم

ہر سوی بسو بود ولی بیخبرم شد
بیہودہ چونا بین بہر جای دو یدیم

جز درد بسو دوست نہ راہ است نہ روئی
آن درد چوز ہر ست شکر دار چشیدیم

دردست رہ راست کہ از رنج بگنج ست
دردش بگرفیتم چہ محنت بکشیدیم

آشکار چو شد یار دگر غیر نماندہ
المنت اللہ کہ از غیر رہیدیم

اردو ترجمہ

جب اپنی ہستی کو ترک کیا تو اس کی گلی میں پہنچ گیا۔ وہاں جو کچھ دیکھا، محبوب ہی کو دیکھا۔

وہ تو چاروں طرف موجود تھا لیکن میں بے خبر تھا۔ خواہ مخواہ اندھوں کی طرح ادھر ادھر دوڑتا رہا۔

عشق کے بغیر محبوب کی جانب جانے کا سیدھا راستہ ہاتھ نہیں آتا۔ محبوب کے عشق کا درد زہر کی طرح ہے لیکن میں اسے شکر سمجھ کر پی گیا۔

درد عشق راہ راست ہے جو رنج سے گنج تک پہنچاتا ہے۔ میں نے اس کے درد عشق کو اپنا لیا ہے اور کیا محنت کی ہے۔

جب آشکار یار ہوا تو پھر کوئی غیر باقی نہیں رہا۔ اللہ کا شکر ہے غیر سے رہائی پائی۔



او موی بمو بوده ای دل که ندانستم
اور وی بردبوده ای دل که ندانستم

در جستن آن دلبر حیران شده ام اما
اوسوی بسو بوده ای دل که ندانستم

گفت ست نحن اقرب پس دور چرا وانی
اوہوی بہو بوده ای دل که ندانستم

گفتم که بمیخانه روم یا در مسجد
اوکوی بکو بوده ای دل که ندانستم

خود داند خود خواند خود خود که برای خود
درجوی بجو بوده ای دل که ندانستم

اردو ترجمہ

اے دل! محبوب تو میرے روئیں روئیں میں سمایا ہوا تھا لیکن مجھے پتہ نہیں تھا۔ وہ تو میرے سامنے موجود تھا لیکن مجھے پتہ نہ تھا۔

میں اس محبوب کی تلاش میں کس قدر حیران و سر گردان ہوا لیکن اے دل! وہ چاروں جانب موجود تھا۔ مجھے پتہ نہیں تھا۔

میں نے خیال کیا کہ میخانہ میں جاؤں یا مسجد میں لیکن محبوب تو گلی گلی میں موجود تھا لیکن مجھے پتہ نہیں تھا۔

اس نے خود ہی نحن اقرب (ہم بہت قریب ہیں) فرمایا ہے۔ پھر تو اس کو دور کیوں سمجھتا ہے۔ وہ تو ظاہر ہے اور اعلانیہ موجود ہے۔ اے دل مجھے پتہ نہ تھا۔

وہ خود ہی جانتا ہے اور خود ہی پڑھتا ہے۔ وہ آپ ہی آپ ہے اور ہر مقام پر موجود ہے۔ اے دل! مجھے پتہ نہیں تھا۔



او خود بر خود نگران من فہم بفہم
ہم تہمت بر دگران من فہم بفہم

آن کیست کہ میگوید آن چیست کہ میجوید
خود جوید خود پوید من فہم بفہم

این از کس رفتارست و این از کی گفتارست
دانی کہ ازان یارست من فہم بفہم

او موی بمو باس اور دی برد باشد
او سوی بسو باش من فہم بفہم

خود جسم و خود جانست خود جن و انسانست
خود این و خود آنست من فہم بفہم

آمد بتماشائی ہر طرف بہر جائی
خود اند ہی ہای من فہم بفہم

آشکار بہانہ دان آن یار یگانہ دان
در شان شہانہ دان من فہم بفہم

اردو ترجمہ

وہ خود ہی اپنا تماشائی ہے۔ میں سوچ میں غرق ہوں۔ دوسروں پر خواہ مخواہ کی تہمت ہے۔ میں سوچ میں غرق ہوں۔
یہ کون بول رہا ہے یہ کیا تلاش کر رہا ہے وہی تلاش کرتا ہے اور وہی دوڑ دھوپ کرتا

موج دریا سے باہر نہیں ہے بلکہ دریا کے اندر ہی ہے تو ان موجوں کو بھی دریا ہی سمجھ۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

جس شخص نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اللہ کی ذات کا راز پالیا۔ اپنے جسم اور جان سے علیحدہ ہو جا۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

اے دل! دم کو پہچان اور دیکھ دم کے بغیر اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بات قرآن مجید میں بھی ہے۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

یہ دم ذات حق کی جانب سے ہے تو پاسِ انفاس کو سمجھ لے۔ دن رات اس کا شمار کرتا رہ۔ یہ دم اللہ کا دم ہے۔

اے آشکار! آدم اس دم ہی سے پیدا ہوا ہے۔ بشر کے اندر اللہ کا نور ہے اور یہ دم اللہ کا دم ہے۔

ردیف الذال

آمد از طرف یار این کاغذ
خوانده ام بار بار این کاغذ

اندران هم نوشته بود سلام
روح کردم نثار این کاغذ

خط نبوده مگر پیاله شراب
کرد افزون خمار این کاغذ

کرد مخمور چشم گریان شد
روز و شب زار زار این کاغذ

آمده چون نسیم در بستان
خاطرم شد بہار این کاغذ

خوش دلی خرمی بدل عاشق
از یکی شد ہزار این کاغذ

حرز جان کر دور گلو آویخت
عاشق آشکار این کاغذ

اردو ترجمہ

یہ کاغذ یار کی جانب سے آیا ہے میں نے اس کاغذ کو بار بار پڑھا ہے۔
اس کاغذ میں سلام لکھا ہوا تھا میں نے اپنی روح اس کاغذ پر قربان کر دی۔
یہ خط نہیں تھا بلکہ شراب کا ایک پیالہ تھا۔ اس کاغذ نے میرا خمار اور بھی بڑھا دیا۔

اردو ترجمہ

میں بزرگی اور تقوی کو نہیں جانتا میں دوستی اور دشمنی کو نہیں جانتا۔

میں دریائے حیرت میں غرق ہو چکا ہوں۔ میں چوں اور چرا کو نہیں جانتا

میں جب سے اس مادی جسم کو ترک کر کے بیخود ہوا ہوں اس وقت سے نہیں جانتا کہ خود نمائی کیا ہے۔

میں باقی نہیں رہا میں باقی نہیں رہا فقط وہ باقی رہ گیا۔ میں اس ما اور شا کو نہیں جانتا۔

کشف کیا ہے۔ کرامت کیا ہے اور عبادت کیا ہے۔ میں آسمانی سیر کو نہیں جانتا۔

میں عشق اور درد و غم کی راہ اختیار کر رہا ہوں میں اس دکھاوے کے زہد و تقویٰ کو نہیں جانتا۔

میں اس نور کی شعاعیں دیکھ رہا ہوں

میں اندھیرے اور روشنی کو نہیں جانتا۔

میں کہاں گیا؟ میں تو اپنی ہستی ہی سے گذر گیا۔ میں گدائی اور بادشاہی کو نہیں جانتا۔

خدا دونوں جہاں میں آشکار ہے۔ میں وصال اور فراق کو نہیں جانتا۔



پر زمی پیر مغان مارا بنو شانید جام
شد دلم آزادہ آن دم ز حلال و از حرام

بر داو آنجا مرا کا نجا گناہ ونی ثواب
نی کفر اسلام آنجانی جماعت نی امام

نی در آنجا جسم ماندنی بود اسم اندر آن
در تصور آمدم این از کجا باشد مقام

این مقام حیرت و عبرت بود بین اندرو
نہ رکوع و نہ قیام و نہ سجود و نہ سلام

این طریق عاشقی بگزین بجان ای آشکار
تا بباشی دائما تو اندرین لذت مدام

اردو ترجمہ

مجھے پیر مغان نے شراب سے لبریز جام پلایا۔ اسی وقت میرا دل حلال اور حرام کی قید سے آزار ہو گیا۔

میرا محبوب مجھے ایسے مقام پر لے گیا جہاں نہ گناہ ہے اور نہ ثواب، نہ کفر ہے اور نہ اسلام اور نہ جماعت ہے اور نہ امام۔

اس مقام پر نہ جسم باقی رہتا ہے نہ اسم۔ میں خیال کرنے لگا کہ آخر یہ کون سا مقام ہے۔

یہ مقام حیرت اور عبرت کا مقام ہے دیکھو اس میں نہ رکوع ہے نہ قیام اور نہ سجدہ ہے اور نہ سلام۔

اے آشکار! عاشقی کی راہ دل و جان سے قبول کر تا کہ تو ہمیشہ دائمی لذت میں رہے۔



زمذہب کیش بیزارم دردن بتخانہ بنشینم
برفتہ دین و ایمانم بظاہر مر دبیدینم

تن و جان محو گر گردد ز عشاقان شنیدہ من
رود سر گردرین راہش شکر گویم بہ آمینم

ہمہ صورت ہماں یارست شناسم جملہ صورت را
نہ از کس کینہ میدارم نہ در صلح نہ در کینم

نہ شیخم نہ بزرگم من ز شیخی بزرگی بیرون
کہ فی الکونین از دردش مگر یک ذرہ بگزینم

کنشت و کعبہ یکسانسبت بوحدت آشکار بین
نگاہم نیست بر غیری ہمہ جایا رمی بینم

اردو ترجمہ

میں مذہب اور رسم ورواج سے بیزار ہوں۔ میرا قیام بتخانہ کے اندر ہے۔ میرا دین و ایمان باقی نہیں رہا اور میں بظاہر بے دین انسان ہوں۔

میں نے عشاق سے سنا ہے کہ (عاشقی میں) جسم اور جان ختم ہو جاتا ہے۔ سچ مچ اگر اس راہ میں سر چلا جائے تو میں شکر کروں گا اور آمین کہوں گا۔

میں تمام صورتوں کو پہچانتا ہوں۔ ہر صورت میں محبوب جلوہ گر ہے۔ اسی وجہ سے میں کسی سے بغض نہیں رکھتا۔

میں نہ پیر ہوں نہ بزرگ۔ میں پیری اور بزرگی سے الگ ہوں تاکہ دونوں جہاں میں اس کے درد عشق سے ایک ذرہ حاصل کر سکوں۔

اے آشکار! وحدت کی نظر سے دیکھ مندر اور کعبہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ میری نظر غیر پر نہیں ہے۔ میں ہر جگہ محبوب کو دیکھتا ہوں۔



از نقش بہ نقاش رسیدیم رسیدیم
یک حرف دو معنی شد ہر دو فہمیدیم
از نقش بنقاش نہ آگاہ مرا بود
حاصل نشدہ گرچہ بہ پی نقش دویدیم
چون پیر مغان از سر معنی خبرم کرد
این نقش ندیدیم نقاش بدیدیم
نقش ہمہ نقاش بود چشم کشا بین
پس غیر زدل خویش کشیدیم رہیدیم
آشکار و نہان مغبچہ در خانہ خمارست
تحقیق بمیخانہ مرید یم مریدیم

اردو ترجمہ

ہم نقش سے نقاش تک پہنچ گئے۔ حرف ایک تھا اور معنی دو تھے اور ہم نے دونوں کو سمجھ لیا۔

مجھے نقش سے نقاش تک رسائی حاصل کرنے کا علم نہیں تھا۔ اگرچہ کچھ حاصل نہیں ہوا لیکن ہم نقش کے پیچھے دوڑتے ہی رہے۔

جب پیر مغان نے اصل حقیقت کے راز سے آگاہ کیا تو نقش نظروں سے غائب ہو گیا۔ صرف نقاش نظر آتا رہا۔

آنکھیں کھول کر دیکھ یہ نقش دراصل تمام نقاش ہی نقاش ہے۔ ہم نے اپنے دل سے غیر کو نکال دیا اور آزاد ہو گئے۔

ظاہر اور باطن شراب فروش کے گھر میں مغبچہ (شراب فروش کا بیٹا) ہے بے شک ہم میخانہ کے مرید ہیں۔ مرید ہیں۔



اوست نہان و عیان من نیم و من نیم
خود کند و خود بیان من نیم و من نیم

نیک و بد کار اوست یار و اغیار اوست
نور او ہم نار اوست من نیم و من نیم

این ہمہ گفتار اوست در رہ رفتار اوست
باطن و اظہار اوست من نیم و من نیم

نعرہ اناالحق زند خود راخود بشکند
تہمتی براد نہد من نیم و من نیم

نام نہد آشکار گریہ کندزار زار
گاہ خزان گہ بہار من نیم و من نیم

اردو ترجمہ

ظاہر بھی اور باطن بھی وہی ہے میں نہیں ہوں۔ میں نہیں ہوں کرتا بھی وہ خود ہی ہے اور کہتا بھی وہ خود ہی ہے۔ میں نہیں ہوں۔ میں نہیں ہوں۔

اچھا یا برا، اسی کا کام ہے یار بھی وہی ہے اغیار بھی وہی ہے۔ نور بھی وہی ہے اور نار بھی وہی ہے میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں۔

یہ تمام گفتار اور رفتار اسی کی ہے۔ باطن اور ظاہر بھی وہی ہے۔ میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں۔

اناالحق کا نعرہ بھی خود ہی لگاتا ہے اور اپنے کو آپ ہی توڑتا ہے لیکن الزام اس پر (منصور پر) رکھتا ہے۔ میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں۔

اپنا نام آشکار رکھتا ہے اور زار وزار روتا ہے۔ کبھی خزاں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی بہار میں۔ میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں۔



گویم نا گویم گویم نہ تو میگویم
جویم کہ کرا جویم خودراخودمی جویم
من آب خد ہستم طلبیم روان آبی
پویم کہ بہر آبے پویم چہ چرا پویم
سرگشتہ خورشید ست خورشید ہمی جوید
خودبہرخودست حیران گوید کہ من دویم
ہر جا کہ ہمی بینم بینم خود ے بینم
یک سوی نمی باشم دانم کہ بہر سویم
آشکار تو بشکن شک بگذار شبہ خوددرا
گو گو بیقین گوئے تا اویم من اویم

اردوترجمہ

میں بولوں یا نہ بولوں اگر بولوں تو تیری ہی جانب سے بولوں گا۔ میں تلاش کروں تو کس کو تلاش کروں۔ میں اپنے کو آپ ہی ڈھونڈھتا ہوں۔

میں خود ہی پانی ہوں اور پھر پانی طلب کرتا ہوں۔ میں پانی کی طلب میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں لیکن کیوں دوڑتا ہوں۔

سورج سرگردان ہے اور سورج کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے اپنے پیچھے آپ ہی حیران ہے اور کہتا ہے کہ میں سورج نہیں ہوں کوئی اور چیز ہوں۔

میں جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں اپنے آپ ہی کو دیکھتا ہوں۔ میں ایک جانب نہیں ہوں۔ ہر جانب ہوں۔

اے آشکار! تو اپنے شک و شبہ کو توڑ دے اور ترک کر دے۔ بول اور یقین و اعتماد کے ساتھ بول کہ میں وہی ہوں میں وہی ہوں۔



محکمہ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ